فہرست ترجمہ مرغوب جذب القلوب الی دیار المحبوب

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ

بعون صانع بیچون و بفضل خلاق زمین و زمان

کتاب مشتہر بہ جذب القلوب الی دیار المحبوب جو بعبارت فارسی تصنیف سلطان المحققین حضرت شاہ عبد الحق
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے اسکا ترجمہ نہایت خوب فصاحت اسلوب فصاحت منضبط مسمی

١٣٠٦ھ

جذب القلوب

ترجمہ مرغوب

کہ برکت بیان فضائل مدینہ انور السکینہ سے حرز جان اہل ایمان و تمیمہ گلوے ارباب ایقان ہے
بہ تصحیح نا لا کلام بہ حسن اہتمام سنجیدہ و بہ حسن انتظام پسندیدہ کارپردازان

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہو کر چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادای شکر منعم حقیقی جلت نعمائہ مین عقل حیران ہی کہ خارج از حیز امکان ہی اوسکی نعم غیر متناہیہ کی
انتہا نہین کہ داخل دائرہ احصا ہین ہر فرد مخلوق مین نعمتین غیر متناہیہ بالفعل موجود ہین
فلاسفہ کے براہین ابطال تسلسل بی سود ہین ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا اسپر دلیل ہی پھر شکر
بجا لانے کی کیا سبیل ہی بلکہ نعم لا تحصی ایک طرف ایک نعمت عظیمہ جو رحمۃ للعالمین کا ارسال
ہے اوسی کا ادا ے شکر واجب کما ینبغی و ذات ممکنہ سے محال ہی وجود باجود اونکا اصل وجود
عالم ہے اور جود و نوال اونکا موجب بخشایش آدم و اولاد آدم ہے شفاعتی لاہل الکبایر
من امتی بشارت عامہ ہی اور وجوب شفاعت زائرین کی زیارت قبر مطہر علت تامہ زبان
ظہور اونکا خیر جمیع از منہ و دہور ہے اور مضجع شریف اونکا مزار سبعین الف ملک فی کل یوم
ولیلۃ الی یوم البعث والنشور ہے ذات سراسر برکات اونکی علت غائیہ ایجاد ممکنات ہی
محبت اونکی وسیلہ نجات ہی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم **امابعد** پوشیدہ
نرہے کہ بندۂ درگاہ احد محمد عبد الواحد غفر اللہ الصمد ایک مدت مدید سے چاہتا تھا کہ
کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب کہ سلطان المحققین فخر المدققین عمدۃ المحدثین زبدۃ
العلماء الراسخین وارث الانبیاء والمرسلین خاتم البررۃ المحسنین محی السنۃ السنیہ مروج الملۃ الحنفیہ

معدن الصفات الرضیہ منبع الملکات المرضیہ من آیات الباری شیخنا ومولانا الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی البخاری قدس اللہ سرہ نے احوال مدینہ مطہرہ زادہا اللہ شرفا وتعظیما وتکریما مین تالیف کی ہے زبان اردو مین ترجمہ کیا جاوے کہ مسلمان بھائی جو زبان فارسی پر قادر نہین ہین اُس سے بہرہ یاب ہون اور سو جان سے قربان تمام طبیعتین تاب ہون لیکن وجوہ چند در چند سے اسکا تیسر نہوا کہ ۱۲۷۹ ہجری مین سید العلما سلطان الفضلا امام ائمۃ المعقول البحر الزاخر فی علوم التفسیر والحدیث والفقہ والاصول برہان السلف حجۃ الخلف مرشدنا ادہ آفاق مولانا شاہ عبد الحق ابن شیخ سادۃ الواصلین سید شیوخ العارفین سرخوش رحیق مردوق خمخانہ تحقیق سرجوش صہبای فیض الٰہی تحقیق سرمست نشہ عرفان یزدانی غریق بحر معرفت سبحانی مستغرق دریای گوہر ابای توحید سیاح لجہ پر موجہ تجرید سیاح اقالیم کشف وشہود پرتو خورشید عین الوجود ثمرہ شجرہ باغستان رشد وہدایت رایحہ طیبہ چمنستان فضل وولایت شیخ معرفت پیر طریقت حسبی ووالدی حضرت زمالنا الشیخ الاجل الکامل الفحول مولانا ومرشدنا حضرت سید شاہ محمد آل رسول برکاتی ادام اللہ تعالیٰ ظلہم الکالنور نوّر اللہ تعالیٰ وجہہ بقبول القبول حج بیت اللہ الحرام وزیارت مرقد سید الانام علیہ وعلی آلہ الصلٰوۃ والسلام شرف حاصل کرکے مراجعت فرماکے وارد دار الامارۃ کلکتہ ہوئے فقیر حقیر کمال مشتاق ہوکر حاضر آستانہ شریف ہوا اور ملازمت عالی سے شرف حاصل کیا اور اپنی تمنای دلی کہ کئی سالہا سال سے جاگزین دل اخلاص منزل تھی آپ کی خدمت معلی مین مظہر ہوا آپ نے ازراہ کمال عنایت میری غرض کو پذیرا فرمایا اور ایک چند جزء میرے کمال خوبی اور لطافت کے ساتھ ترجمہ لکھا اللہ تعالیٰ آپ کی سعی کو مشکور فرماوے اور اس ترجمہ مین ایک لطف زیادتی یہ ہے کہ اوسکے مطالعہ کرنے والے کو حاصل ہوگا کہ جو تغیرات وتبدلات مدینہ طیبہ مین زمانہ حضرت شیخ قدس سرہ کے بعد واقع ہوئے ہین ہمارے حضرت نے اسکی طرف بھی جہان جہان مناسب تھا ارشادہ فرمایا ہے اور اس ترجمہ شریفہ کا نام ترجمہ مرغوب جذب القلوب رکھا گیا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے نفع پہونچاوے

جعلت سبیل الہدی جیاد
وھو الہادی الی سبیل الرشاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بعد اسکے جاننا چاہیے کہ بندہ مسکین ضعف عباد اللہ عبد الحق بن شاہ غلام رسول بن شاہ ولی اللہ غفر اللہ لہم سن بارہ سو اٹھاسی ہجری نبوی مین ہمراہ رکاب حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ کے حج بیت اللہ الحرام و زیارت قبر مطہر نبی علیہ الصلوۃ والسلام شرف و سعادت حاصل کرکے دار الامارۃ کلکتہ مین وارد ہوا اور کسی جہت سے چندے وہان ٹھہرا اوس درمیان مین مسلمانان کلکتہ خصوصًا دوست دلی محب قلبی فاضل بےبدل عالم باعمل مولوی قاضی عبد الواحد سلمہ اللہ تعالی کے بپاس خاطر ترجمہ کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب زبان اردو مین لکھا اللہ تعالی قبول فرماوے اور مسلمانون کو اوس سے نفع پہونچاوے بھائی مسلمانان کی خدمت مین عرض یہ ہے کہ اس ترجمے مین جہان کہین غلطی پاوین اصلاح فرماوین کہ جب اجر و ثواب ہوگا وَعَلَی اللّٰہِ التَّوَکُّلُ وَبِہِ الْاِعْتِصَامُ

حضرت شیخ قدس اللہ سرہ فرماتے ہین کہ ۔ بعد حمد و صلوۃ کے کہتا ہے فقیر حقیر نحیف و ضعیف اضعف عباد اللہ القوی عبد الحق بن سیف الدین ترک دہلوی بخاری کہ ہر زمانے مین علماے سیر و تواریخ نے مدینہ مطہرہ کے فضائل و اخبار مین کتابین لکھی ہین اور اون سب مین

تالیفات عالم المدینہ سید نور الدین علی بن سید عفیف الدین عبد اللہ بن احمد حسینی سمہودی مدنی
رحمۃ اللہ علیہ کے بہت مشہور تھا اور عمدہ ترین تواریخ مین پہلی کتاب اونکی وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ
ہے کہ جسکو دوسری کتاب مسمی باقتفاء الوفا سے قبل اوسکے تمام کرنے کے سن آٹھ سو چھیاسی
مین اختصار کیا تھا اور اصل کتاب وہ جو مسجد شریف مین آتش زدگی ہوئی تھی اوسمین جل گئی اور
مختصر اوسکا سلامت رہا اور یہ کتاب وفاء الوفا ایک ایسی کتاب ہے کہ سارے احوال مدینہ طیبہ اور
وقائع و حوادث جو اوسمین وقوع ہوئے ہین اور احادیث و آثار جو اوسکی شان مین وارد ہوئے
ہین ساتھ تعدد روایات اور اختلاف اقوال کے اوسمین مذکور ہین بعد اوسکے سن آٹھ سو ترانوے
مین سید ممدوح نے اسی کتاب وفاء الوفا سے ایک اور مختصر نہایت منقح و مہذب منتخب
کیا اور اوسکا نام خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ رکھا اب اس زمانے مین مشہور و متداول
اونہیون مین یہی خلاصہ ہے اور کاتب حروف کے پیش نظر اکثر ہوا جامع کتاب وفاء الوفا کے
تھے اگر اتفاقاً بعضے روایات مین کتاب خلاصہ کے ساتھ مخالفت ظاہر ہو تو عجب نہین
اور سید سمہودی علیہ الرحمہ کا ایک رسالہ اور ہے کہ جسمین خاص قصہ آتش زدگی اور منہدم
ہوجانے مسجد شریف اور لوگون کے تاخیر کرنے کا اوسکی تجدید عمارت مین مذکور ہے
اور اس رسالے مین مسئلہ حیات انبیا کو نہایت تفصیل کے ساتھ تحقیق کیا ہے جو اس رسالے
سے بھی جہان چاہیے تھا نقل کیا ہے اور اگر احیاناً کسی اور تواریخ و کتب سے بھی کچھ
نقل کیا گیا ہوگا تو سکے ذکر ماخذ ہوگا الا ماشاء اللہ اور اس کتاب یعنی جذب القلوب الی دیار
المحبوب کے مسودہ کرنے کی ابتدا سن نو سو اٹھانوے مین مدینہ طیبہ مین ہوئی اور صاف
کرنے کی توفیق سن ایک ہزار ایک مین بلدہ دہلی مین پائی وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ لِلْعِبَادِ و منہ
اِسْتِعَانَۃٌ فِی الْمَبْدَأ وَالْمَعَادِ اور مقاصد اس کتاب کے سترہ باب مین منحصر ہین باب پہلا
تعداد اسما و القاب شریفہ مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفا و تعظیما مین باب دوسرا اس
بلدۂ طیبہ کے فضائل مین جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہین باب تیسرا
اس مضمون مین کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگون نے رہنا اختیار کیا اور جناب
سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت وہان کون لوگ

(رہنے کو تیار ہوئے) حصول ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولین والاخرین علیہ الصلوٰۃ
والتسلیمات میں باب پانچوان بیان ہجرت سید المرسلین خاتم النبیین
صلے اللہ علیہ وسلم میں کہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو کس عنوان سے تشریف
لے گئے باب چھٹا کیفیت بنای مسجد شریف نبوی اور سارے مقامات عالیہ
مین باب ساتوان اون تغیرات وزیادات کے بیان مین جو بعد رحلت فرمانے
حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ائمہ وسلاطین وامراے ظہور مین آئے
اور اوسکے اوضاع واحوال کے ذکر مین بر سبیل اختصار واجمال باب آٹھوان
مسجد شریف اور روضہ من ریاض الجنۃ اور منبر شریف کے فضائل وخصوصیات ومناقب
مین باب نوان ذکر بنای مسجد قبا اور مساجد نبویہ مین جو ماثورہ ہین اور مشاہر انوار
محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین صلوٰۃ کاملۃ باب دسوان یعنے
اون کنوؤن کے ذکر مین جنکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرمایا ہے
اور مشہور وماثور ہین باب گیارھوان اون بعضے مقامات متبرکہ کے ذکر مین
جو مکے ومدینے کی راہ مین ماثور ومشہور ہین باب بارھوان بیان فضائل جنۃ البقیع
اور ذکر مقابر مشہورہ مین جو اوسمین واقع ہین باب تیرھوان بیان فضائل جبل احد
مین کہ محب ومحبوب سید الانبیا ومنزل سید الشہدا ہے صلے اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ
باب چودھوان بیان فضائل زیارت حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم
مین کہ مقصد اعلی ومطالب اقصای مومنین ومسلمین ہے اور اثبات حیات انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات مین باب پندرھوان بیان حکم زیارت قبر اعطر
واطہر واقدس سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ واجب ہے یا مستحب اور
بیان توسل واستمداد مین ساتھہ اوس جناب منقبت قباب ورسالت مآب کے علیہ و
علی آلہ الصلوٰۃ والسلام باب سولھوان ذکر آداب زیارت فیض بشارت حضرت
خیر الانام اور مدینہ منورہ کے قیام اور رجع الخیر اپنے وطن کے پہونچنے مین باب
سترھوان ذکر فضائل درود مین اور جو کچھہ اوس سے متعلق ہے ✣ ✣ ✣

پہلا باب

تعداد اسماء والقاب شریف مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً مین جاننا چاہیے کہ کثرت اسماء دلیل ہے عظمت مسمی پر چنانچہ کثرت اسمای الٰہی جل سلطانہ اور القاب حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم اسبات پر دلیل ہے علی الخصوص جس وقت ہر نام مشتق ہوا چھے ماخذ سے اور سوا مدینہ منورہ کے کوئی شہر ایسا نہین جسکے اس کثرت سے نام ہون بعضے علمانے ڈھونڈھکے سو نام کے قریب نکالے ہین اور بعضون نے زیادہ اس سے بھی اور بعضون نے کم اور ان اوراق مین فقط جتنے نام کہ اوسکے شرف اور کرامت پر دلالت کرتے ہین ذکر مین آتے ہین بسم اللہ العلی العظیم ازجملہ اسمای مرغوب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے اور احادیث سے ثابت ہین ایک طابہ ہے بتخفیف بای موحدہ دوسرا طیبہ بسکون یای تحتانیہ تیسرا طیبہ بتشدید تحتانیہ چوتھا طایبہ اور جتنے مشتق ہون اس مادہ سے اگرچہ تعظیم اور ادب مقتضی اسی کو ہے کہ جتنے نام حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہین اوتنے ہی لینا چاہیے مگر شاید اس مقام مین دعوی پائے جانے کسی دلالت کا جواز توسیع پر گنجایش رکھتا ہو واللہ اعلم اور ان نامونکا اطلاق مدینہ منورہ پر کئی سبب سے ہوا ایک تو یہ کہ مدینہ مطہرہ طاہر ہے نجاسات شرک سے دوسرے یہ کہ ہوا اوسکی ہوا سلیم طبعون کے ساتھہ موافقت رکھتی ہے تیسرے یہ کہ وہان بو بدی کا نام و نشان نہین چوتھے یہ کہ ہر چیز وہان کی اچھی ہے لوگ کہتے ہین کہ مدینہ کے رہنے والے وہانکی مٹی اور در و دیوار سے ایسی خوشبو پاتے ہین کہ کسی خوشبو مین پایا نہین ہے اور شاید کہ کچھہ تھوڑی سی خوشبو بعضے محبان صادق غریب الوطنون نے بھی سونگھی ہو ابی عبد اللہ عطار کہتے ہین شعر

بطیب رسول اللہ طاب نسیمہا ÷ فما المسک والکافور والصندل الرطب ÷

اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مدینے کی مٹی مین ایسی ایک خاص خوشبو ہے کہ ویسی خوشبو مشک اور عنبر مین نہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ یہ بات بڑی عجیب ہے اور حقیقت مین کچھہ عجیب نہین جہان خوشبو مین انفاس حبیب اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پہنچی ہون وہان خوشبوی مشک وعنبر کی حقیقت کیا ہے

اور بھی وہان تا تاریست ٭ ناخہا ئی وم زون چہ جائی دست بر طرہ دوز وزی نسیمی زمین وران
جتنی خوشبو کی چیزین پھول وغیرہ ہین اونکی خوشبوئین کچھ ایسی اچھی ہین کہ اور جگہہ کی چیزون مین
اوس قسم کی خوشبوئین ہرگز نہین پائی جاتین خصوصًا گل سرخ مین کہ ساتھہ نسبت خاص آن سرور
صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور اور معروف ہے **بیت** ز نسیم جان فزایت تن مردہ زندہ
گردد ٭ زکدام باغی ای گل کہ چنین خوش ست بویت ٭ اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ
اِنَّ اللهَ اَمَرَنِی اَنْ اُسَمِّیَ الْمَدِیْنَةَ طَابَه اور بھی ابن شبہ سے منقول ہے
کہ نام مدینہ طیبہ کا توراۃ مین طابہ اور طیبہ اور طبیتہ ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ جو
شخص کہے مدینے کیطرف بوی بد کی نسبت کرے یا وہان کی ہوا کو کہے اچھی نہین وہ شخص واجب التعزیر
ہے اوسکو قید کرنا چاہیے جب تک توبہ نکرے زمان نبوت سے پہلے مدینہ منورہ کو یثرب اور اثرب وغیرہ
کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالی وتبارک کے حکم سے اوسکا نام طابہ اور
طیبہ رکھا کہتے ہین کہ یثرب نام ایک شخص کا ہے اولاد نوح علیہ السلام سے جب اونکی اولاد زمین پر پھیلی
وہ شخص یہین آکر رہا اور علمای تاریخ مین اختلاف ہے کہ یثرب نام مدینے کا ہے یا اوس ناحیہ کا جو مغرب
کی طرف جبل احد سے واقع ہے اور اوسمین چشمے اور کھجور کے درخت بہت سے ہین اکثر علما اسی قول
کی ترجیح دیتے ہین اور وارد ہونا اثارب کا بہ صیغہ جمع اسکی تائید کرتا ہے اور ابن بالہ کہ امام مالک رحمۃ اللہ
علیہ کے اصحاب مین سے ہین اور پیشوای مورخان مدینہ طیبہ اور بعضے علما بھی روایت کرتے ہین کہ
مدینے کو یثرب نلکھا کرین اور تاریخ بخاری مین ایک حدیث اس مضمون کی مروی ہے کہ جو شخص ایک بار
یثرب کہے چاہیے کہ وہ اسکی تلافی کے واسطے دس بار مدینہ کہے اور امام احمد اور ابو یعلی روایت کرتے
ہین کہ جو شخص مدینے کو یثرب کہے اوسکو چاہیے کہ استغفار کرے نام اوسکا طابہ ہے اور مثل اسکے اور
روایات بھی آئی ہین اور وجہ مکروہ ہونے اوس نام کے یہ ہے کہ وہ مشتق ہے ثرب سے بمعنی فساد
یا تثریب سے بمعنی مواخذہ کے یا یہ کہ اصل مین چونکہ وہ نام کافر کا ہے اوس سے مکان پاک کو
جو شرک سے پاک ہو موسوم کرنا مناسب نتھا اور جو قرآن مجید مین واقع ہوا ہے یا اہل یثرب
سو مقام حکایت مین بعضے منافقون کی زبان سے ہے اور بعضے احادیث مین جو یثرب کا لفظ واقع ہے
کہتے ہین کہ یہ نہی سے پہلے تھا واللہ اعلم اور جملہ اسمای شریفہ اس بلدہ مکرمہ کے ارض اللہ

اور اَرْضُ الْهِجْرَةِ ہی ان دونوں ناموں کی صحت آیۂ کریمہ سے ہوتی ہی وہ آیۂ کریمہ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ہی اور اَكَّالَةُ الْبُلْدَانِ اور اَكَّالَةُ الْقُرٰى بھی ہی بنظر اوسکے تسلط کے تمامی بلاد پر اور فتوحات مین چنانچہ مکہ معظمہ کو اُمُّ الْقُرٰى کہتے ہین باعتبار اوسکی اصالت کے اور علما نے کہا ہی کہ مضمون اَكَّالَةُ الْقُرٰى کا بہ نسبت مفہوم اُمُّ الْقُرٰى کی نسبت بلیغ ہی اسواسطے کہ ماں ہونا دوسرے کے محو کرنے اور مٹانے کو نہین چاہتا بخلاف کل کے کہ چاہتا ہی دوسرے کے کم کرنے اور مٹانے کو اور از جملہ اوسکے ناموں کے ایک نام ایمان ہی یہ اوس آیت سے معلوم ہوتا ہی جو تعریف مین انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نازل ہوئی ہی یعنی وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ اور اس جہت سے بھی اسکو ایمان کہنا لائق ہی کہ مرجع اور مآل ایمان کا یہین سے ایمان ظاہر ہوا ہے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ فرشتۂ ایمان کہ یقین والوں کے دلوں پر الہام اور القا کرتا ہی اور فرشتۂ حیا نے باہم عہد کیا ہی کہ مدینے ہی مین رہین اور مدینے سے باہر کبھی نہ جائین اور حقیقت مین یہ دونوں صفتین مدینے مین مجتمع ہین اور آپس مین لازم اور ملزوم ہین بلکہ اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ بَرَّةٌ اور بَارَّةٌ بھی کہ دلالت کرتے ہین معنی خیر پر اس بلدۂ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہین اور بلد کہ اللہ تعالیٰ نے لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ مین قسم اوسکی کھاتا ہی بقول بعضے مفسرین کے مراد اوس سے مدینہ طیبہ کہ حلول اور نزول اور نزول سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے حیات اور ممات مین مشرف ہوا اور بعضوں کے نزدیک مراد اوس سے مکہ معظمہ ہے اور نازل ہونا اس سورہ کا مکہ معظمہ مین قول ثانی کی ترجیح دیتا ہے واللہ اعلم بَيْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ بھی اسی شہر مکرم کے القاب مین سے ہی اور وجہ اوسکے ملقب ہونے کی اس اسم سے ساتھ ظاہر اور باہر ہے اور اس جہت سے کہ مکہ معظمہ کو بیت اللہ کہتے ہین اس بلدہ مکرم کو بیت رسول اللہ کہنا نہایت مناسب ہی حیثیت نہی سعادت آن بندہ کہ کرد نزول گہی بہ بیت خدا گہی بہ بیت رسول جَابِرَةٌ اور جَبَّارَةٌ بہ تخفیف بای موحدہ اور جَبَّارَةٌ کا بہ تشدید با بھی اس بلدۂ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہی اور حدیث الْمَدِيْنَةُ تُسَمّٰى فِي التَّوْرَاةِ بعدد روایات سے پہلے دونوں ناموں پر کہ جابرہ اور جبارہ بتخفیف با ہی دلالت کرتی ہی اور جبارہ جو بہ تشدید با ہے صاحب کتاب انواع توریت سے نقل

کرتا ہے اور وجہ اس تسمیہ کی ائی ہین اگر جبر کے معنی پورا کرنے کے لین تو ظاہر ہے کہ غربا اور فقرا اور
ٹوٹے ہوؤنکو جس چیز مین نقصان اور کمی واقع ہو یہان وہ نقصان جاتا رہتا ہی اور پھر پاتے ہین
اور اگر جبر کے معنی وہ لین جو مرادف قہر کی ہین تو بھی ظاہر ہے کہ غرور والون اور گردن ازون
کی یہان گردنین ٹوٹتی ہین کہ مجبور اور مقہور ہوکر اسلام اور تابعداری یہان کی قبول کرتے ہین
اور مجبولہ بھی اس بلدۂ شریفہ کے اسماسے ہی اسواسطے کہ یہ بلدۂ شریفہ مجبور ہے حکم آلہی سے حضرت
سید الانبیا کے یہان تشریف رکھنے مین حالت حیات مین اور حالت ممات مین اور جزیرۃ العرب
سے بھی بقول بعضے محدثون کے حدیث اَخرِجُوا المُشرِکِینَ مِن جَزِیرَۃِ العَرَبِ سے یہ شہر مکرم مراد ہی
اگرچہ اور علما کہتے ہین کہ یہ لفظ شامل ہے تمام ارض حجاز کو اور محبّہ اور حلیبہ اور محبوبہ اس بلدہ
مکرمہ کے مخصوص اور مرغوب نامون مین سے ہین اور حدیث اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا المَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا
مَکَّۃَ اسبات کی مثبت ہے حرم اور حرم رسول اللہ باضافت بھی اس شہر مکرم کے القاب مین
سے ہے حدیث مسلم مین آیا ہے کہ اَلمَدِیْنَۃُ حَرَمٌ اور حدیث طبرانی مین واقع ہے حَرَمُ
اِبْرَاھِیْمَ مَکَّۃَ وَحَرَمِی اَلمَدِیْنَۃُ تعیین حد حرم مدینہ مین اور اثبات احکام حرمت حرم مین
علما کا اختلاف مشہور ہے اور اپنی جگہ پر مذکور ہے اور شاید ان اوراق مین بھی کچھ
اوسکا ذکر آوے اگر خدا چاہے تو حسنہ بھی اوسکے اسمای شریفہ سے ہی کہ حسن سے ہے حسنا
اور معنی حسنا تو بسبب کثرت باغات کے اور کثرت چشمون وغیرہ کے اور بسبب فضا
اور وفور قبون اور عمارتون اور مزارات اور مشاہد کے اور معنی بسبب تشریف رکھنے حضرت
سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ شاہد اور مشہود حضرت حق کے ہین اور مقصد اور مقصود
تمام ابرار کے اور بسبب موجود ہونے آل اور اصحاب اور اتباع حضرت علیہ الصلوۃ
والسلام کے کہ جامع کل کرامات وبرکات ہین عَرَفَ مَنْ ذَاقَ وَجَحَدَ مَنْ عَرَفَ مقرعہ
ذوق اہل معنی نقشا سی سجھا تا بخشتی ہے اور قسم خدا کی قطع نظر لذات باطنیہ سے کہ ثمرہ اعتقاد کا ہے
اصل حسن اور زیبائی جتنی اس شہر مین دکھلائی دیتی ہے اتنی کسی شہر مین نظر سے نہین گذری
اور کہین سننے مین نہین آئی مگر بعضی جگہ کہ یہان سے نور کا ایک ایک شمسہ پایا جاتا ہی
اور اس شہر شریفہ کے برکات کا اثر ہے جیسے دہلی یا مثل اوسکے سوا دکنی وغیرہ

کو ایسی درگاہ عالیجاہ کے بعضے بعضے غلام وہان سوتے ہین بیت ہر کجا نور یست تابان بکمال
ظاہرست جو اصل ان از آفتاب این جمال افتادہ است : خیرہ بہ تشدید اور خیرہ بتخفیف بھی
نام اس بلدہ شریفہ کے ہین اس سبب سے کہ یہ بلدہ طیبہ جامع ہے جمیع خیرات دنیا اور آخرت کا
اور حدیث اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ کہ حضرت نے خبر دی ہے فتح بلاد سے
اور لوگون کے مدینہ چھوڑنے سے وسعت معیشت کی طلب مین اور اونکے متوجہ ہونے سے
اون بلاد کی طرف اس بلدہ مکرم کا خیر ہونا ثابت کرتی ہے دَارُ الْاَبْرَارِ وَ دَارُ الْاَخْیَارِ
وَدَارُ الْاِیْمَانِ وَدَارُ السُّنَّۃِ وَدَارُ السَّلَامِ وَدَارُ الْفَتْحِ وَدَارُ الْھِجْرَۃِ وَ
قُبَّۃُ الْاِسْلَامِ یہ سب القاب اوسی دیوڑھی شریف کے ہین زادہا اللہ تعظیما و تکریما
شافیہ بھی اس شہر مکرم کا نام ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ خاک مدینے کی شفا ہے ہر مرض
سے یہانتک کہ جذام اور برص سے اور شفا پانے کو یہان کے میوجات کا استعمال بھی حدیث
صحیح سے ثابت ہے اور بعضے علمای قدیم نے کتاب اسمار المدینہ مین لکھا ہے کہ تعلیق اسکی نجار
والے کو نافع ہے اور جو وہان حاضر ہوتا ہے اوسکے امراض قلبی اور گناہ کی بیماریان دور ہو جاتی ہین
عاصمہ بھی اسمای شریفہ اس بلدہ مکرمہ سے ہے اس جہت سے کہ مہاجرین یہان
آنے سے ایذای مشرکین سے بچے بلکہ جتنے وہان کے رہنے والے ہین اور جتنے وہان کے
قصد کرنے والے ہین دنیا اور آخرت کی آفتون سے بچتے ہین اور نام رکھنا اوسکا معصومہ
بمعنی محفوظہ کے بھی جائز ہے اسواسطے کہ اگلے زمانے مین حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت
داود علیہ السلام کے لشکرون اور گروہون کے سبب سے بعضے جابرین اور متکبرین کے
ہاتھ سے محفوظ رہا اور آخر کو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات سے دجال اور
طاعون سے محفوظ ہے اور رہے گا یا ای لفظ عاصمہ کو بمعنی معصومہ لین تو بھی گنجایش ہے
غلبہ بھی اس شہر مکرم کے اسمای شریفہ سے ہے اور یہ نام قدیم ہے کہ زمانہ جاہلیت مین بھی
اس نام سے اوسکو موسوم کرتے تھے جیسے یثرب سبب غلبہ اور قہر اور تسلط لازم ہے یہان آنے
اور یہان اوترنے کو یعنی جو شخص یہان آیا اور یہان ٹھہرا آخر کو غالب اور مشتہر ہوا چنانچہ
یہود کی عمالقہ پر غالب آئے اور اوس اور خزرج قبائل انصار یہودیون پر اور مہاجرین

اوس اور خزرج پر اور عجمی لوگ مہاجرون پر الا ما شاء اللہ اور ایک اوس بلد طیب کے اسمای شریفہ مین سے
فاضحہ ہے یعنی بداعتقاد اور بدکار لوگ وہان پوشیدہ نہین رہ سکتے آخر کو فضیحت اور رسوا
ہو جاتے ہین اللہ اپنے غضب سے بچاوے مُؤْمِنَہ بھی اس مکان شریف کے اسماے سے ہے
اس جہت سے کہ اہل ایمان کی سکونت وہان ہولی اور وہین سے احکام ایمان جاری ہوئے
یا یہ بات کہ برکت اور الفت اور مسکنت کہ علامات مومن سے ہے اس بلدہ معظمہ مین پیدا ہین
یا یہ کہ یہ کلمہ اپنے معنی حقیقی پر ہو کہ یہ بلدہ مکرمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر از روی حقیقت
کے ایمان لایا ہو جسطرح سنگریزون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک مین
تسبیح کی اور پتھر وغیرہ حضرت سے بولے اور جبل احد بہ نسبت محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے مخصوص ہوا اور حدیث شریف مین آیا ہے وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ تُرْبَتَہَا لَمُؤْ
مِنَۃٌ اور روایت ہے کہ توریت مین اسکا نام مومنہ ہے مُبَارَکَہ بھی القاب
شریفہ اس بلدہ منورہ سے ہے کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہے کہ حضرت سید الکائنات
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے حق مین اور جو چیز اس شہر مین ہے اوسکے
حق مین دعاے برکت کی ہے اور اس طرح فرمایا ہے کہ الٰہی جتنی برکت
تونے مکہ معظمہ مین دی ہے اوس سے زیادہ یہان عنایت کر اس دعای
شریف کا اثر ظاہر ہے جسکا جی چاہے جاکر دیکھ لے مَحْبُوْرَہ کہ مشتق حبر سے
بمعنی سرور کے یا حبرہ سے تا بمعنی نعمت کے بھی اس بلد مکرم کے اسمای شریفہ
سے ہے اور محبار اوس زمین کو کہتے ہین جو سریع النبات اور کثیر الخیرات ہو یعنی گھاس
اوسکی جلد اوگتی ہو اور خیر اوسمین بہت ہو اور یہ دونون باتین مدینہ منورہ مین مشاہد اور
محسوس ہین مُحَرَّمَہ اور مَحْفُوْظَہ اور مَحْفُوْفَہ بھی اس بقعہ شریفہ کے اسماے
شریفہ سے ہین اور وجہ تسمیہ کی ان نامون کے ساتھ پہلے بعضے نامون کے معانی
سے ظاہر ہوئی ہوگی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ ہر ہر کوچہ کے سرے پر
ایک فرشتہ نگہبانی اوسکی کرتا ہے مُحْرِمَہ اور مَحْرُوْقَہ بھی اسکے اسمای شریفہ
سے ہے پہلا نام توریت سے منقول ہے اور وجہ تسمیہ کی ان نامون کے ساتھ ظاہر ہے

۱۵ وفی نسخۃ ... ۱۲

کیونکہ یہ جگہ ہے تشریف لانے اور تشریف رکھنے رحمۃ للعالمین کے اور اوترنے رحمت حضرت ارحم الراحمین کے اور یہ بھی ہے کہ وہان کی برکت سے سارے عالم کو رزق ظاہری اور باطنی ملتا ہے مسکینہ بھی اوسکے اسمای شریفہ سے ہے اور وجہ اس تسمیہ کی مومنہ کے معنی دریافت کرنے سے معلوم ہوگئی ہوگی اور حضرت علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حق تعالیٰ نے مدینے سے خطاب کر کر فرمایا کہ یَا طَیِّبَۃُ یَا طَابَۃُ یَا مِسْکِیْنَۃُ لَا تَقْبَلِی الْکُنُوْزَ درحقیقت یہ خطاب رجوع کرتا ہے وہان کے رہنے والون کی طرف کہ ہمیشہ مسکینت اور غربت سے بسر کرین اور اہل دنیا کی طرف رغبت نکرین اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ اعنی فی اہل بلدۃ حبیبک سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین مُسْلِمَۃٌ بھی اسی بلدہ کے اسمای شریفہ سے ہے مثل مومنہ کے ایمان اور اسلام ایک چیز ہے فرق اسی قدر ہے کہ ایمان مین معنی تصدیق قلبی کی رعایت ہے اور اسلام مین اقرار اور تابعداری کی ہے اور احتمال یہ بھی ہے کہ یہ دونون نام یعنی مومنہ اور مسلمہ مشتق ہوین امان اور سلامت سے مُطَیَّبَہ مقدسہ یہ بھی اس بلدہ عظیمہ کے نامہای مبارک ہین انْ دونون کے معنی بھی قریب قریب ہین پہلے اسمای کے معنی سے مَقَرٌّ بھی اسکے اسمای شریفہ سے ہے مشتق قرار سے حدیث شریف مین آیا ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا مَکِیْنَۃٌ بھی اس بلدہ مکرمہ کے اسمای شریفہ سے ہے بمعنی مکانت اور منزلت اور عزت کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناجیہ بھی اوسکے نامہای پاک سے ہے اشتقاق اسکا نجات سے ہے پایا جاتا ہے یعنی خلاص کیا اوسکو یا نجوہ سے کہ زمین بلند کا نام ہے اور ان سب معانی کے وجود اوسمین پائے جاتے ہین مدینہ یہ اسم شریف اوسکے اور نامون متبرک سے مشہور زیادہ ہے اصل لغت مین مدینہ چند گھر مجتمع کو کہتے ہین کثرت اور عمارت مین قریہ کی تعریف سے تجاوز کر کے مرتبہ مصریت تک پونہچا ہو یعنی سب سے پائین قریے کا درجہ ہے اور سب سے اونچا مصر کا اور مدینہ اور بلد ان دونون کے درمیان مین ہین اور بعضے لوگ مدینہ کو ایک درجے مین رکھتے ہین یہ بیان بطور لغت کے تھا اب مدینہ نام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے کا چنانچہ اگر مطلق مدینہ بولین تو بھی

بلدہ معظمہ مراد ہوگا اور استعمال عرب مین یہ مدینہ الف ولام کے ساتھ آیا ہی اور اس طرح کا اتفاق
لغت عرب مین بہت آیا ہی چنانچہ نجم کا اطلاق ہر ستارہ پر کرتے ہین لیکن النجم الف ولام کے
ساتھ خاص ثریا کو کہتے ہین اور اگر نسبت کسی شخص کے کسی اور مدینہ کی طرف کی جائے گی تو
اوسکو مدینی کہین گے یے کے ساتھ اور اگر اوسکو منسوب کرین مدینۃ الرسول کی طرف تو اوسکو
مدنی کہتے ہین بغیر یے کے اور اللہ تعالی نے قرآن مجید مین اس نام شریف کو کئی جگہ ذکر فرمایا
اور توریت مین بھی واقع ہوا ہے سَیِّدُ الْبُلْدَان بھی ایک اوسکا نام مبارک ہی حدیث شریف
مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہے یَا طَیْبَۃُ یَا سَیِّدَۃَ الْبُلْدَانِ بیان
فضائل مدینہ منورہ مین یہ معنی بھی واضح ہوجائین گے انشاء اللہ تعالی

باب دوسرا

ذکر فضائل بلدہ طیبہ مین جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہین جاننا چاہیے کہ اجماع امت اور
اتفاق علما اسبات پر ہے کہ تمامی بلاد سے افضل اور اشرف مکہ معظمہ و مدینہ منورہ ہین لیکن
آپس مین ایک دوسرے سے افضل ہونے مین اختلاف ہے بعد متفق ہونے اجماع تمامی علما
کے اوس ٹکڑے زمین کی افضلیت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف سے ملا ہے
سارے اجزای زمین کی نسبت یہان تک کہ بہ نسبت کعبہ کے بھی اور بعضے علما لکھتے ہین
کہ اوسکا تمام آسمانون سے افضل ہے یہان تک کہ عرش سے بھی اور کہتے ہین کہ اگرچہ قوم
کی کتابون مین صریح ذکر آسمانون اور عرش کا واقع نہین ہوا لیکن یہ بات اس قبیل سے ہے
کہ جس شخص کے آگے اس بات کو کہین اوسکو انکار نہوسکے آسمان اور زمین حضرت صلی اللہ
وسلم کے پای مبارک سے مشرف ہین بلکہ اگر سارے اجزای زمین کو آسمانون پر اس جہت سے
کہ حضرت کی قبر شریف اجزای زمین سے ہے ترجیح دین تو گنجایش رکھتی ہے اور آخر کو یہ کلام
منجر اوس خلاف کو ہوتا ہے جو آسمانون اور زمین کی تفضیلون مین واقع ہی اور اوس مقام پر امام
نووی کا کلام اسبات کو چاہتا ہی کہ جمہور علما نے آسمانون کو زمین پر فضیلت دی ہے اور
بعضون نے زمین کو آسمانون پر اسواسطے کہ زمین انبیا علیہم السلام کے رہنے اور دفن ہو
کی جگہ ہے جمہور کہتے ہین کہ اگر زمین اونکے رہنے اور اونکے اجسام شریفہ کے دفن ہونے کی جگہ

ہے تو آسمان اونکی ارواح مقدسہ کے رہنے کا مقام ہی اور بعد ثابت ہونے حیات انبیاء علیہم السلام
کے قبرون مین جمہور کے کلام کا جواب بہت ظاہر ہے اسواسطے اس تقدیر پر جیسے زمین اونکے
جسمون کے رہنے کی جگہہ ہے ویسے ہی محل ہی اونکی ارواح شریفہ کی بھی حاصل کلام یہ کہ بعد
استثنا کرنے اوتنے ٹکڑے زمین کے اختلاف ہی کہ مکہ افضل ہے مدینے سے یا مدینہ افضل ہی مکے
سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور امام مالک اور اکثر علمائے
مدینہ کا مذہب ہی کہ مدینہ افضل ہی مکے سے اور علما بھی مدینے کی افضلیت میں مکہ معظمہ پر ان حضرات کے ساتھ
موافق ہین لیکن کعبہ شریف کا استثنا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مدینہ افضل ہی مکے سے مگر خانہ کعبہ
سے نہین بس حاصل کلام کا یہ ہی کہ قبر شریف حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ہے
مطلقًا خواہ مکے سے کہین خواہ کعبے سے اور کعبہ معظمہ افضل ہی شہر مدینہ سے نہ قبر شریف نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم سے اور باقی مدینے کے افضل ہونے مین باقی مکہ پر اور باقی مکہ سے کم افضل
ہونے مین باقی مدینہ پر اختلاف ہی اور دلیلین جو مدینے کی افضلیت پر بیان کیجاتی ہین جہان
فضائل اور محامد مدینہ منورہ کے ذکر ہون گے ظاہر ہو جائین گی مگر خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ
حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو سارے بلاد سے بہت دوست رکھا
اور آپ خود اوسمین تشریف رکھی اور جتنی فتوحات کی آپ کو امید تھی وہان حاصل ہوئے اور
جتنے کمالات سے آپ وعدہ دیے گئے تھے وہین حصول ہوئے اور قوت اسلام اور رواج
دین وہین سے ہوا اور ساری نیکیان اول اور آخر کی وہین سے نکلین اور وہی جگہہ ہے
سارے کمالات ظاہر و باطن کے اور علاوہ سب فضیلتون کے ایک فضیلت بڑی یہ ہے
کہ وہین قبر شریف اور مرقد منیف خلاصہ ہیژدہ ہزار عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس فضیلت کے
برابر کوئی فضیلت نہین اور اس نعمت کی برابری کوئی نعمت دنیا اور آخرت کی نہین کر سکتی
اسواسطے کہ کوئی عمل بعد فرائض و واجبات کے حضرت کی زیارت کے برابر نہین اور احادیث
صحیحہ مین طرق متعددہ سے وارد ہے کہ پیدائش ہر آدمی کی اوسی مٹی سے ہوتی ہے جہان
دفن ہو تو ضرور ہے کہ پیدائش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینے کی مٹی سے ہوگی الی اسی طرح
پیدائش اکثر آل و اصحاب اور تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی جو وہان مین تشریف

اور بڑی دلیل ملنے کی فضیلت مین یہ ہے کہ ملنے کی جگہ
مین مدفون ہین یہ کیا تھوڑی فضیلت ہے اور بڑی دلیل ملنے کی فضیلت مین یہ ہے
مین بلکہ اوسکے سارے حرم مین ایک رکعت پڑھنا لاکھ رکعت کے برابر ہے اور مدینے کی مسجد مین
ایک رکعت برابر ہزار رکعت کے اور فرق ظاہر ہے قائلین فضیلت مدینہ اوسکے جواب مین یون کہتے
ہین کہ اسباب فضیلت کچھ زیادہ ہونے ثواب مین منحصر نہین ہوسکتا ہے کہ یہ خاصیت تکے کے
ساتھ خاص ہوا اور طرح طرح کی کرامات وبرکات ومنفعت اسلام اور اہل اسلام مخصوص
مدینہ ہوا اور اس کلام کی تایید اور تقویت مین کہتے ہین کہ عرفات کی طرف جانے والے
کی نماز عرفات مین اور ظہر یوم النحر کا منا مین افضل ہے اوسی نماز سے جو مسجد الحرام مین پڑھی جائے
باوجود ملانے اوس زیادتی مذکورہ کے بھی اور سبب اسکا وہ برکت ہے جو رعایت کرنے اتباع سنت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہے علاوہ یہ ہے کہ حاصل زیادتی سے سوا کثرت عدد کے
کچھ اور نہین ہے اور یہ ہوسکتا ہے کہ ایک عمل ایسا ہو کہ عدد اور مقدار مین کم ہو اور کیفیت اور
برکت اور عظمت مین زاید ہو اور مطلق زیادتی ثواب کی اگر فضیلت مین کافی ہوتی تو ظاہر ہے
کہ داخل کعبہ کے افضل ہونے مین خارج مسجد الحرام سے کسی کا خلاف معلوم نہین ہوا ہے باوجود
اس بات کے کہ کعبے کے اندر نماز فرض کی صحت مین علما کا اختلاف ہے امام مالک جائز ہی نہین
رکھتے ہین جہاں زیادتی ثواب بس معلوم ہوا کہ وجوہ فضیلت منحصر زیادتی ثواب مین نہین ہین اور
وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ سبب قبول درگاہ الٰہی ہو اور جب کہ قبر شریف نبوی ساری برکتون اور رحمتون
کی جگہ سے افضل ہے تو ضرور ہے کہ برکت جوار اوس مقام سے ایسی نورہیت
اور قبول نصیب ہو کہ ساتھ زیادتی اعمال اور زیادتی طاعت کے حاصل ہو
اور اسپر اور زیادتی یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ اوس جای
مقدس مین صفت حیات سے قائم اور باقی ہین اور ہمیشہ طاعت
مین مشغول اور اسمین شک نہین ہے کہ اعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مسیدون سے
فرض زیادتی مذکورہ کے اکثر اور افضل ہین اور جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ در
طلب مغفرت اور شفاعت امت مین مشغول ہین تو امت کو قرب جوار مدینہ سے نفع
طاعت کثیرہ کے سے زیادہ نفع حاصل ہے یہ کلام ہے امام تقی الدین سبکی کا نہایت درستی

لطافت کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسری جو مکہ معظمہ کی فضیلت پر دلیل ہین
یہ ہے کہ مکہ مقام ادای مناسک مثل حج وعمرہ کے ساتھ اون فضائل وثوابات کے جو ان اعمال
کے ادا کرنے مین وارد ہین جواب کہتے ہین کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مدینے کے جانے والون
کے واسطے ایک ایسی چیز رکھی ہے کہ عوض حج اور عمرہ کے ہو سکتی ہے احادیث مین آیا ہی
جو شخص کہ دو رکعت نماز پڑھنے کو مسجد نبوی کا قصد کرے وہ حج کامل کا ثواب پاوے
اور جو شخص قصد مسجد قبا کرے تاکہ دو رکعت نماز اوسمین پڑھے اوسکو ثواب عمرے کا نصیب
ہو تو اب دیکھو کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین شب و روز کتنی نمازین پڑھ سکتا ہے اور مکے کا
حج جبتک سال نہ گذر لے ہوہی نہین سکتا تیسری دلیل مکہ معظمہ کی فضیلت پر یہ ہی کہ حدیث
شریف مین آیا ہی مکۃ خیر بلاد اللہ اور دوسری روایت مین آیا ہی احب ارض
اللہ الی اللہ اور بھی سید الکائنات علیہ افضل الصلوٰۃ مکہ معظمہ سے برآمد ہونے کے وقت
مقام حزورہ مین اور بقول بعضون کے حجون پر کھڑے ہوئے اور مکہ معظمہ سے خطاب کرکے فرمایا
کہ اے بلد کریمہ تو سب شہرون سے میرے نزدیک نہایت محبوب ہی اگر تیری قوم مجھکو تجھ سے
باہر نہ لاتی تو مین باہر نجاتا یہ بات دلالت کرتی ہی افضلیت مکہ پر اور اوسکی محبوبیت پر رسول
رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ اجمعین کے نزدیک جواب اس دلیل کا یہ ہے
کہ یہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے ثابت ہونے فضیلت مدینہ سے تھا جب
مدینے مین بہت دنون تشریف رکھی اور وہان سے دین ظاہر ہوا اور برکات حاصل ہوئے
اور فتوحات ظاہر ہوئے اور نیکیان پھیلین تو یہ بات ظاہر ہوئی کہ مدینہ افضل اور اکمل ہی
سب شہرون سے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے مکے سے زیادہ مدینے
کے واسطے برکت مانگی اور اوسکی محبت خدا سے طلب کی چنانچہ جن احادیث مین یہ مضمون
مذکور ہی انشاء اللہ تعالیٰ اون احادیث کو کہین لائینگے اور فرمایا اللّٰھم حبب الینا
المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد اور طبرانی معجم کبیر مین رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہین کہ کہا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے المدینۃ
خیر من مکۃ اور امام مالک نے موطا مین روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

حضرت عبد اللہ بن عباس مخزومی سے طریق انکار سے کہا کہ آیا تو کہتا ہی کہ مکہ افضل ہی مدینے
سے اونھون نے کہا کہ مکہ اللہ تعالی کا حرم ہے اور جگہ ہے اوسکے امن کی اور اوسی مین ہے
اوسکا گھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین خدا کے حرم اور اوسکے گھر کے باب مین کچھ
نہین کہتا پھر فرمایا تو کہتا ہی کہ مکہ افضل ہی مدینے سے اونھون نے پھر کہا کہ مکہ خدا کا حرم ہے
اور اوسمین اوسکا گھر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین خدا کے حرم اور خدا کے گھر مین کلام
نہین کرتا چند بار یہی کلام مکرر فرمایا اور چلے گئے اس کلام سے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ
عنہ کے ظاہر ہے کہ فضیلت مدینے مین مدینے کی مکے پر کعبہ معظمہ مستثنی ہے اور مدعا فضیلت
دینا مدینے کا ہے مکے پر سوائی بیت اللہ کے اور حاکم نے اپنی مستدرک مین روایت کی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَخْرَجْتَنِي
مِنْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَيَّ فَاَسْكِنِّي فِي اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَيْكَ بعد ظاہر ہونے اثر قبولیت
اس دعا کے یہ جگہ محبوب ترین سب جگہون کی ہوئی خدا کے نزدیک اور رسول کے نزدیک
بھی اور اسی واسطے بعد فتح مکہ کے اوسکی طرف عود نہ فرماکر مدینے کا رہنا اختیار کیا اگر کوئی
کہے کہ رہنا وارہجرتاین بسبب اوسکی فرضیت کے ہے خدا کے حکم سے پس حضرت کا
نہ پھرنا مکے کو رہنے کے واسطے اسی جہت سے ہے نہ باب فضیلت سے جواب اوسکا یہ ہے
کہ حکم الٰہی بہ نسبت اقامت مدینہ کے ضرور ہے کہ مبنی افضلیت مدینہ پر اور ناشی اوسکی احبیت
سے عند اللہ ہوگا اِذَا اَحَبَّ حَبِيبٌ لَا يَخْتَارُ لِحَبِيبِهِ اِلَّا مَا هُوَ اَحَبُّ وَاَكْرَمُ عِنْدَهُ یہ
مباحثہ ہے جو علما مین واقع ہوا تجھکو چاہیے کہ نسبت نگاہ رکھ اور محبت کے مشرب پر
قایم رہ اور یہ اعتقاد رکھ کہ بعد جناب باری جل وعلی شانہ کے ہر چیز پر اور ہر شخص پر ہر وجہ
سے اور ہر جہت سے حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو افضلیت حاصل ہے اور جو چیز حضرت کے
سوا ہے خواہ مکہ ہو خواہ مدینہ خواہ غیر اوسکے اوسمین فضیلت متفاوت ہے جیسے نسبت آنجناب
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھتی ہوگی ویسی فضیلت حاصل ہوگی مکہ معظمہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور جوان ہونے اور نبی ہونے کی جگہ ہے اور مدینہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے تشریف رکھنے اور دین کے جاری کرنے کا مقام ہے تجھکو چاہیے کہ خدای تعالی کے

حکم کے تابع رہ اور حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں جگہ اور حق گھر رکھتے ہیں حضرت کی شان
جلالی کو دیکھ اور مدینے میں حضرت کے دین کی برکت ملاحظہ کر ہر جگہ خدا کے حکم کا مشاہدہ
چاہیے اور ہر جگہ ملاحظہ ہو محمدی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اب تم اے مسلمانو
ذوق اور شوق سے کان رکھکر سنو ہم اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدینہ
طیبہ کے فضائل اور فوائد ذکر کرتے ہیں باللہ التوفیق

فصل منجملہ فضائل مدینہ منورہ کے یہ ہے کہ پہلے اس سے ہم لکھ چکے ہیں کہ حضرت پروردگار
تعالیٰ و تقدس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے سے ہجرت کا حکم دیا اور مدینے میں
تشریف رکھنے کا حکم فرمایا جتنے کمالات ظاہر و باطن کہ چھپے ہوئے تھے وہ سب اسی
بلدہ شریفہ میں ظاہر کیے اور مدینے کو سارے فتوحات و برکات کا مبدأ ٹھہرایا اور اوسکی
پاک مٹی کو حضرت کے گوہر عنصر کا صدف بنایا تاکہ قیامت کے آنے تک یہ زمین پاک حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائگی سے مشرف ہو کر سارے عالم کو فیض بخشے حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا فرماتی ہیں کہ جب روح پاک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قبض ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
موضع دفن میں صحابہ کا اختلاف ہوا حضرت علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محل قبض روح مبارک سے کوئی جگہ اللہ کے نزدیک افضل و اشرف
نہ ہوگی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی مطابق اس کلام کے ایک حدیث حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے نقل فرمائی یہاں تک کہ سب صحابہ کی رائے یہ ٹھہری کہ آپ موضع قبض روح
مبارک میں دفن ہوں اور منجملہ فضائل مدینہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طیبہ کو بہت
دوست رکھتے تھے چنانچہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے تشریف لاتے اور قریب
مدینہ منورہ کے پہونچتے تو اپنی سواری کو کمال شوق وصول مدینہ سے تیز کر دیتے اور چادر
مبارک اپنے دوش مبارک سے گرا دیتے اور فرماتے هٰذِهٖ اَرْوَاحُ طَيْبَةَ اور گرد و غبار
جو چہرہ مبارک پر پڑتا اسکو چہرہ مبارک سے پاک نفرماتے اور اگر کوئی صحابی اپنا سر اور منہ
گرد و غبار کی جہت سے چھپاتے تو آپ منع فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ خاک مدینہ شفا ہے چنانچہ
نام رکھنا مدینے کا شافیہ اشارہ اسی بات کی طرف ہے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ علی تقی

سلام اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ شیاطین نا امید ہوگئے ہیں اس بات
سے کہ اونکو لوگ مدینے مین پوجے ایک تحریش ہی کہ باقی رہ گئی ہے لڑنگے درمیان مین اور
حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ حق تعالی اس جزیرے کو اور ایک روایت مین اس قریے کو شرک کی نجاست سے
پاک کیا ہے اگر ان لوگون کو نجوم گمراہ نکرے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ گمراہ کرنا
نجوم کا کیونکر ہوتا ہے فرمایا کہ حق تعالی پانی بھیجے اپنے حکم سے اور یہ لوگ کہین کہ فلانی
منزل مین آیا اس سے پانی برسا اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینے کے رہنے پر اپنی امت کو ترغیب دی ہے اور وہان کی شدت اور محنت پر فرمایا ہے
کہ صبر کرین اور وہان کی موت اختیار کرین مَنْ صَبَرَ عَلٰی اَذَاهَا وَشِدَّتِهَا كُنْتُ لَهُ
شَهِيدًا وَشَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ علما کہتے ہین کہ مطیعون کی گواہی دین گے اور گنہگارون
کی سفارش کرین گے اور فرمایا کہ مَنْ مَاتَ بِالْمَدِينَةِ كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور
ابن ماجہ اور عبد الحق نے تصحیح اس حدیث کی کر کے ان لفظون کے ساتھ روایت کی ہے
مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ فَمَنْ مَاتَ بِالْمَدِينَةِ كُنْتُ لَهُ
شَفِيعًا وَشَهِيدًا اور حدیث مین وارد ہے کہ پہلے سب امت سے کہ شفاعت کو پہنچین
اہل مدینہ ہون گے پھر اہل مکہ پھر اہل طائف اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ
وسلم نے دعا کی ہے کہ میرا انتقال مدینے مین واقع ہو اسی طرح اصحاب و اتباع رضی اللہ
عنہم نے بھی دعائین کی ہین حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
تھے اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنَايَانَا بِمَكَّةَ اور بھی حدیث مین آیا ہے کہ روی زمین پر ایسی جگہ
کوئی نہین ہے کہ دوست رکھون مین اپنی قبر وہان سوا مدینہ کے اور نقل ہے کہ اکثر دعا حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کی یہ تھی اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ نَبِيِّكَ
اور کہتے ہین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سوا ایک حج کے اور حج نہین کیا اور بعد حج فرض
ادا کرنے کے پھر مکے کو نہ گئے اس ڈر سے کہ سوا مدینہ کے کہین اور نہ موت آجائے
ساری عمر مدینے مین رہے اور دفن وہین ہوئے رحمۃ اللہ علیہ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ حدیث

صحیح میں متعدد طرق سے وارد ہے المدینۃ تنفی خبث الرجال کما ینفی الکیر خبث الحدید
اور صحیح بخاری میں آیا ہے کہ انہا طیبۃ تنفی الذنوب کما تنفی الکیر خبث الفضۃ
اس حدیث سے مراد دور کرنا اہل شر و فساد کا ہے مدینہ طیبہ سے اور اکثر علما کے قول سے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاصیت مدینہ منورہ میں ہمیشہ سے ہے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اس اقرار پر کہ مدینے میں ٹھہرے گا
دوسرے دن اتفاق سے اوسکو تپ لاحق ہوئی اوسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس حاضر ہوکر بیعت توڑنے کی درخواست کی اور اپنے اصلی وطن کے جانے کی اجازت
مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قضیہ میں یہ حدیث فرمائی اور بھی نقل کرتے ہیں
کہ حضرت عمر بن عبد العزیز مدینہ طیبہ سے باہر نکلنے کے وقت اپنے اصحاب سے فرماتے
تھے کہ نخشی ان نکون ممن نفتہ المدینۃ اور تمام و کمال یہ خاصیت اوس روز ظاہر
ہوگی کہ جب دجال نکلیگا اور مدینہ منورہ میں جانے نہ پاوے گا اور سب برے آدمی
اوسکی تابعداری کو مدینہ منورہ سے باہر نکل جائیں گے اور وہ جای متبرک نجاست شر و
فساد سے پاک ہوجاویگی جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے اسوقت طہارت مدینہ مشرکین وغیرہ
سے جو مخالفین دین اسلام ہیں بظاہر ہے اور وہ لوگ جو گناہوں کی خباثت میں اور ذنوب
کی نجاست میں لتھڑے ہوئے مدینے میں رہتے ہیں اور وہیں مرجاتے ہیں تو ممکن ہے کہ
اونکے دور کرنے کا اتفاق بعد مرنے کے ہوتا ہوگا چنانچہ بعضے علما اور صالحین اس طرف
گئے ہیں کہ ملائکہ نقالہ ظلمانی مدفونوں کو زمین مقدس مدینہ منورہ سے باہر پھینکتے ہیں واللہ اعلم
بالصواب حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا اہل
ہے وہ اوس خبث کا اہل نہیں کہ موجب ہو باہر نکالے جانے کا مدینے سے اور بعضے لوگ
اس حدیث کے مضمون کو حمل کرتے ہیں پاک کرنے نفس پر شہوتوں اور لذتوں نفسانیہ
سے یعنی ٹھہرنا مدینہ منورہ کا اور تحمل کرنا وہاں کی سختیوں ایسا نفس کو گھلاتا ہے کہ
بالکل کدورات نفسانی اور شہوات حیوانی اوسمیں باقی نہیں رہتی تاکہ بازار حشر میں قدر
اور قیمت اوسکی بڑھے اور اسبات میں شک نہیں ہے کہ روایت تنفی الذنوب الی آخر

احتمال کی تائید کرتی ہے واسطے کہ باقی رہتا گنا ہون کا لدورتون کا اس کثرت برکت و رحمت کے ساتھ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار مین نازل اور فائض ہین ہو نہین سکتا اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۔ حاصل کلام کا یہ ہے کہ سب قسم کے طہارات مذکورہ بلدۂ طیبہ کو لازم ہین اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ سید کائنات علیہ افضل الصلوات بار بار دعای خیر و برکت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثِمَارِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنَّهٗ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاَنَا اَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهٖ مَعَهٗ حضرت امیر المومنین علی مرتضی سلام اللہ علیہ روایت کرتے ہین کہ مین ایک روز حضرت علیہ السلام کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر نکلا حرۂ سقیا مین جہان سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ رہتے تھے پہونچکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی وضو کو مانگا اور وضو کر کے قبلہ کیطرف منھ پھیر کے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے اللہ میرے ابراہیم بندہ تیرا اور دوست تیرا ہے اونے تجھسے مکے والون کے واسطے دعای خیر اور برکت مانگی ہی اور مین بھی بندہ تیرا اور رسول تیرا ہون تجھسے مدینے والون کے واسطے دعای خیر اور برکت مانگتا ہون خداوندا برکت عطا کر انکے مد اور صاع مین جیسا برکت دی تونے مکے والون کو برابر ہر برکت کے اہل مدینہ کو دو برکتین عنایت کر اور احادیث اس باب مین بہت ہین۔ جس جگہ کہ دعای برکت مد اور صاع کی نسبت وارد ہے مراد اوس سے برکت خیر دنیاوی ہے اور جہان مطلق واقع ہے بغیر ایسے قیود کے وہ دارین کی نعمت کو شامل ہے اور آثار برکت ظاہری اور باطنی اس بلدۂ مطہرہ مین آنکھ سے دکھائی دیتے ہین اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ تپ وبا مدینہ منورہ سے جحفہ کی طرف چلی جائے اور مدینے مین پہلے اس سے کہ آپ دعا فرمائین تپ و وبا بہت تھی نقل ہے کہ جس زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے حضرت کے اصحاب عارضۂ تپ مین مبتلا ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

مع اپنے دو غلام بلال و عامر ایک مکان مین بیمار پڑے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اونکی خبرگیری کو آئین والد بزرگوار کو دیکھا کہ نہایت تپ مین
مبتلا ہین اور ایک گوشے مین لیٹے فرما رہے ہین شعر کُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ ۔ وَالْمَوْتُ
أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ ۔ اور دوسرے گوشے مین بلال و عامر کو دیکھا کہ کفار قریش پر
لعنت کر رہے ہین اور مکے کی یاد مین کچھ اشعار پڑھ رہے ہین اور زمین مدینہ کی شدت
سے شکایت رکھتے ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ حکیم ذی الجلال
تپ و وبا اس بلد سے جحفہ کیطرف لیجا ئے چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا یہ بھی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرات سے ہے نقل کرتے ہین کہ ایام جاہلیت مین جو شخص
مدینے مین آنے کا قصد کرتا اور چاہتا کہ وبا ئے مدینہ سے سلامت رہے تو جب ثنیۃ الوداع
تک پہونچتا دس بار گدھے کی سی آواز کرتا اور نام اس موضع کا ثنیۃ الوداع اسی جہت سے
ہے کہ اگر کوئی یہان پہونچکر آواز گدھے کی سی نکرتا تھا تو کہتے تھے کہ اوسکی زندگی تمام
ہوئی اور اوسنے اپنے تئین ہلاک کیا یہانتک کہ زمان سعادت نشان حضرت سید الانس
والجان صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک شخص نے شعرای عرب سے کہ نام اوسکا عروہ بن الورد
تھا قصد مدینے کے آنے کا کیا جب اس جگہ پہونچا تو وہ اس طریقۂ بد کو عمل مین نہ لایا اور
شعر پڑھا لَعَمْرِي لَئِنْ خَشِيتُ مِنْ خَشْيَةِ الرَّدَى ۔ نُهَاقَ الْحَمِيرِ إِنِّي لَجَزُوعٌ ۔
اوسکو کوئی آفت نہ پہونچی جیسے وہ حلوت بد چھوٹ گئی اور ذکر ثنیۃ الوداع کا حدیث کی کتابون مین بہت
واقع ہے اور وجہ تسمیہ اوسکی یہی تھی جو مذکور ہوئی اور مشہور یہ ہے کہ اوسکو ثنیۃ الوداع اس جہت سے
کہتے ہین کہ اہل مدینہ اوس موضع تک مسافرون کو پہونچانے آتے تھے اور منجملہ اوسکے یہ ہے
کہ یہ شہر مطہر آخر زمانے مین دجال سے محفوظ رہے گا روایت صحیحین سے ثابت ہے
کہ اوس زمانے مین مدینہ منورہ کی حفاظت کے واسطے ہر کوچے کے سرے پر ایک
جماعت ملائکہ کھڑی کیجائے گی کہ دجال کو داخل نہونے دے گی اور دوسری حدیث
مین آیا ہے کہ روی زمین پر کوئی ایسا شہر نہوگا کہ اوسمین دجال نہ پہونچے گا سوا مکے اور مدینے
کے اور حدیث مسلم مین آیا ہے کہ دجال مشرق کی طرف سے نکلے گا بعد اوسکے قصد مدینہ

ع ۱ ہر آدمی صبح کرتا ہے اپنے اہل مین اور موت نزدیک ہوتی ہے اوسکی جوتی کے تسمہ سے ۱۲

ع ۲ قسم ہے میری جان کی اگر مین موت سے ڈرکر گدھے کی بولی بولون تو مین بڑا بیتاب ہوون ۱۲ ۱۲

کرے گا اور جبل اُحد کے نیچے آکر اوترے گا ملائکہ اوسکا منہ شام کیطرف پھیر دینگے اور وہ
شام مین ہلاک بھی ہوجاوے گا اور صحیحین مین آیا ہے کہ ایک مرد مدینے کے بہترین لوگون سے
دجال کیطرف نکلے گا اور کہے گا کہ تو وہی دجال ہے کہ جسکے نکلنے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے دی ہے آخر حدیث تک ابو حاتم معمر سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ ایسا
سُنا ہے کہ وہ مرد خضر علیہ السلام ہین اور امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث صحیح مین
روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الخلاص کو یاد فرمایا اور زبان
معجز بیان پر ذکر اوسکا مکرر جاری رہا صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوم الخلاص کیا ہے فرمایا وہ دن ہے کہ دجال آوے گا اور جبل احد پر چڑھکر نگاہ کرے گا
اور اپنے لوگون سے کہے گا کہ تم جانتے ہو کہ یہ سفید محل جو دکھائی دیتا ہے کیا چیز ہے
یہ احمد کی مسجد ہے بعد اسکے مدینے کے اندر آنے کا قصد کرے گا تو ہر راہ کے سرے پر
ایک فرشتے کو پاوے گا کہ حراست اور حفاظت مدینہ کرتا ہوگا پس اوس وادی کے قریب
جو سب سیلون کا مجمع ہے خیمہ ڈالے گا اور مدینے مین تین بار زلزلہ آوے گا اوس مین
جتنے کافر اور منافق اور فاسق ہون گے نکل کر دجال کیطرف چلے جاوینگے اور مدینہ
ہر خبث اور نجاست سے پاک ہوجاوے گا یہی یوم الخلاص ہے اور منجملہ اونکے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے مدینہ منورہ کی مٹی اور پھلون مین خاصیت شفا رکھی ہے اور بہت سی حدیثون مین آیا
ہے کہ مدینے کے غبار مین شفا ہے ہر بیماری سے اور بعضے طرق مین آیا ہے من الجذام
والبرص اور بعضے اخبار مین تخصیص ایک موضع خاص کی مٹی کی ہے جسکا نام صعیب ہے
اور وادی بطحان بھی کہتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے اصحاب کو حکم
فرمایا کہ عارضہ تپ کا اوس خاک پاک سے علاج کرین چنانچہ مدینہ منورہ مین یہ بات مشہور
سے متواتر چلی آئی ہے اور وہ واسکے واسطے یہ مٹی لیجانے کے باب مین آثار وارد ہوئے ہین
اور وہ جو حرم کی مٹی نقل کرنے کو منع کرتے ہین اوس عموم سے اس خاک پاک
کو مستثنیٰ کرتے ہین واللہ اعلم اور اکثر علما نے لکھا ہے کہ اسکا تجربہ بہت ہوا چنانچہ مجد الدین
فیروزآبادی فرماتے ہین کہ مین نے اس خاک کا خود تجربہ کیا ہے میرا ایک غلام تھا کہ

ایک سال کامل اوسکو تپ آئی اور کسی طرح نہ گئی مین نے تھوڑی سی وہی خاک لے کر پانی مین گھولکر غلام کو پلا دی اوسنے اوسی دن صحت پائی اور شیخ علیہ الرحمۃ لکھتے ہین کہ کاتب احروف بھی اس تجربے سے مشرف ہوا ہی جس زمانے مین کہ مین حاضر مدینہ منورہ تھا ایک عارضے مین پانوٴن پر ورم آگیا کہ اطبا اوسکے علاج سے عاجز آئے اور سب کے نزدیک عارضہ مہلک قرار پایا مین نے اوسی خاک پاک کا استعمال کیا اللہ تعالی نے تھوڑے دنون مین بہت سہل طرح سے اس محنت سے خلاصی دی اب وہان کے پھلون کا حال صحیحین مین آیا ہے کہ جو شخص سات تر مے عجوہ کے ناشتا کرے کوئی زہر اور کسی طرح کا جادو اوسکو اثر نکرے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مرض دوار والے کو کہ نہایت سخت مرض ہے عجوہ کھانے کا حکم دیتی تھین اور عجوہ ایک قسم ہے خرمے کی اوسکی حقیقت اہل مدینہ جانتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اصل اوسکی وہ کھجور کا درخت ہے جسکو سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بٹھایا تھا اور اقسام کھجور کے مدینے مین اس کثرت سے ہین کہ شمار مین نہین آسکتے سید علیہ الرحمہ نے تاریخ کبیر مین ایک سو انتالیس قسم گنے ہین اور اقسام کھجور سے ایک قسم صیحانی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہین کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی سلام اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے مدینہ منورہ کے بعضے باغات طرف سے گذرے کہ ناگاہ ایک کھجور کے درخت سے آواز آئی هٰذَا مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْاَنْبِيَاءِ وَهٰذَا عَلِيٌّ سَيِّدُ الْاَوْلِيَاءِ اَبُو الْاَئِمَّةِ الطَّاهِرِيْنَ بعد اوسکے دوسرے درخت کے پاس سے گذرے اوس سے آواز آئی کہ هٰذَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَهٰذَا عَلِيٌّ سَيْفُ اللّٰهِ اسی جہت سے اوسکو صیحانی کہتے ہین کہ صیحہ لغت مین بہ معنی آواز ہے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کَانَ اَحَبُّ التَّمْرِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجْوَةُ اور غالب ہے کہ یہ خاصیت اوسکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے پیدا ہوئی ہوگی امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ حکمت تخصیص قسم کھجور اور عدد خاص یعنی سات کے سوا شارع کے کوئی نہین جانتا یہ از قسم اسرار ہے تلکو اوسپر ایمان لانا چاہیے اور وہ جو بعضے علما نے کہا ہے کہ یہ زمین خاص کی

تاثیر ہے یا کیفیت ہوا کی خاص ہے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف کی خاص ہے یا یہ اکثری امور سے ہے نہ امور دائمی ہے یا اوس درخت خاص کی تاثیر تھی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تھا اور آج معدوم ہے ان احتمالات کا منشا عقل ناقص اوس ایمان دار کے لیے نہایت تعجب ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس قسم کو دوست رکھنا اور اوسکو رغبت سے نوش فرمانا سنا ہو پھر اوسکی خاصیت شفا مین تاویلین باطل کرے یہ بات اوسکی بے نصیبی سے خبر دیتی ہے نعوذ باللہ منہ شعر جو لب کوزہ سنی کوزہ نبات شود ٭ زکوزہ قطرہ چکد چشمہ حیات شود ٭ اور منجملہ شرافت اور فضیلت اس بلدہ طیبہ کے یہ ہے کہ اوس زمین پاک پر مسجد نبوی ہے کہ آخر مساجد اور مسجد قبا ہے کہ دین محمدی مین سب مسجدون سے پہلے اوسکی بنا ہے اور درمیان قبر شریف اور منبر کے ایک چمن ہے چمنہای جنت سے اور مسجد شریف مین منبر ہے کہ بہشت برین پر رکھا ہے اور اوس زمین پر ایک پہاڑ ہے جنت کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محب اور محبوب یعنی احد اور مقبرہ بقیع ہے کہ مقام ہے آل و اصحاب کا اور اوس زمین پر شہد ہے جناب سید الشہدا یعنی سیدنا حمزہ کا اور اوسکے سوا اور بہت سے مشاہد اور مقامات متبرکہ ہین کہ ہر ایک کی فضیلت اور کرامت مین اخبار اور آثار وارد ہین انشاء اللہ تعالی کچھ اوسمین سے ان اوراق مین مذکور ہونگے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ سارے بلاد کی فتح تلوار سے واقع ہوئی اور مدینہ فتح ہوا برکت قرآن سے چنانچہ اسکا ذکر بیان سبب ہجرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین واضح ہوگا اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ اوس بلدہ طیبہ سے بے ضرورت شرعی باہر جانا گناہ ہو اور مورد ہوا ہے وعید کا اسی واسطے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین مناسک حج ادا کرکے بہت جلد مدینے کو پھرتے تھے اور مکہ معظمہ مین قدر ضرورت سے زیادہ نہ ٹھہرتے تھے چنانچہ اہل مدینہ کا یہی رویہ آج تک ہے شعر صبر از درت محال بود اہل شوق را ٭ ورنہ آنکہ در بہشت برین رفتہ جا کنند ٭ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ مکے کے طور پر اسکا بھی حرم مقرر ہوا چنانچہ ذکر اسکا بہت سی احادیث مین واقع ہوا ہے بعد اسکے علما اوسکی تحدید حدود اور حکم تحریم

یہ مختلف ہیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حرمت مدینہ کے معنی مجرد تعظیم و تکریم ہیں نہ ثبوت
احکام مثل حرمت شکار و قطع شجر وغیرہا اور امام شافعی کے نزدیک حرمت اور ترتب
احکام میں دونوں حرم ایک طرح ہیں کچھ تفاوت نہیں اور تحقیق اس مسئلے کی ابواب فقہ میں
ظاہر ہے سید علیہ الرحمہ نے اس مقام کو بہت بڑھا کر لکھا ہے واللہ اعلم اور منجملہ اوسکے
یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساکنین مدینہ کے تعظیم کی وصیت فرمائی
ہے اور بد دعا اور وعید سے جو ایذا اور تخویف اہل مدینہ پر واقع ہوئی ہے ثابت ہوتا ہے
سوا اوسکے اور احادیث بھی اس مضمون میں وارد ہوئے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے المدینۃ مہاجری یعنی مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے وفیہا مضجعی یعنی اور اسمیں
میری خوابگاہ ہے یہ اشارہ اس بات پر ہے کہ میری قبر شریف اسمیں ہوگی وفیہا مبعثی
یعنی یہیں سے میرا اوٹھنا ہے یعنی قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ رحمت کے ساتھ کہ
ہر روز و شب قبر شریف کے گرد حاضر رہتے ہیں مبعوث ہونگے حقیق علی امتی
حفظ جیرانی یعنی چاہیے ہے کہ اونکے حقوق کی رعایت میں ایک شمہ فروگذاشت
نکریں اور جو کچھ کہ میرے ہمسایوں سے صادر ہو اوسکا مواخذہ نکریں جہانتک ہوسکے
اوس سے درگذر کریں ما اجتنبوا الکبائر جبتک کہ ان لوگوں سے گناہ کبیرہ نہوا اور
جب ہو تو حق شریعت غرا ہے حق اللہ میں یا حق العباد میں اوسکو قائم کریں من حفظہم
کنت لہ شہیدا وشفیعا یوم القیمۃ ومن لم یحفظہم سقی من طینۃ الخبال
اور طینت خبال ایک حوض ہے دوزخ میں کہ پیپ اور خون دوزخیوں کا اسمیں جمع
ہوتا ہے نعوذ باللہ منہا اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ لا یرید احد
اہل المدینۃ بسوء الا اذابہ اللہ فی النار کما ذوب الرصاص او ذوب الملح
فی الماء بعضے لوگوں نے اس عذاب سے عذاب آخرت مراد لیا ہے لیکن ظواہر
احادیث اس کے خلاف پر ناطق ہیں اسواسطے کہ بعد مستحق ہونے عذاب آخرت کے
اللہ تعالی کی تقدیر کا جاری ہونا مسطور ہوا ہے کہ جو شخص ایذا دینے اور لڑائی کرنے کا
اہل مدینہ کے ساتھ قصد کر کے چڑھ آوے وہ ادنی مدت میں اوسکے وبال میں گرفتار ہوکر

ہلاک ہوتا ہے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضرت سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب مدینہ منورہ کے پہونچکر دونون دست مبارک اوٹھا کر دعا کی
اَللّٰھُمَّ مَنْ اَرَادَنِیْ وَاَھْلَ بَلَدِیْ بِسُوْءٍ فَعَجِّلْ ھَلَاکَہٗ چنانچہ وقوع لطف قاتل کا
یلید کے زمانے مین اس حدیث شریف کا مصدق ہے امام احمد حنبل حدیث صحیح مین حضرت
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک امیر امرائی فتنے کے
مدینے مین آیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ مین تھے اور کبر سن کی
جہت سے اونکی بصارت مین ضعف آگیا تھا لوگون نے اون سے کہا کہ مصلحت
وقت یہ ہے کہ چند روز آپ اس ظالم کے سامنے سے الگ ہو جایئے اور اپنے تئین
اسکے فتنے سے بچایئے کہتے ہین کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ دونون ہاتھ اپنے
دو بیٹون کے کندھون پر رکھکر مدینہ منورہ سے باہر چلے اتفاقاً ایک جگہ بسبب ضعف
بصارت کے ٹھوکر کھا کر گر پڑے کہنے لگے کہ ہلاک ہو وہ شخص جسنے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو ڈرایا ایک بیٹے نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈرانا کیونکر ہو سکتا ہے
وہ تو اس جہان فانی سے تشریف لے گئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مین نے
حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اہل مدینہ
ڈرائے بتحقیق اوسنے مجھے ڈرایا اور روایات نسائی مین آیا ہے کہ مَنْ اَخَافَ اَھْلَ
الْمَدِیْنَۃِ ظَالِمًا اَخَافَہُ اللّٰہُ وَکَانَتْ عَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ
اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ اوسکا کوئی عمل خواہ فرض ہو خواہ نفل مقبول نہین ہوا
اسکے اور احادیث اسباب مین بہت ہین سید علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ ظاہر ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ وہ امیر جس سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھاگے تھے بسر بن ارطاۃ تھا
اس واسطے کہ قرطبی ابن عبد البر سے روایت لاتے ہین کہ حضرت معاویہ نے بعد
قضیہ تحکیم حکمین کے بسر بن ارطاۃ کو فوج کثیر کے ساتھ مدینہ منورہ پر بھیجا کہ مدینہ والا
سے اوسکی خلافت پر عہد بیعت لے لے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہ اوس
زمانے مین حضرت علی مرتضی سلام اللہ علیہ کی طرف سے عامل مدینہ منورہ کے تھے

خوف سے مدینہ چھوڑکر عتاب و الاہت آپ کے پاس پہنچے اور بسر شہر مدینہ میں داخل ہوا اور
کہنے لگا کہ اگر عہد امیر المؤمنین اور اوسکے حکم کے خلاف نہوتا تو میں ایک شخص کو بھی مدینے
میں زندہ نچھوڑتا پھر سب اہل مدینہ کو حضرت معاویہ کی طرف سے بیعت لینے کو طلب کیا اور
بنی سلمہ کی طرف ایک قاصد بھیجا کہ اگر تم لوگ جابر بن عبد اللہ کو حاضر نکروگے تو میرے
عہد ذمہ سے باہر ہو جاؤگے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنکر حضرت ام المومنین
ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوکر صورت حال بیان کی اور اون سے بسر کی
مجلس میں جانے کی صلاح لی اور کہا کہ یہ بیعت ضلالت پر ہے اس میں امید فلاح نہیں اور
ترک میں بھی امان نہیں اب کیا تدبیر کریں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اونکو کہا اور
جبرا بیعت کر لینے کی رخصت دی اور اکثر اہل مدینہ اوسکے خوف سے بھاگ کر حرہ بنی سلمہ میں
چھپ رہے علما رحمہم اللہ تعالی کہتے ہیں کہ یہ لعن جو اوس ظالم اور فسادیہ وارد ہوئی ہے
لعن کفار اور اہل شرک نہیں ہے کہ خدا کی رحمت سے یاس مطلق ہو جاوے اور جنت میں
کبھی داخل نہو بلکہ حاصل اس لعن کا دور پڑنا ہے خدا کی رحمت خاص سے اور
نہ داخل ہونا ہے اہل قرب کے ساتھ جنت میں اور حقیقت میں مقصود تہدید ہے اور بیان
اور ترکت حرمت اور عظمت مدینہ منورہ یہاں تک کہ بعضے علما اس طرف گئے ہیں کہ مدینہ
منورہ میں گناہ صغیرہ حکم گناہ کبیرہ رکھتا ہے جیسا بعضے علما کہتے ہیں کہ حرم مکہ میں ایک
گناہ کے لاکھ گناہ لکھے جاتے ہیں واللہ اعلم

فصل یزید پلید کے زمانے میں جناب امام حسین بن علی سلام اللہ علیہما کی شہادت کے بعد
اقبح قبائح جو وقوع ہوا وہ واقعہ حرہ تھا اوسکو حرہ واقم اور حرہ زہرہ بھی کہتے ہیں وہ ایک
جگہ ہے سواد مدینہ طیبہ میں ایک میل پر اور اس واقعہ میں جو کچھ قتل اور فساد اور ہتک
حرمت اس خیر البلاد کا ظہور میں آیا اگرچہ ذکر اسکا باعث کدورت قلوب صافیہ ہے مگر
چونکہ وقوع اوسکا حدیث مخبر صادق کا مصداق ہے اور اسکے واقع ہونے سے پہلے نبی
علیہ الصلوۃ والسلام نے خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ جو شخص اہل مدینہ کو ایذا دے اور
خوف دلاوے آخر کو دنیا اور آخرت کے عذاب اور نکال میں گرفتار ہوگا اور اس واقعے کا

انجام جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اس جہت سے لازم ہے کہ ایک اشارہ اوسکی طرف کیا جاوے
بعضے علماء کے نزدیک مصداق اوس خبر کا بھی کہ مدینہ مطہرہ بعد نہایت آباد ہونے کے
ویران ہو جاوے گا اور آدمی اوسکو چھوڑ دینگے اور جانوران صحرائی اوس مین گھر
رہین گے یہی واقعہ حرہ ہے لیکن تحقیق اور مختار جیسا امام نووی لکھتے ہین یہ ہے کہ وہ
حال قرب قیامت مین ہوگا اسواسطے کہ بعضے علامات اور آثار جو ان اخبار مین وارد ہیں
اوس قضیہ مین نہین پائے گئے جیسا ابن شیبہ کی روایت مین آیا ہے کہ چالیس برس
یہ بلدہ مکرمہ ویران رہے گا اور وحوش اور طیور اور درندے اسمین رہین گے بعد اسکے
دو چرواہے قبیلہ مزینہ سے آئین گے مدینہ منورہ کو اس حال پر دیکھکر آپس مین تعجب
کہین گے کہ یہان کے آدمی کہان چلے گئے پس ثابت ہوا کہ وقوع ایسی حالت کا
آخر زمانے مین ہوگا اور اس واقعے خاص مین بھی اخبار اور آثار صحیح وارد
ہین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا ایک روز ایسا پیش آوے گا
کہ اہل مدینہ کو مدینے سے باہر کرین گے لوگون نے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے جو باہر کرے گا
فرمایا امراء السوء یعنی برے آدمی اور حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین آیا ہے کہ ہلاک میرے
امت کا ایک قبیلہ قریش کے ہاتھ پر ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اوس وقت مین ہمکو آپ کیا فرماتے ہین فرمایا گوشہ گزین ہو جانا خلق سے اور دوسری حدیث
مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ فرمایا قسم ہے اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے
قبضہ قدرت مین ہے مدینے مین ایک ایسی لڑائی ہوگی کہ دین یہان سے صاف نکل جائیگا
جیسے سر کے بال مونڈتے ہین تم لوگ مدینے سے اوس دن باہر چلے جاؤ اگرچہ ایک منزل
کی قدر ہو اور بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اے خدا پاک مجھکو سن
ساٹھ کے حادثون سے اور لڑکون کی امارت سے نگاہ رکھے اور وہ دن آنے سے پہلے
مجھکو دنیا سے اوٹھا لے یہ اشارہ تھا زمان یزید پلید کی طرف اس واسطے کہ وہ بے دولت
سنہ ساٹھ مین تخت شقاوت پر بیٹھا اور واقعہ حرہ اوسکے زمان شقاوت نشان مین واقع ہوا
واقدی کتاب حرہ مین ایوب بن بشیر سے روایت لاتے ہین کہ حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم

رت باہر آئے تھے حرہ زہرہ مین پہونچکر کھڑے ہو گئے اور آیہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا
اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھی صحابہ نے جانا کہ شاید اس سفر کا انجام اچھا نہین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو اوس سے خبر دی گئی ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ
یا رسول اللہ کیا آپ نے دیکھا کہ استرجاع کیا فرمایا کوئی امر اس سفر مین ایسا نہین ہے
اونھون نے عرض کیا پھر استرجاع کا کیا سبب ہوا فرمایا مارے جائینگے اس حرہ
سنگستان مین بہترین امت میری بعد صحابہ کے اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ جب
اس جگہ آپ پہنچے تو دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا کرتے اس حرہ مین مارے
جائینگے میری امت کے بہترین لوگ اور حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی یہ روایت
آئی ہے اور حضرت کعب احبار سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ توراۃ
مین آیا ہے کہ مدینہ مطہرہ کے پورب کے سنگستان مین کچھ ایسے لوگ شہید
ہونگے کہ قیامت کے دن اونکے منھ چودھوین رات کے چاند سے زیادہ روشن ہونگے
اور ابن زبالہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ
کے وقت مین پانی بہت برسا حضرت اپنے یارون کے ساتھ ہو او مدینہ کی سیر کو باہر
تشریف لائے جب اوس جگہ ہوئے جسکو حرہ واقم کہتے ہین اور سیل پانی کی ہر طرف
سے بہتی تھی حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کہ اوسوقت آپکے ہمراہ تھے قسم کھا کر کہنے
لگے اے امیر المومنین جیسے یہان سیلین پانی کی جاری ہین اسی طرح یہان خون کی
سیلین جاری ہونگی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نزدیک جاکر پوچھا کہ
یا ابا اسحق کعب یہ کس زمانے مین ہوگا فرمایا اے زبیر کے بیٹے تو ڈر اس بات سے کہ تیرے ہاتھ یا قدم سے
واقع ہو اب جاننا چاہئے کہ اہل سیر اور تواریخ نے بطریق اجمال اور تفصیل کے اس قصے کو لکھا ہے کہ ہم اس جگہ
بیان کرتے ہین کہ اون لوگون نے تحریر یا تقریر کی ہے خواہ مفصل ہر ایک کی عبارت کا ترجمہ کرتے ہین تا کہ تحریر
اور تقریر اصل قصے مین تغیر اور نقصان واقع نہو واللہ اعلم بالصواب قرطبی کہتے ہین اہل مدینہ کا
مدینہ منورہ سے باہر نکلنے کا سبب جو بعضے احادیث مین واقع ہوا ہے یہی واقعہ حرہ ہے
کہ مدینہ منورہ [illegible] کمال [illegible] اور آبادی [illegible] کر دیا یا صحابہ اور تابعین سے

مملو تھا حادثے اور فتنے پے در پے آنے لگے تو اہل مدینہ ان فتنوں کے خوف سے
اوس جا سے باہر رحلت اختیار کر کے باہر نکلے اور یزید پلید نے مسلم بن عقبہ مری کو
ایک فوج عظیم شامی ساتھ دے کر اہل مدینہ منورہ کے ساتھ قتال کرنے کو بھیجا اون اشقیا
نے ان حضرات کو اوسی مقام حرہ میں نہایت ذلت خواری کے ساتھ شہید کیا اور تین دن
تک ہتک حرمت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مشغول رہے اس جہت سے اسکو واقعہ حرہ
کہتے ہیں اس قصے میں ایک ہزار سات سو مہاجرین اور انصار اور علماء سے تابعین شہید
ہوئے اور عوام الناس سوا عورتوں اور لڑکوں کے دس ہزار اور سات سو حافظ قرآن
اور ستانوے آدمی قوم قریش کے درجہ شہادت کو پہنچے اور اون بے دولتوں نے فسق
اور فساد اور زنا کو مباح کیا یہاں تک کہ لوگ نقل کرتے ہیں کہ بعد اس واقعے کے ایک
ہزار عورتوں نے بچے زنا کے جنے اور ان نالائقوں نے مسجد شریف میں گھوڑے اور
اور روضہ میں ریاض الجنۃ میں گھوڑوں نے لید اور پیشاب کیا اور لوگوں سے اس
مضمون پر بیعت لی کہ یزید چاہے انکو بیچے اور چاہے آزاد کرے اور چاہے خدا کی
طاعت کی طرف بلاوے اور چاہے معصیت کی طرف عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ
نے یزید کے سامنے کہا کہ بیعت حکم قرآن اور سنت پر لینا چاہیے سو انکو یزید نے اوسی
وقت شہید کیا اور قرطبی کہتے ہیں کہ اہل اخبار نے لکھا ہے کہ مدینہ منورہ اوس زمانے میں مطلق
آدمیوں سے خالی رہا اور وہاں کے میوجات وغیرہ نصیب جانوران جنگلی ہوئے
کتوں وغیرہ نے مسجد شریف کو اپنا آرام گاہ بنایا مخبر صادق کی خبر کا ظہور ہوا اور طبرانی نے
ایک خبر طویل میں عروہ بن الزبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہ کے انتقال
کے بعد عبد اللہ بن زبیر نے عقد بیعت اور اطاعت یزید پلید سے انکار کیا اور اوسکے
حق میں گالی گلوج کرنا شروع کی یزید نے یہ سنکر قسم کھائی کہ واللہ میں عبد اللہ بن
زبیر کی گردن میں طوق ڈالونگا ابداً سکے ایک شخص انکے بلانے کو بھیجا اوسنے
اون سے کہا کہ اگر تم ایک چاندی کا طوق بناؤ اور یزید کو قسم سے بری کرنے
واسطے اپنی گردن میں ڈالو اور اوسکے اوپر جامہ پہن لو تو یقین ہے کہ او

سلامت رہو حضرت عبداللہ بن زبیر نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ ہرگز اسکو اس قسم میں سچا نکرے گا
میں ہرگز غیر حق پر نرم نہون جب تک کہ سخت پتھر دانتون کے نیچے نرم نہو جاوے بعد
اوسکے عبداللہ بن زبیر نے دعوت شروع کی اور لوگونکو اپنی اطاعت کیطرف بلایا یزید پلید نے
مسلم بن عقبہ مری کو ایک لشکر شامی ساتھ دیکر مدینے کی طرف بھیجا اور حکم کیا کہ بعد
مدینے کے قلع وقمع کے مکے کیطرف جانا اور عبداللہ بن زبیر کا کام تمام کرنا جب مسلم
بن عقبہ مدینے میں آیا سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم شہر سے نکل گئے مسلم وہان کے
باقی لوگون کو قتل کرکے مکے کی جانب متوجہ ہوا اور راہی میں مرگیا اور مرتے وقت حصین
بن نمیر کندی کو اپنا خلیفہ کرکے ابن زبیر کے محاصرہ کرنے اور منجنیق مارنے اور آگ لگا دینے
کی وصیت کی حصین بن نمیر ہنوز راہی میں تھا کہ یزید کے مرنے کی خبر پائی راہ ہی سے
بھاگ گیا اوسکی بابت پر خلیفہ بنا تھا وہ کچھ ظہور میں نہ آیا اور ابن جوزی کہتے ہین کہ سنہ ۶۲
میں یزید پلید نے عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو کہ اوسکے چچا کا بیٹا تھا مدینہ منورہ
پر بھیجا کہ اوسکی بیعت وہان کے لوگون سے لیوے اوسنے ایک جماعت کو اہل مدینہ سے
یزید پلید کی طرف روانہ کیا جب وہ لوگ یزید کے پاس سے پھرے تو اونھون نے یہان
آکر یزید پلید کو گالی دینا اور برا کہنا شروع کیا اور کہا کہ وہ بے دین شارب الخمر فاسق ہے
ہم نے اوسکی بیعت توڑ دی اوس جماعت میں منذر بھی تھے اونھون نے کہا کہ واللہ
مثلہ اوسنے مجھکو لاکھ درم دیئے ہین اور احسان کیا ہے لیکن میں سچائی کو ہاتھ سے نہ دونگا
وہ شرابی اور بے نمازی ہے یہ حال سنکر باقی اہل مدینہ کو بھی اوسکی اطاعت سے بیزاری
ہوئی اور سب نے بیعت توڑ دی بعد اسکے اہل مدینہ نے عبداللہ بن حنظلہ غسیل کے
ہاتھ پر بیعت کی اور عثمان بن محمد کو بلدۂ طیبہ سے نکال دیا عبداللہ بن حنظلہ کہتے تھے
واللہ کہ ہم یزید کی بیعت سے باہر نہ نکلے اور ہم نے اوس سے مقابلے کا قصد نہ کیا
جبتک کہ ہم نہ ڈرے کہ آسمان سے پتھر برسین گے اور بھی ابن جوزی ابوالحسن مدائنی سے
کہ ایک ثقہ راوی ہین نقل کرتے ہین کہ مدینے والون نے بعد ظاہر ہونے دلائل فسق و
فجور یزید پلید کے منبر پر چڑھ کر اوسکی بیعت توڑی عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے

عمامہ اپنے سر سے جدا کیا اور کہا کہ اگرچہ مجھکو یزید نے صلہ اور انعام دیا لیکن وہ دشمن خدا
دائم السکر ہے میں نے اپنے تئین اوسکی بیعت سے الگ کیا جیسا اپنا عمامہ مین نے اپنے
سر سے الگ کیا دوسرے کھڑے ہوئے اونھون نے پاؤن سے اپنی جوتیان نکالین اور
یزید کی بیعت سے الگ ہوئے یہانتک کہ مجلس عمامون اور جوتیون سے بھر گئی بعد اوسکے
عبد اللہ بن مطیع کو قریش پر اور عبد اللہ بن حنظلہ کو انصار پر حاکم کیا اور جتنے بنی امیہ تھے
سبکو دار مروان مین محاصرہ کیا مروان اور جتنی جماعت اوسکے ساتھ تھی ان سبھون نے
یزید پلید کو اپنا حال کہلا بھیجا اور اوس سے اپنی مدد کو ایک لشکر مانگا اوسنے مسلم بن عقبہ کو
اہل مدینہ کے قتال پر آمادہ کیا وہ کم بخت بہت بوڑھا تھا باوجود ضعف پیری کے اہل مدینہ
کی خونریزی پر طیار ہوا پھر یزید پلید نے منادی کی کہ جو شخص حجاز کا ارادہ کرے گا اوسکو
ہماری سرکار سے اسباب سفر اور لڑائی کے ہتھیار ملینگے اور سو دینار اور بطریق انعام
اوسپر اضافہ ہونگے آخر بارہ ہزار آدمی مستعد ہوئے اونکو روانہ کیا اور ابن مرجانہ کو حکم بھیجا
کہ عبد اللہ بن زبیر سے جا کر لڑے ابن مرجانہ نے اس حکم کی تعمیل مین تامل کیا اور کہا
واللہ ہرگز جمع نکرون ایک فاسق کے واسطے پیغمبر کے فرزند کا قتل ساتھ لڑائی بیت اللہ کے
پھر اوس نے مسلم بن عقبہ کو بھیجا اور اوسکو وصیت کی کہ اگر تجھے کوئی حادثہ ہو تو حصین بن
نمیر سکونی کو اپنا خلیفہ کر اور کہا کہ مین جن پر تجھکو بھیجتا ہون تین بار اونکو دعوت کر اگر تیری
بات قبول کرین چھوڑ دے نہین تو اونکے ساتھ لڑائی کر یہانتک کہ جب تو اونپر غالب
آجاے تین روز تک مدینہ منورہ کو مباح کردے اور جو کچھ وہان مال اور اسباب اور
ہتھیار اور کھانا ہو اوسکو لشکریون پر حلال کر اور تین روز کے بعد اونکے قتل سے باز رہ
اور علی بن حسین سلام اللہ علیہما سے کچھ تعرض نکر کہ اونھون نے اوس جماعت سے
اتفاق نہین کیا یہ خبر جب اہل مدینہ کو پہنچی تو بسبب اس فساد کے دفع کرنے پر مستعد ہو کر
جماعت بنی امیہ سے جو دار مروان مین محصور تھے کہا کہ تم لوگ اگر ہم سے اس بات کا
عہد کرو کہ کچھ مکر و فساد نکروگے اور جاسوسی و خبر رسانی عمل مین نلاوگے اور ہمارے دشمنون کی
مدد نکروگے تو ہم تمکو چھوڑ دیتے ہین اور نہ اسی وقت ہم تمکو قتل کیے ڈالتے ہین بنی امیہ نے

منافقانہ عہد و پیمان کر کے اونکے ساتھ ہوکر مسلم بن عقبہ کے دفع کرنے کو باہر نکلے مروان بن حکم
نے اپنے بیٹے عبدالملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا کہ پیمان پہونچکر تین روز لڑائی
موقوف رکھے اور بعد تین روز کے اہل مدینہ کے ساتھ مشورہ کیا اور کہا تم بیر کیا ہے اور
کیا کرتے ہو اہل مدینہ نے کہا سوا لڑائی کے کوئی تدبیر نہیں جب ست ہے فساد اور فتنہ دفع ہو
اور یہ خیر البلاد اس شر و شور سے پاک ہو مروان نے کہا لڑائی مناسب نہیں اوس سے
فساد اور زیادہ بڑھے گا مصلحت یہ ہے کہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کرلو اور گردن اطاعت اوسکے
سامنے رکھدو مدینے والون کو یہ بات ناپسند آئی سبکے سب لڑائی پر مستعد ہوکر مدینے سے
باہر نکلے عبداللہ بن غسیل سوار ہوئے اور لڑائی کی صف مین آکر داد شجاعت دی اوس
طرف مسلم بن عقبہ کو ضعف پیری کی جہت سے ایک چوکی پر بٹھا کر دو صفون کے بیچ مین
لاکر کھڑا کیا وہ بے دولت اپنے لشکریون کو لڑنے کی رغبت دلاتا تھا عبداللہ بن غسیل بھی
مع اپنے سات بیٹون کے خوب مقابلہ کر کے درجہ شہادت کو پہونچے مسلم بن عقبہ نے اونکا
سر مبارک یزید پلید کے پاس بھیجا آخر الامر یزیدی غالب آئے اور اون نالائقون نے
موافق حکم یزید پلید کے تین دن تک حرم مدینہ کو مباح کیا اور مال اور اسباب لوٹا اور
اور زناکاری مین مشغول رہے واقدی نقل کرتے ہین کہ اہل مدینہ نے بعد قریب ہونے
لشکر یزید کے آپس مین مشورہ کر کے ایک خندق کھودی مثل اوس خندق کے
جو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین کھودی گئی تھی اور بیس روز
تک اوس مین بڑی مشقت کی اور گرد اگرد مدینے کے کانٹون کی باڑھ لگائی اور دشمنون
کی راہین ہر طرف سے بند کر کے ہر طرف سے تیر اور پتھر پھینکنا شروع کیا دشمنون کو اندر
آنے مین نہایت دقت ہوئی اور گھبرا کے مسلم بن عقبہ واقع سے ڈر کر حرہ کے
ایک گوشے مین جا چھپا اور مروان کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ اس معرکے مین کوئی
حیلہ نکال کہ ہم لوگ ظفریاب ہون مروان نے بنی حارثہ کے پاس آکر اونکو کچھ
طمع خام دے کر ایک طرف سے راہ کھلوا دی لشکریان یزید اوس طرف جس سے
اہل مدینہ سبکے سب ہر طرف سے سمٹ کر ادھی طرف کو آکر مقابلہ اور محاربہ مین مشغول ہوئے

نقل کرتے ہین کہ ایک عورت مسلم بن عقبہ کے پاس فریاد لائی کہ میرا بیٹا تمھاری قید مین پڑ گیا ہے
اوسکو چھوڑ دو اور تضرع و عاجزی بہت سی کی اوس بے حیا نے اوسکے بیٹے کا سر کٹوا کر اوسکے
ہاتھ مین دیا اور کہا کہ تو اپنے جینے پر بس نہین کرتی جو اپنے بیٹے کی سفارش کرنے کو آئی ہے
نقل کرتے ہین کہ تین روز تک اکثر اہل مدینہ منورہ کو قید مین رکھا اور کھانا پانی اونکو نہ دیا
سعید بن مسیب کو مسلم بن عقبہ کے سامنے لائے اوسنے اوسے کہا کہ یزید کی بیعت
اختیار کر اونہون نے فرمایا کہ بیعت کی مین نے ابو بکر اور عمر کے طریقے پر اوسنے کہا کہ
گردن مارو اوس درمیان مین ایک آدمی نے کھڑے ہو کر اونکے جنون کی گواہی
دی اوسنے اونکو چھوڑ دیا اور یہ مسلم بن عقبہ مسرف کہلاتا ہے اس واسطے
سے کہ اسنے قتال اور فساد مین بڑا اسراف اور افراط کیا واقدی کتاب الحرہ مین نقل
کرتے ہین کہ یزید پلید کے پاس آیا دیکھا کہ وہ مرض فالج مین گرفتار ہے اور بستر ہلاک پر
پڑا ہے اوسنے کہا کہ اگر تم اتنے ضعیف اور مریض ہوتے تو مین اس مہم کے سر کرنے کو
تمکو افسر کر کے بھیجتا مین تم سے زیادہ اپنا مخلص اور ناصح کسی کو نہین دیکھتا ہون مسرف
یہ بات سنتے ہی اوٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ تجھکو قسم ہے اے امیر المومنین کہ یہ کام دوسرے
کے حوالے نکر مجھ سے زیادہ کوئی دشمن اہل مدینہ کا نہوگا مین نے اس باب مین
ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت مع اپنی شاخون کے بقیع مین عثمان بن عفان
کے انتقام مین فریاد کر رہا ہے مین نے نزدیک اوسکے جا کر سنا کہ وہ درخت کہتا
ہے کہ یہ کام مسلم بن عقبہ کے ہاتھ سے نکلے گا اوس روز سے مجھکو یقین ہے کہ مین اہل
مدینہ کو قتل کراون گا اور اسی امید پر اپنے دلکو تسلی دے رکھی ہے یزید نے جو اسبات
اوسکو آمادہ و مستعد بکمال رغبت دل پایا کہا کہ اچھا تم تیار ہو اور علی برکۃ اللہ جلدی روانہ
مدینہ ہو اگر وہ لوگ تمھارے داخل ہونے مین مدینے کے اندر اور قبول بیعت اور اطاعت
سد راہ ہون تو وہان کے چھوٹے سے بڑے تک ایک کو نچھوڑنا سبکو قتل کرنا اور سب
اسباب اور مال اونکا لوٹنا اور اگر ایسا نکرین بلکہ بیعت اور اطاعت قبول کرین تو اون سے
تعرض نکرنا وہان سے عبد اللہ بن الزبیر کی طرف جانا اور اوسکا کام تمام کرنا لکھا ہے

[illegible] ۱۲

یہ مسرف ناعاقبت اندیش شہدای حرم کو دیکھکر کہتا تھا کہ باوجود ان لوگون کے قتل
کرنے کے اب بھی اگر مین دوزخ مین جاؤن تو مجھ سے زیادہ کوئی بدبخت نہوگا اور لوگ ان سے
روایت کرتا ہے کہ مسلم بن عقبہ نے جس مرض مین کہ مبتلا تھا اوسکی دوا کھا کر کھانا مانگا
طبیبون نے منع کیا کہ ابھی دوا کھائی ہے غذا اوسپر نہ کیجیے ورنہ دوا فائدہ نکریگی
اوسنے کہا کہ اب مین اپنے جینے کی تمنا کیون کرون مجھکو اپنی حیات کی تمنا فقط اسواسطے
تھی کہ قاتلان عثمان کو مار کر اپنا دل ٹھنڈا کرون وہ مراد میری حاصل ہوگئی اب سوا
موت کے مجھکو کوئی چیز محبوب نہین یقین ہے کہ اللہ تعالی نے ان ناپاکون کے قتل کرنے سے
مجھکو سب گناہون سے پاک کر دیا ہوگا سید علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ یہ بات اوسکی
کمال حماقت اور جہالت اور شقاوت سے تھی اسواسطے کہ شہید کرنا اس جماعت مرحومہ
کا موجب ایسے جرم اور معصیت کا تھا کہ اوسکے وبال اور نکال سے اوس نالائق بدبخت
کو چھوٹنا محال اور مشکل ہو جاوے گا گناہ بخشا جا نسکا اور منجملہ صحابہ کے جنکو جبراً قتل کیا وہ
عبد اللہ بن حنظلہ غسیل ہین کہ مع اپنے سات بیٹون کے شہید ہوگئے اور عبد اللہ بن زید
حاکی وضوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معقل بن سنان جو مکے کی فتح مین حاضر
تھے اور جھنڈا اونکی قوم کا اونکے ہاتھ مین تھا اور یہ بھی نقل کرتے ہین کہ یہی مسرف
شقی اور مروان بن الحکم شہدائے حرم کی لاشون کے گرد بطور سیر اور تماشے کے
پھرتے تھے یکایک عبد اللہ بن حنظلہ غسیل پر نگاہ پڑی دیکھا کہ اونکی انگلی شہادت
کی آسمان کی طرف اوٹھی ہے مروان نے کہا واللہ تو نے اگر بعد موت کے انگلی آسمان
کی طرف اوٹھائی ہے تو ہم نے کسقدر انگلیان اپنی حیات مین تمہارے ہاتھون سے آسمان
کیطرف نہین اوٹھائین اور خدا کی درگاہ مین کتنی تضرع وزاری نہین کی اور کتنی دعائین
نہین مانگین ایک شخص یہ بات سنکر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ اگر احوال اس جماعت
مقتولین کے ایسے ہی تھے جیسے تم کہتے ہو تو تم ہم سب کی دعا اہل جنت کے قتل مین
تھی وہ بولا کہ ان لوگون نے مخالفت دین کی اور عہد مسلمانی توڑا نقل ہے کہ مروان
بعد اس واقعہ کے یزید پلید کے پاس گیا یزید نے بڑا شکرانہ اوسکا ادا کیا اور اوسکو اپنا

مقرب ٹھہرایا ابن جوزی روایت لاتے ہین کہ سعید بن مسیب فرماتے تھے کہ اون ایام
جن مین واقعۂ حرہ درپیش تھا کوئی شخص سوا میرے مسجد شریف مین حاضر نہ رہتا تھا اہل شام
مسجد مین آکر مجھے دیکھتے تو کہتے تھے کہ یہ بڈھا دیوانہ یہان کیا کیا کرتا ہے اور کوئی وقت
نماز کا نہ آتا تھا کہ مین آواز اذان اور اقامت نماز کی حجرۂ شریف سے نہ سنتا تھا اذان
اور اقامت سے مین نماز پڑھتا تھا رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا اور اس واقعے مین
بڑا قبیح امر یہ ہوا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے ساتھہ اون ناعاقبت اندیشون
نے گستاخی کی نقل کرتے ہین کہ لوگون نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا
کہ اونکی ریش مبارک جڑ سے اوکھڑی ہوئی ہے لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا صورت ہے
آیا تم اپنی داڑھی کے ساتھہ کھیل کیا کرتے ہو اور منہہ سے نوچا کرتے ہو اونھون نے
فرمایا کہ نہین یہ مجھپر ظلم ہوا ہے اہل شام کا واقعہ حرہ مین ایک جماعت شامیون کی میرے
گھر مین گھس پڑی اور جو کچھہ مال اور متاع اور اسباب گھر کا تھا لوٹ لے گئی بعد از
دوسری جماعت گھسی اونھون نے میرے گھر مین کچھہ نپایا تو اونکو نہایت غصہ آیا ہر شخص
میری داڑھی اوکھاڑی اور اسحال کو جو تم دیکھتے ہو پہونچایا اون شیاطین سے اس طرح
کے اور بھی قبائح بے شمار ظہور مین آئے آپ سنو ان ظالمون کا انجام کار کہ دلالت
کرتا ہے انکے خسر الدنیا والآخرہ ہونے پر نقل کرتے ہین کہ جب مسلم بن عقبہ مسرف بدکردار
بجبر واکراہ اہل مدینہ سے بیعت یزید پلید کی لینی چاہی تو اکثر آدمیون نے خوف سے
جیسا حالت اکراہ اور اضطرار مین بیعت اور اطاعت کرنا قبول کی اونمین سے ایک شخص
نے کہا کہ بیعت کی مین نے مگر طاعت پر نہ معصیت پر مسرف نے اس طرح کی بیعت
اوسنے قبول نہ کی اور قتل کا حکم دیا جب قتل ہو گئے تب اونکی والدہ نے قسم کھائی کہ اگر
مجھے اسپر قدرت دے تو واللہ مین اسکو جلا دون مردہ پاؤن یا زندہ جاننا چاہیے کہ جب
قتل اور لوٹ مدینے سے فارغ ہوا تو بقصد مقابلہ ومقاتلہ عبد اللہ بن
زبیر مکہ معظمہ کو روانہ ہوا دو تین روز کے بعد جس مرض مین کہ مبتلا تھا جہنم
واصل ہوا وہ بی بی اپنے عہد کے موافق چند غلام اپنے ساتھہ لے کر اوسکی قبر پر گئین اور

[illegible]اوسکو قبر سے نکال کر اپنی قسم پوری کرین اوسکی قبر کھولی تو دیکھا کہ ا[illegible]
[illegible]سے لپٹا اوسکے ناک کی ہڈی چوس رہا ہے سب لوگ یہ حال دیکھکر ڈر[illegible] اور بادل کی طرح
[illegible]ان بی بی نے کہا کہ قادر مطلق نے اوسکے اعمال کی سزا دی اور تمھاری طرف [illegible] نیلی نکلتی
[illegible]کیا یہی عذاب اوسپر کافی ہے وہ بولین نہین واللہ جبتک مین اپنے عہد کو جو خدا سے کیا
[illegible]پورا نہ کرلون اس مسرف سے درگذر نہ کرون اور کہا اسکو پانوٗن کی طرف سے نکالو اوس
[illegible]طرف بھی ایک اژدہا پایا اون بی بی نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھکر حق تعالی سے
[illegible]دعا کی کہ یا الٰہی تو جانتا ہے کہ میرا غصہ مسلم بن عقبہ پر تیری رضا کے واسطے ہے مجھکو فرصت
[illegible]دے کہ مین اوسکو گڑھے سے نکال کر جلا دون بعد اوسکے ایک لکڑی ہاتھ مین لیکر سانپ
[illegible]کی دم پر ماری کہ اوسکی قبر سے نکل گیا پھر اوسکی لاش کو نکلوا کر جلوا دیا واقدی کہتے ہین کہ
ہمکو ایسا ثابت ہوا ہے کہ وہ بی بی یزید بن عبداللہ بن زمعہ کی ماں تھین بعد متوجہ ہونے
مسرف کے مکہ معظمہ کیطرف یہ بی بی دو تین منزل مسرف کے لشکر سے الگ الگ اپنی
قوم کو ساتھ لیکر پھرتی تھین جو نہین مسرف کی خبر مرنے کی پائی آ پہنچین اور اوسکو
قبر سے نکال کر سولی پر رکھدیا ضحاک کہتے ہین کہ جنھون نے مسرف کو دار پر دیکھا تھا
ہم سے حکایت کرتے تھے کہ لوگون نے اوسکو دار پر سنگسار بھی کیا یعنی اوسپر پتھراؤ ہوا اور
ذکر جلانے کا اس روایت مین نہین آیا شاید سولی پر رکھنے کے بعد دو تین دن کے جلا دیا
ہوگا پس جس شخص نے جلانے کی روایت نہین کی اوسنے قبل جلانے کے اوسکو سولی پر دیکھا
ہوگا واللہ اعلم بالصواب قرطبی کہتے ہین کہ مسرف اوس واقعے کے بعد تین راتین نہین
گذرین مر گیا اور راہ مین مدینہ منورہ کے اوسکا پیٹ پیپ اور خون سے بھر گیا تھا سخت بری
حالت مین مرا لیکن وہ بے حیا کمال حماقت اور نہایت قساوت دلی سے کہتا تھا کہ خداوندا
مجھسے بعد کلمۂ شہادت لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ کے کوئی ایسا عمل جو میرے نزدیک سب عملون سے
محبوب اور تیری درگاہ مین قبولیت کے لائق ہو سوا قتل کرنے اہل مدینہ کے نہین ہوا
اگر تو مجھے باوجود ایسے عمل نیک کے بھی جہنم مین داخل کرے تو میرے برابر کوئی بدبخت
عالم مین نہو گا بعد اسکے حصین بن نمیر سکونی کو طلب کیا اور کہا کہ تجھکو امیر المومنین

مقرر بٹھہرایا ہے یہ سے والی اور حاکم کیا ہے جلد مکہ معظمہ میں چنانچہ عبد اللہ بن الزبیر کا کام جن میں ... ن سے لڑنے میں کی مگر منجنیق نصب کرکے پتھروں سے مار اگر وہ خانہ کعبہ میں طرف پناہ لاوے تو کچھ خوف نکرا در منجنیق پھینکنے سے باز نرہ حصین بن نمیر اوسکی وصیت کے موافق چونسٹھہ روز اوس بلدہ معظمہ کو گھیرے رہا اور قتال شدید کیا اور منجنیق کعبۃ اللہ کی طرف پھینکے لکھا ہے کہ ان لوگون کے ساتھہ ایک شخص تھا کہ اوسنے اپنے نیزے کے سرے پر آگ لگائی تھی یکایک ایک ہوا تیز ایسی چلی کہ کعبۃ اللہ میں اوس سے آگ لگ اوٹھی اوسی درمیان مین یزید کے مرنے کی خبر پہنچی کہ مرض ذات الجنب مین جہنم واصل ہوا یہ خبر پہنچتے ہی پریشانی اہل شام اور بنو امیہ مین پڑگئی سب کے سب اور خوار شکست پاکر بھاگے واقعہ حرہ چہارشنبہ کے دن ستائیسوین یا اٹھائیسوین ذیحجہ سنہ ترسٹھہ مین اور موت مسلم بن عقبہ غرہ محرم کو سنہ چونسٹھہ مین اور قتال مکہ اور پتھراؤ کرنا بیت اللہ کا منجنیق سے شنبہ کے روز تیسری ربیع الاول کو اور مرنا یزید پلید کا پہلی تاریخ ربیع الثانی کو بعد واقعہ حرہ کے وقع ہوا جیسا کہ سمہودی کتاب وفا مین ذکر کرتے ہین واللہ اعلم بالصواب

فصل از انجملہ وقائع غریبہ کہ حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے خبر دی ہے ظہور نار حجاز ہے کہ اوس دیار عظمت شعار مین وقع ہوا اور اوسکا ظاہر ہونا دلالت کرتا ہے اوس زمین کرامت نشان کی عظمت شان پر اور حکمت اوسکے ظاہر ہونے مین ڈرانا تھا بڑے لوگون کا اور خاص اس بلدہ شریفہ مین ظاہر ہونے کی حکمت یہ تھی کہ یہ زمین رحمت اور شفاعت کی جگہ ہے ایسے امر کا ظاہر ہونا خالی تخویف اور عبرت سے نہوگا اور بعد ظاہر ہونے اس حکمت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائی رحمت نے اوس نار غضب کو بجھا دیا قرطبی کہتے ہین کہ ابتدائی سلخ جمادی الاولی ۶۵۴ھ سے تیسری جمادی الآخرہ تک مدینہ منورہ مین بڑے بڑے زلزلے آئے کہ بادل کی طرح گرجتے تھے اور سارے گھر اور دیوارین ہل گئین ایک رات کو چودہ یا اٹھارہ بار وقع ہوا اور تیسرے دن مذکور کو بعد نماز عشا کے ایک آگ حجاز کی طرف سے ظاہر ہوئی جیسے ایک بڑا شہر کہ جسمین قلعہ ہو برج دار اور گویا ایک جماعت آدمیون کی اوسکو کھینچتی ہے اور جس پہاڑ تک پہونچتی ہے

اوسکو جلاکر راکھ کردیتی ہے اور رانگے کی طرح پگھلاتی ہے اور بادل کی طرح
گرجتی ہے اور دریا کی طرح جوش مارتی ہے اور گویا اوسمین سے نہرین سرخ اور نیلی نکلتی
ہین اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچتی ہین اور ساتھ اسکے ایک ٹھنڈھی ہوا ایسی اوس
طرف سے مدینے کی طرف آتی ہے قسطلانی کہ اوسی زمانے والون سے ہین کہتے
ہین اوس آگ کی روشنی سارے اطراف جنگلون مین پھیل گئی تھی اور حرم نبوی اوس آگ
سے ایسا روشن تھا جیسے دن کو روشن ہوتا ہے اور لوگ راتون کو اوسکی روشنی مین کام
کرتے تھے اور اون دنون مین آفتاب اور ماہتاب کی روشنی بیکار ہوگئی تھی بعضون نے
مکہ معظمہ مین اس آگ کی روشنی دیکھی اور یمن وبصرہ مین بھی دکھائی دی مصداق حدیث
مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایک آگ حجاز کی جانب سے ایسی نکلے گی کہ اوسکی روشنی
سے اونٹون کی گردنین بصرہ مین دکھائی دین گی آنکھون سے دکھائی دیا مورخین لکھتے
ہین کہ طول اوس آگ کا چار کوس کا تھا اور عرض چار میل کا اور عمق ڈیڑھ قد آدم
سیل کیطرح چلتی تھی اور دریا کی طرح موج مارتی تھی اور اوسکی گرمی سے جتنے پتھر گل گئے تھے
وہ سب ملکر سد راہ ہوگئے تھے کہ مدت دراز تک اوس وادی سے اعرابی لوگ اور
مواشی گذر نسکتے تھے اس مین یہ حکمت تھی اکثر اوس طرف سے بعضے مفسدین آکر اہل مدینہ
کو تشویش دیتے تھے اس سد عظیم کا پیدا ہونا اونکے آنے کو مانع ہوا بیت تو مپندار
کہ در کار خدا اوند خطاست * زانکہ او ہرچہ کند عین صلاحست وصواب * حاصل کلام یہ ہے
کہ عجائب اس آگ کے بیان مین نہین آسکتے جمال مطری نقل کرتے ہین کہ اوس آگ کے
عجائب احوال سے یہ ہے کہ پتھر کو کھالیتی تھی لیکن درختون مین کچھ اوسکا اثر نہوتا تھا اور کہتے
ہین کہ امیر عز الدین منیف کے ایک آزاد غلام سے مین نے سنا کہتا تھا کہ امیر مذکور نے
مجھکو اور ایک اور شخص کو میرے ساتھ کرکے اوس آگ کی خبر کو بھیجا ہم دونون سوار قریب
اوس آگ کے پہونچے کچھ ہمکو اوسکی حرارت محسوس نہولی ساتھ اسکے کہ پہاڑون کو کھاتی
چلی جاتی تھی مین نے ایک تیر اپنے ترکش سے نکال کر اپنا ہاتھ اوس طرف دراز کیا
تب تیر کے پر جل گئے اور تیر کی لکڑی باقی رہ گئی اس جگہ پر مطری کہتے ہین کہ اس بات کی

جمال مطری

سننے سے میرے ذہن میں ایک معنی اور پیدا ہوئے وہ یہ کہ گویا نہ کھانا اوسکا درختوں کو
آثار تحریم نبوی سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع مخلوقات کو مدینہ منورہ کے
حرم کی تعظیم اور رعایت ادب کا حکم فرمایا ہے لیکن قسطلانی کہتے ہیں کہ اوس آگ کی شدت
حرارت سے کسی کو نزدیک جانے کی مجال نہ تھی دو تیر کے فاصلے تک اوسکی حرارت کی
موجیں اور ہیبت کی فوجیں پہنچی تھیں اور بھی وہی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص نہایت
معتبر سے سنا ہے کہ وادی میں ایک بڑا سا پتھر پڑا تھا آدھا اوسکا حرم کے اندر داخل تھا
اور آدھا باہر باہر کی النگ کو آگ کھا گئی اور نصف داخل تک جب پہونچی تو بجھ گئی اوس روایت
میں جو جمال مطری لائے ہیں اور کلام قسطلانی میں ظاہر اسنافات معلوم ہوتا ہے سید علیہ الرحمہ
فرماتے ہیں کہ قسطلانی کا کلام زیادہ قبول کے لائق ہے اسواسطے کہ وہ اوس زمانے والوں
سے ہیں کہ اوس آگ کے احوال کو اپنے مشاہدے سے معلوم کیا ہے اور ایک کتاب بھی
اونھوں نے اس آگ کے احوال میں کمال تفصیل سے لکھی ہے اور پتھر کا آدھا جلنا اور
آدھا حرم کی حرمت سے نہ جلنا بڑے معجزات سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ
بعد اتنے زمانے کے ظاہر ہوا اور حضرت شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ راقم عفی اللہ عنہ کہتا ہے
جبکہ یہ آگ اللہ تعالی کی آیات اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے ہے تو ہو سکتا ہے
کہ اوقات مختلفہ میں اشخاص متعددہ پر احوال مختلف ظاہر ہوں یعنی بعضوں کو اسقدر گرم
معلوم ہوئی اور بعضوں کو اوتنی سرد یہ بات چنداں غریب نہیں اور اللہ تعالے کی
قدرت اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز سے کچھ عجیب نہیں واللہ علی
کل شیء قدیر آگ کے نہ تاثیر کرنے پر متعلقات حرم شریف میں دونوں کلام متفق ہیں
لکھا ہے کہ قاضی اور امیر مدینہ منورہ سب اہل مدینہ کے ساتھ جمع ہو کر خدای تعالی کی درگاہ
میں تضرع اور زاری میں مشغول ہوئے اور رد مظالم اور اقرار حقوق میں کوشش کی اور
بردے آزاد کئے تاکہ دریائے مغفرت الہی جوش میں آئے اور شب جمعہ اور شنبہ کو سب
مدینے والے لڑکے بالوں سمیت حرم شریف میں شب باش ہوئے اور گرداگرد حجرۂ شریفہ
کے برہنہ سر ہو کر حق تضرع اور عاجزی اور زاری بجا لائے حق سبحانہ و تعالی نے اپنے

حبیب کی برکت سے اوس آگ کا شمال کی طرف منھ پھیر دیا اور اس بلدۂ عظیمۃ الوں کو اپنی رحمت کا امیدوار کیا اور سیلین آگ کی جو سارے جنگلون مین پھیلی تھین وہ بھی اوسی طرف کو پھر گئین اس آگ کے ٹھہرنے کی مدت بقول مورخین تین مہینے تھی اور قسطلانی اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ ابتدا اوسکی روز جمعہ چھٹی جمادی الآخرہ کو ہوئی اور انتہا روز یکشنبہ ستائیسوین رجب کو مجموع اس مدت کا باون روز ہوتے ہین ان دونون حکایتون مین کچھ مخالفت ہے ولیکن لکھا ہے کہ چند روز تک ایسا رہا کہ وہ آگ کبھی بلند ہوتی تھی اور کبھی دھیمی پس ہوسکتا ہے کہ قسطلانی نے غلبے کے دنون کی تعیین کی ہو اور مورخون نے بجھانے اور بے نشان ہوجانے کی مدت کو بھی لے لیا ہو یہ بیان تھا آگ کا کہ دارالابرار مین ظاہر ہوئی اور حضرت سید مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کسی طرح کا صدمہ اور کوئی آفت اوسکو پہونچی اور سوا آگ کے اور بھی اسی سال مین عجیب عجیب طرح کے واقعے اطراف عالم مین ہوئے چنانچہ دجلۂ بغداد اتنا زور شور پر آیا کہ بہت سے مکانات غرق ہوئے اور بڑی عمارتین گر گئین اور اس آگ نکلنے سے دوسرے سال کے شروع مین مدینۃ الاسلام بغداد مین ایک قیامت کبری قائم ہوئی یعنی لشکر تاتار نے خروج کیا اور خلیفہ عباسی المستعصم باللہ کو مع اور مسلمانون کے شہید کیا لکھا ہے کہ ایک مہینے سے زیادہ کافرون کی تلوار مسلمانون پر کھچی رہی اور علوم دین کی کتابین گھوڑون کے نیچے روندوائین اور مدرسہ مستنصریہ مین اینٹون کی جگہ کتابین نیچے اوپر رکھکر گھوڑون کے تھان بنائے اور بغداد آدمیون سے بالکل خالی ہوگیا اور آگ اسطرح کی لگی کہ دارالخلافۃ اور اکثر مقامات اور مقبرہ اصافہ مدفن خلفای بغداد اور بڑے بڑے مکانات برمکیون کے بالکل جل گئے اور وبا بھی بڑی شدت سے آئی اوسی وقت سے خلافت خلفاے عباسیہ منقطع ہوگئی وَلِلّٰہِ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ لَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ اور عجائب قدرت خداوندی سے یہ ہے کہ اوسی سال مین اوس آگ کے بجھانے کے بعد بعض سبب سے مسجد نبوی مین آگ لگ گئی تاکہ لوگ جان لین کہ خدا کی حکمت کی کنہ دریافت کرنا طاقت بشری سے باہر ہے اور بندون کو سوا تسلیم کے چارہ نہین ہے

مصرع کند ہرچہ خواہد بر و حکم نیست ٭ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون
اور بھی چونکہ وہ آگ غیب کی تھی یعنی عالم قدرت سے اور پردۂ اسباب عادی کے باہر سے
اوس سے مدینہ منورہ کا بچ جانا کمال اوسکے تصرف اور امتیاز کو ظاہر کرتا ہے لیکن اسباب
عادی چونکہ موضوع اس واسطے ہین کہ مسببات اون پر مترتب ہوں تو ظہور اوسکے آثار
کا چندان غریب نہین ہے جیسے غیر عادی سے غریب ہے اور اسی واسطے اگر کوئی آدمی
انکار کسی نبی کی نبوت کا یا کسی ولی کی ولایت کا کرے اور بدن اوسکا اوسی نبی کے
معجزے سے یا اوسی ولی کی ولایت سے زندہ ہوا ہو تو کچھ درجۂ ثبوت و مرتبۂ ولایت
کے ثابت ہونے مین قدح نہ کرے گا مگر اگر کوئی پتھر یا حیوان اوس انکار سے ناطق
ہو تو البتہ قادح ہوگا اسواسطے کہ یہ پردۂ غیب سے ہے اور دائرہ اسباب کے باہر ہے

باب تیسرا اس مضمون مین کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگون نے رہنا اختیار
کیا تھا اور جناب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت
وہان کون لوگ رہتے تھے علمای سیر اور تواریخ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
سے روایت کرتے ہین کہ جب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے نکلے تو سب اسّی آدمی تھے
وہ اطراف بابل مین ویل دن بارہ فرسخ کے پھیلاؤ مین اوترے بعد توالد و تناسل کے
ایک جماعت کثیر پیدا ہوئی پھر اون سب نے مل کر نمرود بن کنعان بن حام کو اپنا بادشاہ
کیا پھر جب ان لوگون مین کفر اور کافری شروع ہوئی سب کے سب متفرق ہو گئے
ہر ایک ایک طرف کو چلا گیا اور بہتر زبانین ایجاد ہو گئین پس اوس جماعت نے کہ سام
بن نوح کی اولاد تھی اللہ تعالی کے الہام سے زبان عربی ایجاد کی اور مدینہ منورہ کی
زمین با برکت پر رہنا شروع کیا اور سب سے پہلے وہان کھیتی اونھین نے کی اور کھجور
کے درخت لگائے اور وہ فرقہ عمالقہ اور عمالیق کہلاتے تھے اسواسطے کہ وہ عملاق
بن ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد تھے اور بعد ایک مدت کے انکی املاک اور اموال
وغیرہ مین بہت ازدیاد ہوا اور بہت سی ولایتین اونکے ہاتھ لگین اور درمیان بحرین
اور عمان اور حجاز کے شام اور مصر تک اونکا تصرف ہوا شام کے جابرین اور مصر کے

یعنی اہل کی عادی ... اور وہ ... ۱۲

فرعونین اونھین کے ذریات ہین اور ارقم زمین حجاز مین اونکا بادشاہ ہوا اور عمرین اونکی
دراز اور عیشین انکی فراخ ہوئین یہانتک کہ کہتے ہین کہ چار چار سو برس تک صورت
جنازے کی نظر نہ آئی تھی اور آواز رونے والے کی کوئی نہ سنتا تھا بعد عمالقہ کے اس
سرزمین پر یہودی رہنے لگے علمای تاریخ اسباب مین اختلاف کرتے ہین کہ مدینے مین
یہودیون کے اوترنے اور رہنے کا کیا سبب ہوا رزین رحمہ اللہ کہ بڑے علماے حدیث
سے ہین ابو المنذر شرقی سے روایت کرتے ہین کہ مین نے ایک حدیث بنای مدینہ مین سلیمان
بن عبد اللہ بن حنظلہ غسیل رض سے سنی اوسی کے مطابق ایک اور حدیث بھی بو اسطہ
ایک قرشی کے پائی عبید اللہ بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے مگر جبکہ مادہ اتفاق کا صورت
اختلاف سے زیادہ تھا مین نے دونون کا مضمون اکٹھا کیا وہ اسطور پر ہے کہ جب حضرت
موسی علیہ السلام حج کو تشریف لائے بہت سے گروہ بنی اسرائیل اونکے ساتھ تھے
پھرتے وقت اونکا گذر مدینے کی طرف سے ہوا تو چونکہ بلدہ نبی آخر الزمان کا ذکر توریت
مین سنا تھا ایک گروہ نے اونمین سے مشورہ کر کے حضرت موسی علیہ السلام کی رفاقت
چھوڑ کر اس سرزمین پر رہنا اختیار کیا ایک جماعت اعراب بھی کہ بلاد حجاز کے گرد رہا
کرتے تھے اونکے ساتھ موافق ہوئے اور اونکا دین قبول کیا اس قول سے پہلے
یہودیون کا رہنا ثابت ہوتا ہے لیکن تاریخ والون کے نزدیک رجحان پہلی خبر کو ہے یعنی یہود
سے پہلے عمالقہ رہتے تھے واللہ اعلم بالصواب اور ابن زبالہ اپنی سند مین عروہ بن الزبیر سے
نقل کرتے ہین کہ جب عمالقہ ان بلاد مین پھیل گئے اور مکہ و مدینہ و حجاز وغیرہا اون کے
تصرف مین آگیا تو گناہ اور تکبر سوجھا حضرت موسی علی نبینا و الصلوہ و السلام نے بعد غرق
ہونے فرعون اور فتح بلاد شام اور ہلاک کنعانیان ایک لشکر عظیم عمالقہ کے ہلاک کرنے کو
بھیجا اور حکم فرمایا کہ عورتون اور لڑکون کو نہ مارنا باقی کا استیصال تمام کرنا اللہ تعالی کی مدد سے
جب موسی علیہ السلام کا لشکر غالب آیا تو اون لوگون نے بموجب حکم رسالت کے ساری
قوم کو بادشاہ سمیت کہ ارقم بن ابی الارقم تھا قتل کر ڈالا اون مین ایک جوان تھا اولاد ارقم
سے نہایت حسین و جمیل اوسکی صورت دیکھکر بمقتضاے طبیعت بشری اوسکے قتل مین توقف

کیا اور جناب رسالت سے طالب حکم جدید ہوئے اتفاقاً اونکے حاضر ہونے سے پہلے
موسی علیہ السلام نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی بنی اسرائیل اس لشکر کی آمد
آمد کی خبر پاکر استقبال کو دوڑے اور اون سے ملاقی ہو کر کیفیت حال پوچھنے لگے
لشکر والون نے کہا کہ سوا اس جوان کے کہ اسکا مارنا حکم جدید پر موقوف رکھا تھا اور سوا
اور لڑکون کے اوس قوم سے ایک متنفس بھی ہم نے زندہ نہیں چھوڑا بنی اسرائیل یہ بات سنکر
نہایت اونسے بیزار ہوئے اور کہنے لگے کہ تم نے خلاف حکم پیغمبر کیا اس جوان کو بھی کہ اوس
عموم میں داخل تھا کیون نہ قتل کیا اب تمہاری جگہ ہم اپنے میں نہیں دیتے سب لشکریون نے
آپس میں کہا کہ اس تقدیر پر ہم لوگون کو جہان سے آئے ہیں وہان سے بہتر جگہہ اور نہ ملیگی
پس یہ سب کے سب زمین حجاز میں چلے آئے اور یہین رہ پڑے یہ وجہ تھی عمالقہ کے ہلاک ہونے کے بعد حجاز میں
یہود کے رہنے کی اور بھی ابن بابلہ کہتے ہیں اصح یہ ہے جو طبری نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل میں حجاز میں
بخت نصر کے واقعہ میں آئے جسوقت ہیں کہ بلاد شام میں اوس نے دخل کیا اور بیت المقدس
کو خراب کیا اور بعضے ارباب سیر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جب
بنی اسرائیل پر بخت نصر نے نہایت ظلم کیا تو انھون نے مشورہ کر کر سوا عرب کیطرف چلے
آنے کے اور کچھ چارہ نہ دیکھا علما اور احبار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاک
اپنی کتاب میں پڑھتے تھے کہ پیغمبر آخر الزمان ایسے صفات حمیدہ کے ساتھ کسی قریہ میں
قریٰ عرب سے کہ جسکو ذات النخل کہتے ہیں ظہور فرمائیگا جب یہ لوگ شام کے شہرون سے
باہر ہوئے تو قریٰ عرب سے جس قریے میں ایک شمہ بھی صفات قریہ محمدیہ سے پاتے تھے
وہان فروکش ہوتے تھے اسی طرح چلتے چلتے جب یثرب میں پہنچے یثرب کو سارے صفات
مذکورہ کے ساتھ متصف پایا اون میں ایک جماعت تھی اولاد ہارون علیہ السلام سے اونسے
یثرب میں رہنا قبول کیا اور ایک گروہ اور تھا وہ اوسکے گرد و پیش خیبر وغیرہ میں ٹھہرے
اور جب ان لوگون میں کوئی مرنے لگتا تھا تو اپنی اولاد کو وصیت نامہ اس مضمون کا
لکھکر دیے جاتا تھا کہ اگر تم سید الاولین والآخرین کے زمان کرامت نشان کو پاؤ تو خبردار
اونکی اطاعت اور بیعت سے اپنا منھہ نہ پھیرنا لیکن تقدیر اللہ سے چارہ نہیں بعد طلوع

آفتاب عالمتاب نبوت و رسالت کے مشرق بطحی سے انصار نے اوس نعمت کے لینے
مین پایا چنانچہ تفصیل اسکی آگے آتی ہے سبقت کی یہود نا عاقبت محمود کو اس بات سے حسد ہوا
اور نکالی اور وبال ابدی مین گرفتار ہوئے یہ عجب تماشای قدرت ہے پہلے یہود انصار سے
نزاع کے وقت کہا کرتے تھے کہ کل نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہون گے ہم
اونکے ساتھ ہو کر تم سے خوب سمجھین گے اللہ تعالی نے قضیہ بالعکس کر دیا وہ سعادت
انصار کو ملی جسکے یہود متوقع تھے مصرع این کار دولت کنون تا کرا رسد بیت
سعادت بہ بخشایش داور ست ۞ نہ بر کتف و بازوی زور آور ست ۞ ابن شیبہ جابر رضی اللہ
عنہ سے حدیث روایت کرتے ہین کہ جب حضرت موسی اور حضرت ہارون علیہما السلام حج
ادا کر کے دیار شام کو متوجہ ہوئے اور گذر اونکا مدینہ منورہ کی طرف ہوا تو کسی فتنہ پرداز
یہود بے بہبود کے خوف سے اپنا اسباب اقامت اونکے درمیان سے اوٹھا کر جبل احد پر
جا ٹھہرے اس اثنا مین مدت حیات حضرت ہارون علیہ السلام کی آخر ہوئی قاصد اجل
بادشاہ لم یزل کے پاس سے آپہونچا حضرت موسی علی نبینا و علیہ السلام نے اوسی پہاڑ پر
ایک قبر کھودی اور کہا اے بھائی موت تیری قریب آچکی اب تو اوس عالم کی طرف
متوجہ ہو حضرت ہارون علی نبینا و علیہ السلام اپنی حالت زندگی مین قبر شریف کے اندر
جا لیٹے وہین روح مبارک حضرت کی قبض کی گئی حضرت موسی علی نبینا و علیہ السلام
اونکی قبر شریف کو چھپا کر روانہ ہوئے واللہ اعلم **ف** اکثر قبائل یہود کی سکونت باہر
مدینے کی مسجد قبا کے نواح مین تھی اور سب بے دغدغہ عیش سے گذران کرتے تھے کہ
اقتضا سے حکمت قادر ذو الجلال اوس اور خزرج نے اون یہودیون پر چھاپا مارا اور انکا کام
تمام کیا **فصل** قصہ انصار کے چھاپا مارنے کا یہود پر بعد حذف روایات کے اور قطع نظر
بیان اختلافات سے خلاصہ یہ ہے کہ ایک قوم اولاد یعرب بن قحطان سے جو بقول اکثر
مورخین بیٹا سالح بن ارفخشد بن سام بن نوح کا تھا ولایت یمن مین ارض سبا مین جسے
اللہ تعالی نے قرآن مجید مین بلدۂ طیبہ کر موسوم فرمایا ہے عیش اور خوشی سے گذرانتے
تھے اور مارب سے زمین شام تک جیسا کہ کلام مجید سے ظاہر ہوتا ہے سیا موضع اور قریے

باغات اور عمارات پر مشتمل متصل چلے گیے تھے اور ایسی آبادانی تھی کہ اوس راہ مین مسافرونکو اسباب
سفر جمع کرنے اور زاد راہ ساتھ لینے کی حاجت نہوتی تھی اور میوہ جات کی کثرت اس
درجے پر تھی کہ اوس دیار کے ضعیف لوگ اپنے گھرون سے ٹوکریان اپنے
سرون پر رکھکر ہاتھون سے رسیان بنتے ہوئے درختون کے نیچے سے گذر رہتے اور
ٹوکریان اونکے بغیر ہلائے درختون کے میوہ جات سے بھر جاتین ایسی زمین اس کیفیت سے تھی
جو تمنے سنے دو مہینے کی راہ تک طول و عرض مین آباد تھی اور آدمی وہان کے کلمۂ واحد پر
متفق امن و امان سے رہتے تھے مگر چونکہ کافر نعمتی آدمی کی خمیر طینت مین داخل ہے اس نعمت
کی قدر نہ پہچان کر خدا سے درخواست کی کہ آبادانی اور عمارت اس ولایت کی کم ہو جاوے
تاکہ اونٹون اور گھوڑون پر سوار ہو کر ان منازل کو قطع کیا کرین اور اسباب سفر اور زاد راہ
اوٹھا کے لے چلا کرین اس مین لطف زیادہ ہے قادر مختار جل جلالہ نے اونکی دعا کی قبولیت
مین بہت جلدی فرما کر لشکر قہر اونکے بلاد کی طرف بھیجکر اونکے انتظام امور عیش و آرام کو برہم
کر دیا لِاَعَنۡ کُفۡرِ نُعۡمَانَ عَنۡدَ ابی لشب یک سیل عرم کو کہ اوسکی تفسیر بعضے علما مطر شدید کے
ساتھ کرتے ہین اور بعضے سیل فنا زیر ملخ بار کے ساتھ اونکے دیار کی طرف روانہ کی اور
وہ سد جو طول مین فرسخ در فرسخ تھی کہ بعضون کے نزدیک اوسکا بانی لقمان اکبر عادی ہے
جسنے ساری ولایت یمن کی سیلین روکنے کو باندھی تھی اور بعضون کے نزدیک سبا ابن یشجب
اوس سیل کے زور سے ٹوٹ گئی اور یہ حال ہوا کہ جس پتھر کو پچاس آدمی قوت و ارادہ اوٹھا
نہ سکتے تھے ایک ملخ اوس سد سے اوکھاڑ دیتی تھی نعوذ باللہ من عذاب اللہ اور اولاد کہلان
بن سبا اکابر و روساے یمن سے تھے اور اونمین سے عمرو بن عامر ماء السماء رئیس اعظم
تھا اوسکی زوجہ طریفہ حمیریہ نام کاہنہ تھی اوسنے اپنی کہانت سے بعضے علامات اور آثار
سد ٹوٹنے کے دریافت کر کے پہلے سے خبر دی عمرو نے سنتے ہی اوس دیار سے نکل
جانے کا عزم بالجزم ٹھہرایا لیکن بغیر ظاہر کرنے کسی سبب کے نکلجانا معیوب سمجھکر اوس نے
ایک حیلہ ٹھہرایا کہ بہانہ جلای وطن کا ہو جاوے ایک یتیم کو جسکو اوسنے پرورش
کیا تھا خلوت مین بلا کر کہا جب ہماری قوم کے رئیس حاضر ہون تو اوس وقت تو مجھے

کسی بات پر جھگڑنا اگر مجھسے تیری نسبت کوئی کلمہ اہانت کا نکلجاے تو تو اوس سے زیادہ میرے
ساتھ پیش آنا کہ مجھکو جلاے وطن اختیار کرنے مین عذر صحیح ہاتھہ لگ جاے اور بے سبب
چلے جانے سے لوگون کو تعجب لاحق نہو بعد اوسکے ایک دن سب وساے قبیلہ کی دعوت
اور سبکے سامنے عمرو نے اوس یتیم کو کوئی لفظ سخت کہا اوس یتیم نے اولٹ کر اوس سے
زیادہ سخت کہا بلکہ ایک طمانچہ بھی مارا عمرو مجلس سے اوٹھکھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اب مین اس دیار
مین ہرگز نہین رہنے کا جب یتیم دست پرورده کا حال یہ ہو تو غیرون سے ہمکو کیا امید ہے
ساری املاک اور اسباب جو اوٹھانے کے لائق نہ تھا بیچ ڈالا آپس والون نے حسد
کی جہت سے اوسکے نکل جانے کو غنیمت جانکر سب اسباب جھٹ پٹ خرید لیا عمرو مع پانچ کر
اپنے تیرہ بیٹون کو کہ سب طریفہ حمیریہ کے بطن سے تھی اور ایک گروه کو اولاد کہلان مین
سباسے ساتھہ لیکے کروطن سے باہر نکلا اور عذاب غرق وہلاک سیل عرم سے بچ گیا باقی
جتنے وہان رہ گئے سب ہلاک ہوئے یقین ہے کہ سبب اوسکی نجات کا یہی ہوا کہ
اون سے انصار سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے والے تھے إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ
يَنْصُرْكُمْ القصہ عمرو بن عامر نے باہر نکل کر اپنے بیٹون کے سامنے اکثر بلاد کی مدح وثنا
بیان کی اون مین سے ہر ایک نے موافق اپنے میلان طبیعت کے ایک ایک شہر
اختیار کیا چنانچہ بڑے بیٹے نے کہ ثعلبہ بن عمرو جد اعلی اوس وخزرج ہے ملک حجاز اختیار کیا
اور اوس مین قیام پذیر ہوا بعد چندے جب اولاد وتابعین اوسکے بکثرت ہوئے تو یثرب مین
اکثر قوم یہود مین بود وباش اختیار کی اور اونکے ساتھہ میل جول پیدا کیا اور آپس مین قسمین
ہوئی کہ ایک دوسرے کی ایذا کا خواہان نہوگا اس طور پر رہنے سہنے لگے اسمین اوس
وخزرج کو بھی اللہ تعالی نے ثروت عنایت فرمائی وه باعث حسد وحقد یہود وبے بہبود ہوا
قریظہ ونظیر آخر کو عداوت پر مستعد ہوے اور قسم توڑنے مین کچھ خیانت کی اور
بے حد وحساب اونپر ظلم کیے جب اوس وخزرج اونکے ہاتھون بہ تنگ آے تو
ابو جبیلہ کو ظلم یہود سے اطلاع دی اوسنے ایک لشکر عظیم لاکر اوس وخزرج کا
انتقام یہود سے لیا اور سارا مال واسباب یہود کا اونکے حوالے کیا پھر نے سر سے

اوس خزرج مدینے کے اسافل اور عوالی یعنی طرف شمال اور جنوب مین ساکن ہوکر ودعوے نزاع ہیوہ سے فراغ بال حاصل کرکے آپس مین باقتضائے علاقہ برادری ایک مدت تک اتفاق اور میل جول سے گذرانتے رہے آخر کو اوس اور خزرج مین بھی آپس مین نزاع واقع ہوئی اور موافقت سبدل بجدال ہوگئی اور یہ آگ ایک سو بیس برس تک نہ بجھی اور کوئی صورت موافقت کی نہ نکلی کہ اللہ تعالی وتقدس نے سلطان انس وجان سید کون ومکان شفیع عاصیان صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے درمیان اپنے فضل وکرم سے بھیجا وہ سب مسلمان ہوکر حضور کی برکت صحبت سے آپس مین ایسے موافق ہوے کہ ہر ایک دوسرے کو اپنی جان سمجھنے لگا اور اپنے کو اوسکا قالب چنانچہ آیہ کریمہ یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَیْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَیْنَ قُلُوبِكُمْ الآیہ اونکی محبت سے خبر دیتی ہے اور یہ بدل جانا عداوت کا محبت خالصہ سے ایک خاصہ ہے خواص زمان اعجاز نشان سید زمین وزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کیفیت ہے انصار کے رہنے کی اس دار الابرار مین جیسا کہ معروف اور مشہور ہے اور اخبار غریبہ سے یہ ہے کہ بعضے مورخین نے نقل کیا ہے کہ جب تبع بلاد مشرقی لینے کو نکلا اور اوسکا گذر مدینہ منورہ کی طرف ہوا تو ایک بیٹے کو مدینے مین اپنی جگہ بٹھا کر آپ شام اور عراق کی طرف متوجہ ہوا ایسا نا کیا ہوا کہ اہل مدینہ نے اوسکے بیٹے کو بدعہدی کر کے مار ڈالا تبع یہ واقعہ سنکر نہایت غیظ وغضب مین آکر اپنے بیٹے کے انتقام لینے کو پھر مدینے پر آیا اور جبال تک اوس سے ہوسکا قتل عام کیا اتفاق سے اوسکا گھوڑا لڑائی مین مارا گیا اوسنے قسم کھائی کہ جبتک اس شہر کو خراب نکر لے قدم آگے نہ بڑھاوے بعضے علما سے یہود نے اوسکے پاس آکر کہا کہ یہ شہر خدا کی حفظ اور حمایت مین ہے اسکو کوئی خراب نہین کرسکتا ہمنے اپنی کتابون مین اوسکی تعریف پڑھی ہے اور نام اسکا طیبہ ہے اور یہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی جگہ ہے تم اسکے خراب کرنے کا خیال اپنے دماغ سے نکال ڈالو اور اپنی بات سے پھر جاؤ تبع یہ سنکر اوس خیال محال سے درگذرا اور ایک جماعت احبار کے ساتھ تیمن کی طرف

متوجہ ہوا اور احبار کی زبانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات سن سن کر اپنے دل میں آپ کی
طرف سے انس پیدا کیا محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ تبع نے حضرت نبی آخر الزمان کے واسطے ایک
گھر بنوایا اور چار سو علماء توراۃ کہ اوسکے ساتھ تھے اور اوسکی رفاقت چھوڑ کر حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے شوق زیارت میں مدینے کا رہنا اختیار کیا تبع نے ہر ایک کے واسطے ایک
ایک گھر بنوا دیا اور ایک ایک لونڈی اور بہت بہت سا مال دیا اور ایک خط لکھکر اونکے
حوالے کیا اوس خط میں اپنے اسلام کی گواہی لکھی اور اوس میں یہ دو بیتیں بھی تھیں بیت
شَهِدْتُ عَلٰى اَحْمَدَ اَنَّهُ + رَسُوْلٌ مِنَ اللهِ بَارِئِ النَّسَمِ + فَلَوْ مُدَّ عُمْرِيْ
اِلٰى عُمْرِهٖ + لَكُنْتُ وَزِيْرًا لَهُ وَابْنَ عَمٍّ + خط پر مہر لگا کر اوس جماعت میں جو سب سے
بڑا تھا اوسکو سپرد کیا اور وصیت کی کہ اگر وہ شخص نبی آخر الزمان کو پاوے اس خط کو حضرت عالی
میں پہنچا دے اور نہیں تو اپنی اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو حوالے کرے اور ایک گھر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تیار کیا کہ جبوقت آپ یہاں تشریف لاویں اوس گھر میں اوتریں
اور ایک عالم کہ جنکی اولاد سے حضرت ابو ایوب انصاری ہیں اوس گھر کا متولی کیا اور مدینے
میں جن لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور نصرت کی وہ سب اونہیں علما
کی اولاد تھے کہتے ہیں کہ وہ خط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت
تک ابو ایوب انصاری کے پاس تھا اونھوں نے حضور میں پہنچایا واللہ اعلم بالصحیح تھا
ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولین والآخرین علیہ الصلوۃ والتسلیمات میں حضرت
سید الکائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات نے جب شدت عداوت
قریش ملاحظہ فرمائی اور یہ بات حضرت نے دیکھی کہ معلوم ہوئی کہ جبتک اللہ تعالی کسی
دوسری قوم کو ہماری مدد کے واسطے برانگیختہ نکرے گا یہ لوگ احکام الہی کو قبول
نکرینگے تو آپ کارسازی الہی کے اس باب میں خواہان و جویاں ہوئے اور اسی
جہت سے جہاں کہیں موسم حج وغیرہ میں قبائل عرب جمع ہوتے آپ وہاں تشریف
لیجا کر اظہار دین اور تبلیغ رسالت الہی فرماتے کہ شاید اونمیں سے کسیکو یہ سعادت ملے
اور مدد کرنے کی توفیق پاوے مگر قبائل عرب اس نعمت کے حاصل کرنے میں توقف

کرتے تھے اور متردد ہوتے تھے کہ اس شخص کی قوم اسکا حال خوب جانتی ہین اور سب سے
زیادہ قریب ہین جب اسکی اطاعت نہین کرتے تو دوسرے کو کیا پڑی ہے اسی اثنا مین
قبیلۂ بنی عبد الاشہل قریش کے ساتھہ عہد باندھنے کو مدینے سے مکے کو آئے حضرت پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے موافق اپنے معمول کے انکو بھی اسلام کیطرف بلایا ایک جوان اونمین سے
کہ نام اوسکا ایاس بن معاذ تھا بولا کہ اے قوم اس مرد کے ہاتھہ پر بیعت کرو تو قسم خدا
کی یہ عہد بہتر ہے اوس عہد سے جو قریش کے ساتھہ باندھنا چاہتے ہو اور یہ کام بہتر ہے اوس کام
سے جسکے لیے تم آئے ہو دوسرے شخص نے کہ اوس قوم کا رئیس تھا درمیان مین کھڑے
ہو کر لوگون کو قبول کرنے دعوت پیغمبر سے منع کیا سب لوگ اسکی ڈر سے چپ ہو رہے اور اسلام کی
بیعت نہ کی لیکن معاہدہ قریش کے ساتھہ بھی نہ کیا اوسی طرح اپنے دیار کو پھر گئے ایاس
بن معاذ نے اس جہان فانی سے رحلت کی بعضے کہتے ہین کہ وہ مسلمان مرے واللہ اعلم
بعد اسکے حضرت مسبب الاسباب نے موافق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش
فرمائی کہ جماعت اوس و خزرج موسم حج مین مکہ معظمہ کو آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
کہ خدا کے حکم سے عرب کے مجمعون میں اپنی تئین ظاہر فرماتے تھے اس جماعت کی طرف
سے گذر ہوا انکو دیکھکر فرمایا کہ نہ آخر تم لوگ موالی یہود مدینہ سے ہو کہا ہان لوگون سے
ہان کیون نہین فرمایا بیٹھہ جاؤ ہمکو تمسے کچھہ کہنا ہے وہ بیٹھہ گئے فرمایا پروردگار
تعالے نے مجھکو خلق کیطرف رسول کرکے بھیجا ہے اور مجھپر ایک کتاب نازل
فرمائی ہے اور میری قوم مجھکو خدا کے احکام پہنچانے سے مانع ہے
اگر تم لوگ ایمان لاؤ اور دین اسلام کی تائید کرو تو سعادت ابدی کو پہنچو اونھون نے
یہ کلام سعادت انجام سنکر ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ وہی پیغمبر آخر الزمان
ہے کہ یہود ہمکو اوسکے ساتھہ ڈرایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آج کل مین آفتاب رسالت
چمکا چاہتا ہے اور ہم اوسکے ساتھہ حمایت مین آکر تمکو ایسا مارینگے جیسا عاد وثمود ارم کو مارا
جلدی اسپر ایمان لاؤ کہ سعادت دنیا و آخرت نصیب ہووین اوس و خزرج نے بیعت اسلام
کی اور مددگاری سید انام کا عہد کرکے اپنے بلاد کو پھر گئے اس بیعت کو بیعت عقبہ کہتے ہین کیونکہ

یہ پہلی بیعت عقبہ کے پاس کہ جبل منا کے نیچے ہے واقع ہوئی اب اوس جگہ ایک مسجد بنی ہے
کہ وہان حاضر ہوکر اوس قصۂ عظیم الشان کو تصور کرنا ایک نور و ایمان تازہ مشتاقین کے دلون
مین پیدا کرتا ہے اور قول صحیح پر یہ ہے کہ اصحاب عقبۂ اولی چھہ آدمی ہین اور اسعد بن زرارہ
اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما انھین مین سے ہین اور بعد اسکے کہ یہ جماعت مدینہ منورہ مین پہونچی حضرت
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر مدینہ منورہ مین گھر گھر پھیل گیا کوئی گھر اور کوئی مجلس اتفاقا
کی ایسی نہ رہی کہ اس ذکر سے منور و معطر نہوگئی ہو دوسرے موسم مین اور بارہ آدمی کہ عبادہ
بن الصامت اور عویم بن ساعدہ اونھین سے ہین اونھین چھہ مذکور کے ساتھ نزدیک
اوسی عقبہ کے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف
ہوئے اور اوس زمانے تک اسلام کے فرضون مین سے سواے توحید و نماز
کے کوئی چیز واجب نہ ہوئی تھی اور بموجب اونکی التماس کے آپ نے مصعب
بن عمیر رضی اللہ عنہ کو قرآن و فقہ دین کی تعلیم اور جماعت قائم کرنے کو
اونکے ہمراہ کر دیا حضرت مصعب نے مدینے مین پہونچکر اون بارہ آدمی
کے ساتھ اور ایک قول پر چالیس آدمی کے ساتھ اسعد بن زرارہ
کی اعانت و امداد سے جمعہ قائم کیا یہ اول جمعہ تھا جو مدینہ منورہ مین
قائم ہوا بعد اسکے دعوت اسلام اور احکام شریعت فاش کرنے مین مشغول ہوئے یہانتک
کہ ایک دن ایک باغ مین بنی عبد الاشہل کے حضرت مصعب ایک جماعت کو قران سناتے
اور احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کرتے تھے کہ خبر سعد بن معاذ کو پہونچی وہ نیزہ ہاتھ
مین لیکر باغ کے دروازے پر آکھڑے ہوئے اور وعدہ اور وعید جو رئیسون کا رسم
ہے ادا کرکے کہا کہ یہ مسافر مطرود کہ بے وقوفون کو ہمراہ کرتا ہے ہمارے دروازے پہ
کیون آتے اور وہ باتین جو کسی نے کبھی نہین سنین کیون کہے اگر بعد اسکے یہان آوے گا
تو اپنی سزا پاوے گا اوس کہنے کی ساتھی وہ جماعت منتظمہ برہم ہوگئی دوسرے دن
پھر حضرت مصعب بن عمیر حضرت سعد بن زرارہ کے ساتھ اوس جگہ کے قریب دعوت
اسلام و تلاوت قرآن کے واسطے پھر آئے پھر خبر سعد بن معاذ کو پہنچی سعد بن معاذ آج بھی

اگرچہ منکر آئے لیکن اونکی گرمی کے ساتھ اسعد بن زرارہ کچھ اونکو نرم پاکر پاس آکر کہنے لگے کہ
اے میری خالہ کے بیٹے پہلے تو سن کہ یہ مرد کیا کہتا ہے اگر کوئی بری بات کہتا ہے اور لوگوں
گمراہ کرتا ہے تو تو کچھ اوس سے بہتر لا اور سیدھی راہ تو دکھا اور اگر اچھی بات کہتا ہے تو بود
مبرا نہ کہہ اور اوسکے بیان ہونے کو غنیمت جان کہا کیا کہتا ہے کہے مصعب بن عمیر
نے سورہ پڑھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حٰمٓ والکتاب المبین انا جعلناہ قرآنا
عربیا لعلکم تعقلون ۰ وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم ۰ افنضرب عنکم
الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین ۰ وکم ارسلنا من نبی فی الاولین ۰ وما یاتیہم
من نبی الا کانوا بہ یستہزءون ۰ فاہلکنا اشد منہم بطشا ومضی مثل
الاولین ۰ سعد بن معاذ یہ کلمات عظیم البرکات سنتے ہی بے تاب ہوگئے اگرچہ فی الحال
شہادت ظاہر نہ کی لیکن دل نور ایمان سے منور ہوگیا وہان سے اپنی قوم کیطرف آئے اور
سب نے بنی عبدالاشہل کو بلاکر اسلام ظاہر کیا اور اون سبکو دین اسلام کیطرف دعوت
کرکے کہا کہ جس کسی کو تم مین سے اس بات مین شک ہو بسم اللہ کوئی چیز اس سے بہتر لاوے
ہم دیکھین کیا لاتا ہے واللہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ جانین اوسپر فدا ہون اور سر اوسکی راہ مین
جائین اور کہا اے اولاد عبدالاشہل تم مجھے قوم مین کیا سمجھتے ہو اور کس درجہ کا عاقل جانتے ہو
سب نے کہا انت سیدنا وافضلنا اونھون نے کہا تو مجھپر تمہاری قوم کے مرد و
عورت سے بات کرنا حرام ہے جبتک تم لوگ خدا اور رسول پر ایمان نہ لاؤ بعد اسکے بفضل اللہ
خوب اسلام ظاہر ہوا اور کوئی گھر انصار کا باقی نہ رہا کہ نور اسلام سے مشرف ہوا ہو سبکے سب
اشراف سب ایمان لائے اور بتون کو توڑ ڈالا اور اسلام و توحید پر قائم ہوئے والحمد للہ علی
ذلک **فصل** مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احکام شرعیہ تعلیم فرماکر موسم حج مین ایک بڑی
جماعت انصار کے ساتھ کہ حضرت کی زیارت اور شرف بیعت حاصل کرنیکے شوقین
تھے حجاج مشرکین کے قافلے مین مکہ معظمہ مین پہنچے اور جناب سید الکائنات علیہ
افضل الصلوۃ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضرت کے ساتھ اکٹھا ہونے کا
ایام تشریق کی راتون سے بیچ کی رات مین وعدہ دیا جب وعدہ کی رات آئی تو بعد

گذرنے دو تہائی رات کے تہتر آدمی مشرکون کے بیچ سے چھپکے نکل آکر عقبہ کے پاس والے پہاڑ
کی گھاٹی مین سب مگے سب جمع ہوکر طلوع آفتاب عالمتاب جمال محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
کے منتظر بیٹھے اتنے مین جناب سید الاولین والآخرین حبیب رب العالمین علیہ الصلوۃ والتسلیما
اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کو ساتھ لیکر تشریف لائے عباس کہ اوس وقت تک شرف
اسلام سے مشرف نہوئے تھے کہنے لگے کہ اے قوم جانتے ہو کہ محمد ہمارے درمیان
مین کتنی عزت اور شرف رکھتے ہین ہر چند ہمنے انکو منع کیا ہماری بات نہین سنتے اور تم
لوگون کے جمع کرنے سے باز نہین آتے اب اگر تم کو انکے وفا کرنے کا ارادہ مصمم ہے
توفبہا اور نہین تو ابھی کہدو کہ پھر پشیمان نہو جاؤ اور انکو زنہار اپنا دشمن نہ بناؤ اور دشمنی پر مت لاؤ
وہ بولے کہ ہمنے سنا اور مانا اے عباس جو کچھ تم کہتے ہو یا رسول اللہ اب آپ کیا
فرماتے ہین جو عہد کہ اپنے باب مین اور اپنے پروردگار کے باب مین ہم سے آپکو لینا
منظور ہو لیجیے بسم اللہ حضرت سید الکائنات علیہ افضل الصلوات نے چند
آیتین قرآن مجید کی پڑھین اور دین اسلام کیطرف رغبت دلائی اور فرمایا کہ خدا کا
عہد یہ ہے کہ اوسکی عبادت کرو اور اوسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور میرا عہد یہ ہے
کہ خدا کے احکام پہنچانے مین میری حمایت واعانت ونصرت کرو اور جو شخص اس کام
سے مانع آوے اوسپر جہاد کرنے سے باز نہ ہو اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
آپ جانتے ہین کہ باپ دادے کے وقت سے ہمارا کام لڑائی اور قتال ہے لیکن
ہمارے اور یہود کے درمیان قسمین اور مواعدہ ہے اب ہم اوسکو قطع کرتے
ہین ایسا نہو کہ آپ پھر اپنی قوم کیطرف رجوع کرین اور ہمکو اکیلا چھوڑ دین سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماکر فرمایا کہ ایسا نہوگا مین تم سے اور تم مجھسے ایسے
ہو گئے کہ جان ساتھ جان کے اور بدن ساتھ بدن کے زندگی
میری تمھارے ساتھ ہوگی اور موت بھی میری تمھارے ساتھ اونھون نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر ہم آپ کی محبت مین مارے جائین اور جان اور مال اپنا
سب آپ پر فدا کرین تو اوسکی جزا کیا ہے فرمایا جنات تجری من تحتہا الانہار

اونھون نے کہا کہ ہم بیعت کرتے ہین بسم اللہ یا رسول اللہ ابسط یدک فقد بایعناک
اس بیعت کو بیعت کبری کہتے ہین اور بعضے ارباب سیر اسکا نام عقبہ ثانیہ رکھتے ہین
مگر سیاق کلام سید علیہ الرحمہ کا جیسا مذکور ہوچکا ہے مقتضی اسبات کا کہ اس عقبہ کا نام
عقبہ ثالثہ رکھنا چاہیے واللہ اعلم جب انصار حالی مقدار کی بیعت کر چکے تو آیہ کریمہ
ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ نازل ہوئی
بعد اسکے آپ نے اون تہتر آدمیون کے بارہ فرقے کیے اور ہر فرقے کا ایک ایک
محافظ اور نقیب ٹھہرایا کہ اونکے احوال کی محافظت کرتا رہے تو اونکے امور دنیوی
اور دینی سب درست ہوجائین اور یہ بارہ نقیب روساے انصار ہین اونکے صفات
اور احوال کتب اسماء الرجال مین مذکور ہین اس درمیان مین ایک انصاری نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ فرمائیے تو ہم سب مشرکون کو کہ آج منا مین جمع ہین مار ڈالین اور
کوئی اون مین سے باقی نرہے فرمایا لم اومر بذلک بعد اسکے وہ سب اپنے اپنے
خیمہ گاہ مین جاکر ٹھہرے پھر جب رخصت ہونے کا وقت آیا تو گروہ انصار نے حضور مین
عرض کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہمارے ساتھ تشریف لیچلین اور ہمارے
ملک کو سرفراز فرمائین تو زہی قسمت ہماری ہم سب طرح تابعداری کرینگے جو آپ کا حکم
ہوگا اوسکے بجالانے مین کسی طرح کا عذر نہ کرینگے فرمایا مجھکو اب تک خدا کا حکم
مکے سے نکلنے کا نہین ہوا اور کوئی جگہ ہجرت کے واسطے متعین نہین ہوئی جس وقت اللہ تعالی
جہان جانے کو حکم فرمائے گا وہان جاؤنگا یہ فرمایا اور انصار کو وداع کیا صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وانصارہ واشیاعہ واتباعہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

باب پانچوان

بیان ہجرت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام مین کہ مکہ معظمہ سے
مدینہ طیبہ کو کس عنوان سے تشریف لے گئے جب گروہ انصار قول و قرار
کرکے اپنے دیار کو روانہ ہوئے تو حضرت سید کائنات علیہ الصلوۃ والسلام
باب اختیار ہجرت و تعیین مقام مین جناب صمدیت کی طرف متوجہ ہوئے حضرت کو
پہلے ایک جگہ دکھائی گئی کہ اسکے صفات دو تین شہرون پر منطبق ہوتے تھے

ایک ہجر بلاد بحرین سے دوسرا قنسرون زمین شام سے تیسرا یثرب زمین حجاز سے بعد
اسکے مدینہ کی تعیین خوب کھل کر ظاہر ہوئی لیکن وقت برآمد ہونے کی تعیین میں ابتک توقف تھا
کہ آپ نے وحی آسمانی سے بعضے اصحاب کو مدینے کی طرف رخصت فرمایا بعد چند روز
کے اکثر صحابہ کرام مدینہ کیطرف راہی ہوئے مثل عمر بن خطاب و زید بن خطاب و حمزہ بن
عبد المطلب و عبد الرحمن بن عوف و طلحہ بن عبد اللہ و عثمان بن عفان و زید بن حارثہ
و صہیب رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ
معظمہ میں صحابہ سے سواے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہما
کے کوئی باقی نرہا یعنی صحابۂ کرام میں سے ورنہ روایات سے ثابت ہے کہ بعد برامد ہونے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ معظمہ سے مشرکین مکہ اون صحابہ کو جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھہ بے مقدوری کے سبب مکے سے نکل نہ سکے طرح طرح کے عذابات
مین گرفتار کرتے تھے القصہ مشرکین مکہ دن بدن عظم شان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا دیکھہ دیکھکر حسد و عداوت بڑھاتے جاتے تھے جب صحابۂ کرام کی رحلت سے مدینہ
کی جانب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کا بھی اونکو یقین ہوا اور سمجھے
کہ آج کل مین یہ بھی یہان سے برآمد ہوا چاہتے ہین تو آپ کے باب مین سبکے سب
مشورہ کرنے کو اکٹھا ہوئے اون سبکا سرگروہ ابوجہل ملعون تھا اور ابلیس لعین بھی
اونکے شریک ہوا بعضون نے مصلحت اخراج مین دیکھی اور بعضون نے قید کرنے کا
مشورہ دیا ابوجہل لعین نے کہا کہ پانچ آدمی پانچ گروہ سے چھانٹ کر تلوارین اونکے
ہاتھون مین دے کر ایکبارگی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جا گرا چاہیے کہ بنی ہاشم
قصاص طلب کرنا اور خون لینا اتنے گروہون متفرق سے مشکل ہو جائے یہ اسی
خیال مین تھے کہ حضرت جبرئیل امین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پہنچا کر اون
اشقیا کی خباثت پر مطلع کیا قولہ تعالی وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ
اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
اس حال پر مطلع ہو کر دیار غربت کی طرف متوجہ ہوئے اور قصد ہجرت کیا عبد اللہ

بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت کا اذن اختیار ہجرت مین اس آیت سے تھا قُل رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّا
جْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا بعد اسکے حضرت علی سلام اللہ علیہ کو فرمایا کہ
ہماری خوابگاہ میں لیٹین تاکہ مشرکین دھوکھا کر حقیقت حال پر جلدی مطلع نہون اور
اصل باعث امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے چھوڑنے کا یہ تھا کہ کفار قریش
امانات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعتقاد دیانت و امانت سے سونپا کرتے تھے
دین بعد اسکے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
کے پاس آکر قصد ہجرت سے انکو خبردار کیا حضرت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول
ابوبکر بھی غلامی کرتا چلے فرمایا ہان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس دو اونٹ
تھے کہ چار مہینے سے انکو خوب دانہ گھاس دے کر طیار کر رکھا تھا حضرت صلی اللہ
وسلم کے پاس لائے کہ حضرت ایک کو اون مین سے قبول فرمائین حضرت صلی اللہ علیہ
نے قبول فرمایا مگر بطریق بیع بس آٹھ سے درہم کو اون سے ایک ناقہ خریدا اور اس
حکمت ناقہ کے خرید کرنے مین باوجود کمال محبت حضرت صدیق کے یہ تھی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی راہ مین نہ چاہا کہ کسی اور سے سوا خدا کے استعانت
کرین چنانچہ خلاصہ آیہ کو لَا یُشْرِکْ بِعِبَادَةِ رَبِّہٖ اَحَدًا اس طرف ناظر ہے اور نام
اس ناقے کا بقول صحیح قصوی تھا اور ایک قول پر جدعا بعد اسکے ایک شخص کو بنی دیل
سے کہ اسکا نام عبد اللہ بن اریقط تھا اور سب لوگون مین واقفیت راہ اور حفظ اسرار مین
مشہور تھا باجرت ٹھہرا کر ارشاد فرمایا کہ تین دن کے بعد دونون اونٹون کو جبل ثور پر حاضر
اور یہ ابن اریقط بھی دین کفار مین تھا امام نووی کہتے ہین کہ اسلام اسکا معلوم نہین
ہوا واللہ اعلم پھر حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بیا
علی کرم اللہ وجہہ دولتسرا مین تشریف لائے ہنوز بر آمد نہوے تھے کہ کفار
ہجوم کرکے دروازہ دولتسرا پہ آکر کھڑے ہوگئے اور اونھون نے چاہا کہ اوسی وقت
وہ سب کے سب شقاوت ابدی مین گرفتار ہوجائین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر

سر مبارک پر ڈال کر برامد ہوئے ابوجہل لعین نے ہنسکر کہا کہ محمدؐ یہ جو کہتے تھے کہ اگر تم لوگ
ہمارے دین کے تابع ہو تو ملک عرب وعجم تمکو مل جاوے اور بعد موت جاکے بہشت مین
تمھاری جگہ ہو اور اگر میرے تابع نہوگے تو دنیا مین میرے ہاتھ سے مارے
جاؤگے اور آخرت مین دوزخ تمھارا گھر ہوگا سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ہان یہی کہتا ہون اور یہی ہوگا اور تو ہی ایک اونمین دوزخیون سے ہوگا بعد اسکے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک اونپر پھینکی اور اول سورہ یٰسین سے فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ
تک اور آیہ کریمہ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا
تک پڑھکر اونکے سامنے سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر مین تشریف لاکر
گھر کی کیطرف سے برآمد ہوکر جبل ثور کی طرف روانہ ہوئے اسی درمیان مین ایک شخص
نے جماعت کفار سے پوچھا کہ یہان تم کیون کھڑے ہو اور کسکا انتظار کرتے ہو وہ بولے
کہ ہم منتظر ہین کہ صبح ہو تو محمدؐ کو شہید کرین اوسنے کہا اوسے تمپر یہ محمدؐ نہ تھا جو تمھارے آگے
سے نکل گیا یہ سنکر ابوجہل ملعون اور سارے اوسکے ہمراہی خاک ندامت اپنے سرون پر
ڈال کر چلے گئے صبحکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھکر کہنے لگے کہ تیرا صاحب کہان گیا
اونھون نے فرمایا کہ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَالِ رَسُوْلِہٖ اور برآمد ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا مکہ معظمہ سے بعثت عشرہ سے اڑھائی مہینے کے بعد غرہ ربیع الاول کو پنجشنبہ کے روز
واقع ہوا اور صحیح روایت یہ ہے کہ وہ روز دوشنبہ کا تھا ان دونون روایتون مین
اس طرح پر توفیق دے سکتے ہین کہ مکے سے برآمد ہونا پنجشنبہ کو ہوا اور غار سے نکلنا
دوشنبہ کو جیسا ذکر کیا ہے حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے اور کسی شخص کو سوا علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہجرت فرمانے کی خبر
نہ تھی مواہب لدنیہ مین مذکور ہے کہ اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ہر روز حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے واسطے کھانا پہاڑ پر لیجاتین اور محمد بن ابی بکر کفار کی خبرین
پہونچاتے تھے بہت مشہور روایت یہ ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے
مکہ معظمہ مین تیرہ برس تشریف رکھی اور دوسری روایت مین پندرہ برس ہین اور

تفصیل اون معجزات کی جو مکے سے برآمد ہونے کے وقت سے مدینہ منورہ کے پہنچنے تک
ظہور مین آئے مثل اس بات کے کہ غار کے منھ پر مکڑی نے تانا تننا اور کبوترون نے
انڈے دیے اور کفار نے اوسی غار مین حضرت کو تلاش کیا اور نہ پایا اور سراقہ کے
گھوڑے کا پانون زمین مین دھس گیا اور ام معبد کے یہان اپنے تشریف لاکر دبلی
بکری کا جسکا دودھ خشک ہوگیا تھا دودھ دوہا اور کفار قریش نے جبل ابو قبیس کی طرف
سے غیب کی آوازین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت وسلامت اور صفات
کمال پر دلالت کرتی تھین سنین کتب احادیث اور سیر سے معلوم کر لینا چاہیے چونکہ
یہان مقصود اصلی مدینہ منورہ کا احوال ذکر کرنا ہے اسواسطے بعضے حکایات بلکہ اکثر روایات
جو قصہ ہجرت مین منقول ہین ساقط کرنے کا اتفاق ہوا ابو سلیمان خطابی نقل کرتے ہین
کہ جب حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے بریدہ اسلمی ستر
آدمیون کے ساتھ کہ باشارہ کفار قریش معاذ اللہ حضرت کی گرفتاری کو نکلے تھے اور اس
عوض مین سو اونٹ کا وعدہ تھا آپ کے سامنے آئے آپ نے فرمایا توکون ہے اور
تیرا کیا نام ہے وہ بولے میرا نام بریدہ ہے آپ نے بطریق تفاول اس نام کے مادے
سے کہ برودت ہے اور خبر دیتا ہے سلامت وجمعیت سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
سے فرمایا قَدْ بَرَدَ اَمْرُنَا وَصَلُحَ پھر فرمایا توکس قبیلے سے ہے وہ بولے اولاد اسلم سے
فرمایا خبر وسلامت ہے پھر فرمایا کون سی اولاد اسلم سے کہا اولاد سہم سے فرمایا پایا
تو نے اپنا سہم یعنی اپنا حصہ اسلام سے بعد اوسکے بریدہ نے آپ سے پوچھا کہ تم
کون ہو فرمایا کہ مین ہون محمد بن عبد اللہ رسول اللہ بریدہ نام مبارک سنتے ہی ایمان
لائے اور کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اور وہ ستر آدمی بھی جو اونکے ساتھ تھے ایمان سے مشرف ہوئے پھر بریدہ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ مدینے مین داخل ہونے کے وقت آپ کے سامنے ایک جھنڈا
چاہیے ہے اور اپنا عمامہ سر سے اوتار کر نیزے پر باندھ کر حضرت کے آگے آگے چلے
اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کس سعادت مند کے گھر کو مشرف فرمایئے گا فرمایا کہ یہ اونٹنی

میری اونٹنی مامور ہے جہاں بیٹھ جاوے گی وہیں اوترونگا بیت رشتہ در گردنم افگندہ دوست * می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست * بعضے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارت شام کو گئے تھے اتفاقاً وہ بھی اس منزل میں حضرت کے ساتھی فردکش ہو گئے اور دو جوڑے سپید ایک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دوسرا حضرت ابوبکر صدیق رضی کو بطور ہدیہ کے نذر کیے اور اوس طرف سے انصار محبت شعار حضرت کے تشریف لانے کے شب و روز منتظر رہتے تھے اور ہر صبح کو مدینے کی بلندیوں پر کھڑے ہو کر طلوع آفتاب جمال محمدی کا انتظار کیا کرتے جب آفتاب گرم ہو جایا کرتا اپنے اپنے گھروں کو پھر آیا کرتے ایک روز اسی طرح گھروں کو پھر آئے تھے کہ یکایک ایک یہودی اسی مقام معہود پر کھڑا تھا اوسکی نظر قدوم محمدی پر پڑی اوسنے پہچان کر گروہ انصار سے جو اوسکے نزدیک تھے پکار کر کہا کہ یہ تمہارا مقصود اور مقصد آگیا غزل

اینک آن سرو خرامان میرسد
کز پی دردت تو درمان میرسد
ور دل افسردہ روحی می دمد
کز برایت آب حیوان میرسد

اینک آن گل برگ خندان میرسد
شوق کن اے بلبل گلزار عشق
مژدہ تن افسردہ جان میرسد
دور شو اے ظلمت شام فراق

شاد باش اے خستۂ ہجران بلا
کان گل نو از گلستان میرسد
تازہ باش اے تشنۂ وادی غم
کآفتاب وصل تابان میرسد

یہ خبر سنتے ہی سب مسلمان ہتھیار باندھ باندھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال اور تعظیم کو باہر نکلے پہلے آن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حوالی مسجد قبا منازل اولاد عمرو بن عوف میں دوشنبہ کے روز بارھویں تاریخ ربیع الاول کو پہلے سنہ میں نزول فرمایا جاننا چاہیے کہ دوشنبہ بہت برکت کا دن ہے کہ ولادت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابتدای بعثت و نبوت اور ہجرت اور تشریف لانا مدینے میں اور قبض روح مبارک اسی دن میں واقع ہوا جیسا ابن جوزی شرف المصطفی میں لکھتے ہیں اور بعضے ارباب سیر کے نزدیک تاریخ لکھنے کی ابتدا بھی اسی روز سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی لیکن مشہور یہ ہے کہ تاریخ کا لکھنا زمان عدالت نشان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محرم کے مہینے سے باتفاق راے جناب ولایت مآب حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کے شروع ہوا ایک روایت میں تین روز اور ایک روایت میں چار روز اور ایک روایت میں زیادہ اوس سے حضرت نے اسی مقام میں تشریف رکھکر مسجد قبا کی بنا قائم کی

اور مدت اقامت مین اسی جگہ نماز پڑھا کئے اور وہین پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تین دن کے بعد مکہ
سے کہ کار معظمہ مین امانات پیغمبر کے کورہ گئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور خبرون
مین آیا ہے کہ یہان تشریف لانے کے دن حضرت ابو بکر صدیق لوگون کی ملاقات مین مشغول
تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالکل ساکت اور صامت جب آفتاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے چہرۂ مبارک کے سامنے آیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی چادر مبارک لے کر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے اور بھی روایت مین آیا ہے کہ اوس دن
بعضے آدمیون کو بسبب اثر دحام خلائق کے اشتباہ ہوتا تھا کہ پیغمبر خدا شاید ابو بکر صدیق ہین
اور قرینہ اوسپر یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساکت تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی
اللہ عنہ لوگون سے بات چیت کرتے تھے اور دوسرا سبب اشتباہ یہ تھا کہ پوشاک حضرت کی اور
اونکی ایک ہی تھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات بفراست دریافت کر کے رفع اشتباہ
کے واسطے چادر مبارک اپنی اوٹھا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے

فصل بعد اوس مدت کے جو معلوم ہو چکی یعنی تین روز یا چار روز یا زیادہ اوس سے علی اختلاف
الروایات جمعہ کے دن بعد بلند ہونے آفتاب کے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے
داخل مدینہ مین تشریف لیجانے کی تیاری کی سارے گروہ انصار پیادہ و سوار مجتمع ہو کر ہتھیار
باندھکر آپ کی رکاب مین چلے اولاد عمرو بن عوف کہ قبا مین رہتے تھے گھبرا کر حضور مین حاضر
ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہم لوگون سے شاید کچھ خدمت شریف مین تقصیر ہوئی کہ آپ دوسری
جگہ تشریف لیے جاتے ہین فرمایا کہ مجھکو قریہ اکالۃ القری یعنی مدینہ منورہ مین جانے اور رہنے
کا حکم ہے پھر جب آفتاب رسالت نے مشرق قبا سے طلوع فرمایا تو ہر انصاری نے
اس بات پر امید باندھی کہ سلطان کون و مکان میرے گھر کو مشرف کرے اور ہر شخص آگے اپنے
دروازے پر کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کہ آپ ہمارے گھر کو مشرف فرمائین تو ہم آپ کی بڑی
خدمت کرین گے آپ اونکے جواب مین فرماتے تھے کہ یہ ناقہ میری مامور ہے جہان بیٹھ جاوے
وہی میرا قرارگاہ ہے اسی طرح بطن وادی تک کہ مسجد قبا کے قریب ہے جہان قبیلہ بنی سالم رہتا تھا
پہونچے کہ نماز جمعہ کا وقت آ گیا آپ نے وہان نماز جمعہ قائم کی اور خطبہ بلیغہ متضمن ترغیب و ترہیب

اقرار کر مسلمانون سے دوستی کو درست ہو کیا اب وہی جگہ مسجد جمعہ کر مشہور ہے بعد اسکے آپ
سوار ہو کر متوجہ طیبہ مطیبہ ہوئے پھر اوسی طرح سر گروہ انصار ناقہ شریف کی زمام تھام تھام کر
اپنے اپنے یہان تشریف رکھنے کے باب مین عرض کرتے تھے آپ ہر ایک کے حق مین دعاے خیر
فرماتے ہوے تشریف لیے جاتے تھے اور منتظر تھے کہ ناقہ کہان بیٹھے آخر اوس جگہ جہان منبر
شریف نبوی ہے ناقہ بے اختیار بیٹھ گئی سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نزول وحی
کے وقت جو حالت پیدا ہوا کرتی تھی او سکے بیٹھنے پر لاحق ہوئی ناقہ شریف بے اختیار
وہان سے اوٹھکھڑی ہوئی اور چند قدم چل کر پھر وہین آکر بیٹھ گئی ایک روایت مین آیا ہے
کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر بیٹھی ابو ایوب رضی اللہ عنہ اسباب ناقہ
شریف سے اوتار کر آپ کی نظر شریف سے گذران کر اپنے گھر مین لے گئے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ رَحْلِهٖ یعنی آدمی کی جگہ وہین ہوتی ہے جہان اوسکا اسباب
رہے پھر آپ نے اونھین کے گھر کو مشرف فرمایا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ بیت
مبارک منزلی کان خانہ را ماہی چنین باشد ٭ ہمایون کشوری کان عرصہ را شاہی چنین باشد ٭
پہلے ہم جہان ذکر نسب انصار تھا بیان کر آئے ہین کہ مکان ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا وہی ہے
جو تبع نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور تشریف لانے کا مدینہ منورہ مین اخبار یہود سے
ذکر مبارک سنکر بنایا تھا ابن جوزی کتاب شرف المصطفے مین نقل کرتے ہین کہ جب ناقہ مبارک
حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھی کچھ لڑکیان بنی نجار کی دف بجاتی اور
گاتی نکلین کہ شعر نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ ٭ يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اے قبائل انصار آیا تم ہمکو دوست رکھتے ہو اونھون نے کہا ہان یا رسول اللہ
فرمایا واللہ مین بھی تمکو دوست رکھتا ہون رزین کہ بڑے عالم حدیث ہین نقل کرتے ہین کہ
جسوقت سرور دین و دنیا علیہ الصلوۃ والسلام مدینہ منورہ مین تشریف لائے پردے والیان
انصار کی کوچہ و بازار مین نکل پڑین اور کہتی تھین شعر طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ
الْوَدَاعِ ٭ وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ ٭ اور غلام اور آزاد اور چھوٹے اور بڑے اور
عورت اور مرد آپکے تشریف لانے کی خوشی سے آپس مین کہتے پھرتے تھے جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَجَآءَ

تفصیل ... ہم لڑکیان ہین اولاد نجار سے کیا خوب بات ہو کہ محمد ہمسایہ ... طالع ہوا بدر ہم پر ثنیات الوداع سے واجب ہے شکر ہمارے اوپر ... نبی اللہ آئے

رسول اللہ اور حبشی لوگ موافق اپنی عادت کے خوشی میں اگر نیزہ بازی کرتے تھے حضرت انس
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین مجکو یاد ہے کہ جس دن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف
لائے آپ کے نور عالم آرا سے در و دیوار مدینہ کا روشن ہوگیا جیسا آفتاب کے طلوع کے وقت
ہوتا ہے اور جس روز اس جہان فانی سے آپ چھپ گئے مدینہ ایسا تیرہ و تاریک ہوگیا جیسا
آفتاب غروب ہونے کے وقت ہوتا ہے محمد بن اسحق حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہین کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر کو مشرف فرمایا تو آپ نے
اپنے تشریف رکھنے کے واسطے نیچے کا مکان اختیار کیا اور مین اور میری والدہ اور میری
اولاد سب بالاخانے پر رہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے مان باپ تم پر قربان ہون
مجکو بالاخانے پر رہنے مین بہت تکلیف اس بات کی ہے کہ سرور انبیا نیچے کے مکان مین ہین اور
ہم لوگ اوپر چڑھکر بیٹھین یہ کمال بے ادبی اور گستاخی ہے یا رسول اللہ آپ بالاخانہ اختیار فرمائین
اور ہم لوگ نیچے کے مکان مین رہین فرمایا نیچے کے مکان مین ہمکو رہنا بہت مناسب ہے کہ لوگ
ہمارے ساتھ ہین اور کثرت سے ہر قسم کے لوگ ہماری ملاقات کو آتے ہین تم اور تمہارے اہل کا
اوپر ہی رہنا مناسب ہے ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک دن ہمارے رہنے کی
جگہہ پر ایک کوزہ پانی کا بھرا ٹوٹ گیا ہم لوگون نے نہایت گھبرا کر اوس پانی کے جذب کرنے کو
اپنا لحاف ڈال دیا اور سارا پانی اوٹھا لیا اور نیچے گرنے نہ دیا کہ مبادا یہ پانی نیچے گرے اور
آپ کے غلامون کو کچھ تکلیف پہونچے اور سوا اوسکے ہمارے پاس اوڑھنے کو کچھ اور نہ تھا
دوسری روایت مین آیا ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہمیشہ تضرع اور التماس مین
رہا کرتے تھے کہ بعد چند سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اونکی عرض کو قبول فرما کے
بالاخانے پر تشریف لے گئے اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور اوسکے اہل و عیال نیچے کے
مکان مین اوتر آئے اور بھی اونھین سے روایت ہے کہ جس زمانے مین حضرت سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ وغیرہ
آپ کے واسطے کھانا تیار کر کے بھیجا کرتے تھے ایک روز کسی نے اون مین سے کھانے
مین بہت تکلف کیا پیاز اور لہسن بھی اوس مین ڈالا اور حضور مین بھیجا آنحضرت صلوات اللہ علیہ

۵ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے وقت حضرت ... رضی اللہ عنہ ...

اوسکو نوش نہ فرمایا اور مکروہ رکھا لیکن اصحاب کرام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تم کھاؤ مین مثل
تمہارے نہین ہون میرا ایک مصاحب ہے کہ اوسکو اوسکی بو سے تکلیف ہوتی ہے مین نہین چاہتا
کہ اپنے صاحب کو تکلیف دون اور بھی اون سے روایت کرتے ہین کہ مین نے ایک روز حضرت
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا تیار کیا اوس مین لہسن پڑا تھا آپ نے اوس کھانے کو
نوش نفرمایا مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یا لہسن حرام ہے فرمایا نہین مگر مین ایک شخص سے
سرگوشی رکھتا ہون اس جہت سے اسکے کھانے کو مکروہ رکھتا ہون تم لوگ کھاؤ کچھ مضائقہ
نہین ہے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ پھر مین نے بھی نہ کھایا اور مکروہ رکھا کیونکہ
جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھین ہم کیونکر کھائین اور صحیح ترین روایت سے
ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر مین سات
مہینے تشریف رکھی اور دوسری روایتون مین ۱۲ یا ۹ اور کم بھی آیا ہے الحاصل جب حضرت
سلطان زمین و زمن صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین قیام پذیر ہوئے اور خاطر شریف مطمئن ہولی
تو ابو رافع اور زید بن حارثہ کو پانسو درہم اور دو اونٹ دیکر مکہ معظمہ کو بھیجا کہ جناب سیدہ
فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت ام کلثوم اور ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت
ام ایمن زوجہ حضرت زید رضی اللہ عنہما اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لے آوین اور ہمراہ اونکے
عبد اللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہوئے تاکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اونکی والدہ
ماجدہ ام رومان اور اسما بنت ابو بکر صدیق اور عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم عیال
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لے آوین یہ اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم حسب الحکم
عالی اون حضرات علیہم الرضوان کو لے آئے تو حضرت سید الرسل ہادی سبل سلطان کون و مکان
شفیع عاصیان صلوات اللہ وسلامہ علیہ فراغ بال کے ساتھ دعوت دین اور ابلاغ رسالت
رب العالمین مین مشغول ہوئے وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ مصرع کجا حد
سنت را ہنوز انکار می بینم ٭ جب یہ نعمت انصار با وقار کو حاصل ہوئی اور گمراہی اور کجروی اونکی
ہدایت اور رشد سے مبدل ہوئی تو یہود نامسعود نے بعلاقہ عداوت انصار حضرت سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم سے بھی حسد پیدا کیا اور طرح طرح کی خیانتین اور مفسدے کرنے لگے بعضون نے

ادن میں سے کمال کرو دشمنی کی اور جہان تک اون سے ہوسکا اپنے ہلاک اور جہنم واصل کرنے
قصور نہ کیا چنانچہ حیی بن اخطب اور اوسکا بھائی یاسر بن اخطب کہ سب یہودیوں سے عداوت
مین بڑھ گئی اور کمال حسد مین گرفتار ہوئے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کہ آخر کو فتح خیبر
مین یہودیون سے مخالفت کرکے اسلام لائین یقین روایت کرتی ہین کہ مین اپنے باپ اور چچا کے
نزدیک محبوب ترین اولاد تھی جب ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے تو وہ
دونون آپ کے دیکھنے کو گئے اور اول صبح سے غروب آفتاب ہونے تک آپ ہی کی ملازمت
مین حاضر رہے بعد اوسکے جب رات کو پھر کر آئے اتنے تھکے تھے کہ آتے ہی بیہوش ہو کر گر
مین اپنی عادت کے موافق اونکے پاس گئی مگر وہ تھکاوٹ کے جہت سے میری طرف کچھ متوجہ
نہوئے اس اوسیان مین میرے چچا نے میرے باپ سے اَهُوَ هُوَ یعنی آیا یہ وہی پیغمبر
آخر الزمان ہے کہ جسکی تعریف ہمنے توریت مین پڑھی تھی میرے باپ نے کہا نَعَم وَاللهِ یہ
چچا نے کہا کہ خوب یقین سے اسبات مین کہ وہی ہے نعم وَاللهِ اَنَّهٗ هُوَ یعنی ہان قسم خدا کی
یہ وہی ہے چچا نے کہا کہ تو اپنے دل مین اوسکی طرف سے کیا پاتا ہے محبت یا عداوت اوس نے
کہا اَلْعَدَاوَۃ وَاللهِ جبتک مین زندہ رہونگا اوسکی عداوت مین کوشش کرونگا
پھر دونون شقی ازلی حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت مین گرفتار رہے یہان تک
کہ آخر کو دونون وبال ونکال ابدی مین گرفتار ہوئے نعوذ باللہ منہما اور بعضے یہودیون
نے حیلہ ونفاق کو اپنی زندگی فانی اور مال جمع کرنے کا وسیلہ ٹھہرایا اونکے ساتھ ایک جماعت
اوس وخزرج بھی متفق ہو کر درکات جہنم مین پہنچے اور بعضے احبار اور علما یہود کہ حق تعالے نے
ازل سے سعادت اونکے نام مین لکھی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اسلام لائے اور
یقین کیا کہ جسکی تعریف ہمنے توریت مین پڑھی تھی یہی شخص ہے چنانچہ عبد اللہ بن سلام اوسی روز
کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب کے گھر مین تشریف لائے ملازمت مین
حاضر ہوئے اور اسلام لائے بیت مدتی بود کہ مشتاق لقایت بودم ۞ لاجرم زودی تراادیدم
از جا رفتم ۞ ولیکن حضرت صلوات اللہ علیہ سے اونھون نے عرض کیا کہ یہودیون کو میرے اسلام
کی خبر پانے سے پہلے بلاکر میرا حال پوچھئے اور اونکی خباثت اور کذب کا امتحان فرمایئے

عبد اللہ بن سلام ... کی اولاد سے تھے

ویسے ہی وہ میرے حق میں کیا کہتے ہیں اور کیسا اعتقاد رکھتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کچھ یہودیوں کو بلا کر فرمایا کہ اے گروہ یہود واسطے تمہارے کہ مجھپر ایمان نہیں لاتے باوجود اسبات کے
کہ تم مجھے خوب پہچانتے ہو اور یقیناً جانتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں وہ بولے واللہ ہم
تمکو نہیں پہچانتے اور تمہارا ذکر اپنی کتاب میں ہرگز نہیں پاتے فرمایا عبد اللہ بن سلام کے
باب میں کیا کہتے ہو وہ تمہاری قوم میں کس مرتبہ پر ہے کہا هُوَ سَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا وَاَعْلَمُنَا وَ
اِبْنُ اَعْلَمِنَا یعنی وہ ہمارا سردار اور سردار کا بیٹا ہے اور بڑا عالم اور بڑے عالم کا بیٹا ہے
فرمایا اگر وہ مجھپر ایمان لاوے اور میری سچائی پر گواہی دے تو تم لوگ بھی قبول رکھوگے یا
نہیں اونھوں نے کہا ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ تمپر ایمان لاوے اور تمہاری سچائی پر گواہی دے
حضرت سلطان زمین وزمان نے تین مرتبہ اس کلمہ کی تکرار فرمائی اور یہود نے تینوں مرتبہ
اوسی طرح جواب دیا آپ نے فرمایا کہ عبد اللہ بن سلام سے کہو باہر نکلے وہ حکم پاتے ہی باہر
نکل آئے اور اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے قوم تم جانتے ہو کہ یہ سچا رسول اور حقیقت
میں خدا کا بھیجا ہوا ہے تم کیوں منکر ہو کر اپنے تئیں شقاوت میں ڈالتے ہو یہودیوں نے کہا تو
جھوٹا ہے ہم کہاں جانتے ہیں کہ یہ خدا کا رسول ہے بعد اسکے عبد اللہ بن سلام کے حق میں
کہتے تھے هُوَ شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَاَجْهَلُنَا وَابْنُ اَجْهَلِنَا اور تفصیل مکر و خباثت یہود
کی کتب سیر اور تفاسیر سے معلوم کرلینا چاہیے قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ مَا اَحْمَقَهُمْ وَمَا اَشْقَاهُمْ اور
حقیقت میں یہود سے زیادہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی حقیقت کا جاننے والا
کوئی نہ تھا کہ وہ لوگ آسمانی کتابوں میں آپکے احوال اور اوصاف پڑھتے تھے اور آپ
کے نبی ہونے اور تشریف لانے کے منتظر رہا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو بشارت دیا کرتا تھا
ور آپکی خدمت سے سعادت حاصل کرنے کی وصیت کیا کرتا تھا جیسا اللہ تعالے
ارشاد فرماتا ہے یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ یعنی اس نبی کو ایسا پہچانتے
ہیں جیسا پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو یعنی علم یقین کر باوجود ایسے علم یقین
کے شقاوت اور وبال ابدی میں گرفتار رہے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ مصرع علمیکہ رہ بحق ننماید جہالتست

یعنی عبد اللہ بن سلام برا ہے اور برے کا بیٹا ہے اور برا جاہل اور جاہل کا بیٹا ہے ۱۲

سیر اور تواریخ اس بات پر متفق ہین کہ مدت اقامت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ
مین دس برس تھے اور اتنی مدت مین جتنے حوادث اور وقائع از قسم غزوات اور سریات اور فتوح
اور فیوضات اور شرائع و احکام کہ عالم کو انوار ہدایت اور اسرار حکمت سے منور فرمایا وہ
سیر کی کتابون مین موجود ہین چونکہ ہمکو مقصود ذکر احوال طیبہ طیبہ ہے اسواسطے اون وقائع کو
مبسوطا اس کتاب مین ذکر نہین کرتے انشا اللہ تعالی ایک کتاب علیحدہ اس مضمون مین لکھین
واللہ الموفق ولیکن باوجود اسکے کچھ ذکر اجمالی اون وقائع اور حوادث کا جو سنین ہجرت مین
ہوئے مناسب ہے اسواسطے کہ ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ اور چونکہ مقصود اختصار
اور اجمال ہے اسواسطے بیان روایات اور اختلافات کو جو تعیین تاریخ وغیرہ مین واقع ہوئے ہین ترک کرنا
مناسب معلوم ہوا جاننا چاہیے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے پہلے سن مین بعد بنا
مسجد قبا اور عمارت مسجد شریف مدینہ مطہرہ اور بعد مواخات کرنے درمیان مہاجرین اور انصار
کے بحکم پروردگار تعالی و تقدس قتال کفار پر آمادہ ہوئے کہ عالم سے شر و فساد و کفر جاہلیت
اب شمشیر سے دھو ڈالین اور نور علم و ایمان سے جہان کو منور کرین پس بعد گیارہ مہینے کے
دوسری صفر کو واسطے غزوہ ابوا کے طالب کفار قریش مین ساٹھ آدمی لیکر برآمد ہوئے اور
وودان مین کہ ایک جگہ ہے قریب ابوا کے اون لوگون سے ملاقی ہوئے لیکن بغیر قتال
واقع ہوئے مدینہ مطہرہ کو پھر آئے اور اسی سال مین حمزہ بن المطلب رضی اللہ عنہ کو جھنڈا سپید
دیکر تیس سوار مہاجرین کے ساتھ سیف البحر کی طرف ابوجہل لعین کے قافلے پر کہ
تین سو سوار کے ساتھ اودھر سے گذرتا تھا بھیجا پس ایک گروہ عرب نے درمیان مین
پڑکر فریقین مین صلح کروادی اور عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کو ساٹھ اور ایک قول پر
اسی مہاجرین ساتھ کرکے اور ایک لوا اونکے ہاتھ مین دیکر ایک جماعت عظیم پر کہ ابوسفیان
اونکا سردار تھا اور بعضون کے نزدیک عکرمہ بن ابی جہل بھیجا بعضے کہتے ہین کہ اسلام مین
جو اول لوا درست کیا گیا یہی تھا اور میان انکے لڑائی واقع نہین ہوئی سوا اس بات کے کہ
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کفار کی طرف تیر پھینکا اور یہ اول تیر تھا کہ خدا کی
راہ مین پھینکا گیا از جملہ مناقب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے یہ بھی ہے اور اسی سال کے

ابتدا مین حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا اسلام لائے اور اسی سال مین
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور عمر انکی ایک روایت پر ساڑھے تین سو برس کی
اور ایک قول پر اڑھائی سو برس کی تھی اور اتنی مدت تک دین حق کی طلب اور شوق ملازمت
حضرت خاتم الانبیا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین پھرا کیے اور وہ پہلے مجوس فارس سے
پیچھے پھر دین نصاری مین آئے پھر ایک عالم نصرانی کی وصیت سے دین محمدی حاصل
کرنے کے شوق مین مدینہ منورہ مین پہونچے اور اتنی عمر مین دس جگہہ سے زیادہ بیچے گئے اور
غلام بنائے گئے آخر کو جب ظہور نور نبوت اور خاتمیت ہوا مشرف اسلام سے مشرف ہوئے
رضی اللہ عنہ اور اسی سال مین ایک بھیڑیے نے مدینے کے باہر باتین کین اور حقیقت نبوت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون کو خبر دی اور اسی سال مین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ
علیہا اور دوسری صاحبزادیان رضی اللہ عنہن اور حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کو مع عیال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو طلب
فرمایا اور اسی سال مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بعد سات مہینے ہجرت سے زفاف
فرمایا اور ایک روایت پر زفاف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوسرے سال مین ہے لیکن
پہلا قول صحیح تر اور معتبر تر ہے اور اسی سال مین بعد ایک مہینے کے ہجرت سے حضر مین
نماز چہار رگان فرض ہوئی ہجرت سے پہلے دو رکعت تھی جس طرح اب سفر مین پڑھتے
ہین اور اسی سال مین طریقہ اذان مشروع ہوا اور روز عاشورہ کے روزے کا حکم
فرمایا پس بعد نازل ہونے حکم روزہ ماہ رمضان کے وہ اہتمام اور مبالغہ جو روزہ عاشورہ
مین تھا نہ رہا فقط اوسکا استحباب اب تک باقی ہے اور آخر عمر شریف مین فرمایا کہ اگر سال
آیندہ تک پہونچون گا تو نوین تاریخ محرم کو بھی روزہ رکھون گا اور دوسرے سن مین ہجرت سے
ربیع الاول مین واسطے غزوہ بواط کے دو سو صحابہ ساتھ لے کر قافلہ قریش سے کہ امیہ بن
خلف اون مین تھا مقابل ہوئے لیکن قتال کی نوبت نہ آئی اوسی طرح مدینہ
منورہ کو رجوع فرمایا اور جمادی الاولی مین واسطے غزوہ عشیرہ کے برآمد ہوئے اور اولاد مدلج
اور اولاد ضمیرہ مین مصالحہ فرما کر بغیر واقع ہونے قتال کے رجوع فرمایا بعد اسکے سعد بن

ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو آٹھ سوار مہاجرین ساتھ کر کے بھیجا وہ بھی بغیر لڑائی کے پھر آئے
بعد اسکے کرز بن جابر فہری مواشی مدینہ لوٹ لے گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا تعاقب
بدر تک کیا لیکن وہ ایسا بھاگا کہ ہاتھ نہ لگا اس غزوے کو بدر اولی کہتے ہین اور اسی سال مین
اواخر جمادی الآخرہ مین عبد اللہ بن جحش اسدی کو کہ آپ کی پھپھی کے بیٹے تھے آٹھ سوار ایک قول پر بارہ
سوار ساتھ کر کے قریش کا قافلہ مارنے کو بھیجا اونھون نے قافلہ قریش کے ساتھ کہ تجارت شام
سے آتا تھا قریب مکہ معظمہ کے پاکر غرہ رجب کو اس گمان سے کہ سلخ جمادی الاخری ہے قتال کیا اور
مال لوٹا یہ لوٹ پہلی غنائم اسلام سے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لڑائی رجب مین واقع ہونے
سے کہ اللہ تعالی نے اس مہینے کو اشہر حرم مین داخل کیا ہے خلاف مرضی مبارک ہوئی اور غنیمت
اون سے قبول نفرمایا یہانتک آیۂ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّہْرِ الْحَرَامِ الخ نازل ہوئی پھر حضرت
سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی جل سلطانہ سے غنیمت کو قبض فرما کر بانٹ دیا
اور اوس سریہ مین عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین لکھتے تھے اور وہ جو کہتے ہین کہ اول
جس شخص نے امیر المومنین کا خطاب پایا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہین اوس سے یہ مراد
ہے کہ خلفا مین اول جسکو امیر المومنین کہتے تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہین نہ مطلق صرح بہ العلما
اور اسی سال مین صفر کے مہینے مین اور ایک روایت پر رجب مین فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو
علی مرتضی سلام اللہ علیہ کے نکاح مین دیا عمر شریف حضرت زہرا کی اوس وقت سولہ برس کی تھی اور
ایک روایت پر اٹھارہ برس کی اور سن شریف حضرت مرتضی کا اکیس برس پانچ مہینے کا تھا اور
اسی سال مین بعد سترہ مہینے کے ہجرت سے بیت المقدس کی طرف سے کعبے کیطرف قبلہ کی
تحویل ہوئی اور اسی سال مین ماہ شعبان مین فرضیت رمضان اور وجوب صدقہ فطر نازل ہوا
اور مصلای مدینہ مین نماز عید پڑھی گئی اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت سے بیس مہینے
کے بعد پیدا ہوئے ہجرت کے بعد اول مولود وہی ہین اور اسی سال مین شروع ماہ رمضان کو
غزوۂ بدر کبری واقع ہوا کہ کافرون کو ذلت اور مسلمانون کو عزت حاصل ہوئی اور ابو جہل لعین
مع ستر سردارون قریش کے جہنم واصل ہوا اور ستر آدمی اونکے گرفتار ہوگئے آپ کے عباس
بن عبد المطلب اور عقیل بن ابی طالب بھی جملہ اونکے تھے اور ابولہب بھاگ کر مکہ معظمہ مین پہونچکر

مرض عدسہ مین گرفتار ہوکر سات دن کے بعد مرگیا اور لشکر اسلام مین آٹھہ انصار اور پانچ مہاجر درجہ شہادت کو پہونچے اور مسلمان اس غزوہ مین تین سو تیرہ تھے ستتھر مہاجرین اور دو سے چھتیس انصار اور ستر اونٹ اور دو گھوڑے اور آٹھہ تلوارین اور چھہ زرہین تھین اور مشرکین ساڑھے نو سے تھے اور سو گھوڑے اور ذوالفقار اسی غزوہ مین ہاتھہ آئی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنے ساتھہ مخصوص کی تھی اور اسی روز روم نے فارس پر فتح پائی کہ مسلمانون کو موجب زیادت خرمی کا ہوا اور انھین دنون مین رقیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نکاح مین تھین مدینہ منورہ مین وفات پائی اور اسامہ بن زید اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اونکے دفن مین مشغول تھے کہ اس فتح عظیم کی بشارت مدینہ منورہ مین پونہچی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین پہونچنے سے سات دن کے بعد بنی سلیم پر غزا فرمانے کو برآمد ہوکر مقام کدر تک پہونچکر تین دن وہین اقامت فرماکر بغیر وقوع حرب و قتال پھر آئے اور اسی سال مین عصما بنت مروان ماری گئی اور اسی سال مین نصف شوال روز شنبہ کو واسطے غزوہ بنی قینقاع کے برآمد ہوئے اور پندرہ روز تک اونکو محاصرہ مین رکھا آخر کو عبداللہ بن ابی منافق کی سفارش سے اونکے قتل سے باز رہے لیکن جلای وطن کر دینے کا اتفاق ہوا اور اسی سال مین نماز عید اضحی پڑھی گئی اور اسی سال مین امیہ بن ابی الصلت شاعر مرگیا یہ ابن الصلت ایام جاہلیت مین کتابہاے مقدسہ پڑھکر نصرانی ہوگیا تھا اور بت پرستی اوسنے چھوڑ دی تھی اور علمای اہل کتاب سے خبر نبی آخرالزمان سنکر اوس نور کے ظہور کا منتظر تھا اور اپنی ذات مین فضائل دیکھکر گمان اپنے متصف ہونے کا اس صفت کاملہ کے ساتھہ رکھتا تھا جب خبر ظہور نبوت و رسالت و خاتمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی حسد کھاکر نکال اخروی مین گرفتار ہوا نعوذ باللہ من الضلال حضرت سرور دین و دنیا علیہ آلاف التحیۃ والثنا نے اوسکے اشعار کہ متضمن علم و حکمت تھی استماع فرماکر فرمایا آمَنَ لِسَانُہٗ وَکَفَرَ قَلْبُہٗ اور ایک روایت مین ہے اٰمَنَ شِعْرُہٗ وَکَفَرَ قَلْبُہٗ یعنی ایمان لایا شعر اوسکا اور کافر ہوگیا دل اوسکا واللہ الہادی وھو المضل اور تیسرے سن مین پانچوین ذی حجہ کو غزوہ سویق تھا کہ ابوسفیان نے بعد غزوہ بدر کے قسم کھائی تھی اور اپنے اوپر تیل اور

ع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ۔۔۔ عثمان کی بیوی تھی ۱۲

ع بنی قینقاع ایک قبیلہ یہود کا نام ہے ۱۲

ع اوسکی زبان ایمان لائی اور دل کافر رہا اوسکا دل ۱۲

غسل جنابت حرام کیا تھا کہ جبتک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بدر کا بدلا نہ لے اپنی جگہ پر نہ بیٹھے پس دو سو سوار لے کر مکہ معظمہ سے اوس جگہہ تک کہ وہان سے مدینہ طیبہ تین میل باقی تھا آکر ایک انصاری کو پاکر شہید کیا اور تھوڑے سے کھجور اوسکے حوالی مین تھے لوٹ کر بھاگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سے سوار سے اوسکا تعاقب کیا وہ اور اوسکی جماعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوف سے تھیلی ستوون کی کہ اپنے زاد راہ کے واسطے اوٹھا لے تھے پھینک کر بھاگتے چلے جاتے تھے اسی جہت سے اس غزوے کا نام غزوۂ سویق ہے پانچ روز کے بعد حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کو پھر آئے بقیہ ذی حجہ یہان تشریف رکھکر بقصد غزوۂ نجد برآمد ہوئے اور صفر کے مہینے تک وہین تشریف رکھکر بغیر محاربہ اور قتال رجوع فرماکر اکثر مہینا ربیع الاول کا مدینے مین کاٹ کر پھر قریش کی طلب مین بحران کی طرف برآمد ہوکر ربیع الاول اور جمادی الاولی وہین بسر کرکے وہان سے بھی بغیر وقوع واقعہ مدینۂ مطہرہ کو پھر آئے پھر شوال مین زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ذی قرد پر بھیجا وہ قافلہ قریش کو کہ ابوسفیان بھی اون مین تھا غارت کرکے چاندی بہت سی لوٹ کر لائے اور اسی سال مین محمد بن مسلمہ نے چار آدمی کے ساتھ جاکر کعب بن الاشرف یہودی کو کہ اکثر مسلمانون کی ہجو کیا کرتا تھا اور کشتگان بدر پر رویا کرتا تھا اور مشرکون کو مسلمانون کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دیا کرتا تھا جہنم واصل کیا اور اسی سال مین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نکاح مین لائے اور شعبان مین سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا اس سے پہلے وہ خنیس بن حذافہ بدری کے عقد مین تھین وہ مدینے مین انتقال کر گئے اور رمضان مین حضرت زینب بنت خزیمہ کو کہ کثرت اطعام مساکین سے ام المساکین کہلاتی تھین اپنے نکاح مین لائے اونھون نے اٹھارہ دن کے بعد اور ایک قول پہ دو مہینے کے بعد اور ایک قول پر تین مہینے کے بعد وفات فرمایا اور اسی سال مین امام المومنین حسن ابن علی ابن ابی طالب سلام علیہما النصف رمضان مین پیدا ہوئے اور ولادت امام شہید حسین بن علی سلام اللہ علیہما کی سن مین چوتھی یا پانچوین شعبان کو ہوئی اور اسی سال مین چوتھی شوال کو غزوہ

واقع ہوا کہ اوس مین دندان مبارک اور شفت شریف زخمی ہوئے اور سید الشہدا سیدنا حمزہ
بن عبد المطلب مع ستر صحابی مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے شرف شہادت کو پہونچے
اور بائیس مشرک جہنم واصل ہوئے اور سردار مشرکون کا ابوسفیان تھا اور بعد غزوۂ احد کے
غزوۂ حمراء الاسد واقع ہوا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد سے رجوع
فرماکر اوسکے دوسرے دن سولھوین شوال کو اوسی حالت مین اونھین لوگون کو ساتھ
لیکر جو جنگ احد مین حاضر تھے دشمنان دین کا تعاقب کیا تاکہ وہ یہ سمجھانین کہ مردان دین
نے ضعف اور شکستگی پائی آٹھہ میل تک مدینے سے باہر تشریف لیجاکر تین روز وہین اقامت
فرماکر رجوع فرمایا اور اسی سال مین ولادت امام حسن علیہ السلام سے پچاس دن کے
بعد امام حسین علیہ السلام حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پیٹ مین رہے چوتھے سن
مین سریۂ بیر معونہ واقع ہوا کہ ستر جوان انصاری قرا وہان شہید ہوئے اور سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز تک صبح کی قنوت مین اونھین قاتلین کے حق مین بد دعا
کی اور اوسی سال مین سریۂ رجیع واقع ہوا کہ ایک گروہ مشرکین نے آکر بیعت اسلام کی
اور ایک جماعت کو صحابۂ کرام سے تعلیم احکام دین کا بہانہ کرکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے اجازت لیکر اپنے ہمراہ لے گئے اور مقام رجیع مین پہونچکر غدر عہد کرکے قبیلۂ بنی ہذیل کو
بلاکر بعضے صحابہ کو شہید کیا اور بعضون کو گرفتار کرکے کفار مکہ کے ہاتھ بیچا کہ کشتگان بدر کے
انتقام مین اونکو قتل کرین از جملہ شہیدان رجیع ایک عاصم بن ثابت تھے کہ حق سبحانہ تعالی نے
موافق اونکی دعا کے اونکے بدن کو کفار کے مس سے محفوظ رکھا ایک
لشکر بھڑون کا بھیجا کہ اونکی لاش مبارک کو گرد سے آکر گھیر لیا کہ کوئی کافر اونکے پاس آنہ سکا
جب رات ہوئی تو اللہ تعالی نے ایک سیل بھیجی کہ اونکی لاش کو اوٹھا کر لے گئی اور
اسی سال مین ربیع الاول کے مہینے مین غزوۂ بنی نضیر واقع ہوا چھہ روز تک
اونکو محاصرے مین رکھا آخر کو وہ لوگ شام اور خیبر کی طرف جلائے وطن پر راضی
ہوکر نکل گئے اور اسی سال مین مہینے ذیقعدہ مین غزوۂ بدر صغری واقع ہوا کہ ابوسفیان نے
جنگ احد سے پھرتے وقت منادی کی تھی کہ ہم اور تم سر سال بدر پہ آکر محاربہ اور قتال کرین

جب وعدے کے دن نزدیک پہنچے ابوسفیان نے نعیم بن مسعود کو بیس اونٹ دینے
وعدہ دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگوں کو لڑائی کے واسطے باہر نکلنے سے ڈرائے
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ڈیڑھ ہزار صحابی رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے ساتھ لیے گئے
اور پھر سالما غانما مدینہ منورہ کو رجوع فرمایا شان نزول آیہ کریمہ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّا
اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ الآیہ کا یہی قضیہ تھا اور اسی سال میں زید بن
ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے خط اور کتابت یہود کی
سیکھی تاکہ اونکے خفیات اور اسرار کو دریافت کر لیا کریں اور اسی سال کے ذیقعدہ میں
رجم یہودی اور یہودیہ واقع ہوا اور اسی سال میں وقت محاصرہ بنی نضیر شراب کی حرمت نازل
ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ تحریم خمر تیسرے سال میں ہوئی اور تحقیق یہ ہے کہ تحریم خمر چند بار
ہوئی آخر کو قول راجح پر اسی سال میں اور ایک قول پر چھٹے سال میں جس میں غزوہ حدیبیہ
واقع ہوا آیہ کریمہ یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ نازل ہوئی اور حرمت شراب کی علی الاطلاق
قطعی ہو گئی اور اسی سال میں شوال کے مہینے میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں
لائے پہلے زوج اونکے ابوسلمہ تھے اور اسی سال میں زینب بنت خزیمہ ام المومنین اور
فاطمہ بنت اسد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ نے انتقال فرمایا پانچویں سن میں ربیع الاول
میں غزوہ دومۃ الجندل تھا اوس میں بھی مقاتلہ اور مجادلہ واقع نہیں ہوا اور محرم میں غزوہ
ذات الرقاع اوس میں صلوٰۃ خوف شروع ہوئے اور اس غزوے کے ذات الرقاع
کہلانے میں اقوال ہیں صحیح ترین اقوال یہ ہے کہ صاحب صحیح بخاری حضرت ابوموسیٰ اشعری
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیادہ اور
ننگے پاؤں ہونے کی جہت سے پاؤں میں چیتھڑے لپیٹ لیے تھے اور بعضے کہتے ہیں
کہ ذات الرقاع ایک درخت کا نام ہے یا ایک جگہ کا نام ہے کہ بعضی زمین اوسکی سیاہ ہے اور بعضی
سفید اور اسی سال میں شعبان کی دوسری تاریخ غزوہ مریسیع واقع ہوا مریسیع ایک پانی کا نام کہ
بنی خزاعہ کی طرف منسوب ہے اور اس غزوے کو بنی المصطلق بھی کہتے ہیں اور جویریہ

الحارث کہ اصلی نام اونکا برہ ہے اسی غزوہ مین گرفتار ہوکرآئین تھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو آزاد فرماکر اپنے نکاح مین لائے اور اسی سال مین حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگی اور اسی سال مین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ہوا اور ایک روایت پر آیۂ تیمم اسی سال مین نازل ہوئی اور اسی سال مین ذی قعدہ کے مہینے مین غزوۂ خندق جسکو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہین واقع ہوا اور اوس غزوے مین حضرت سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے شمشیر ذوالفقار جناب حیدر کرار علی مرتضی سلام اللہ علیہ کی کمر شریف پر باندھی اور نعیم بن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر اسلام لائے اور آپ کے حکم شریف سے اونھون نے قبائل یہود اور کفار قریش مین کہ ابوسفیان اونکا سردار تھا بلطائف الحیل سے تفرقہ اور مخالفت ڈالدی کہ ہر ایک اون مین سے مخذول ہوا اور اس غزوے مین چھہ مسلمان شہید ہوئے اور تین کافر مارے گئے اور کفار کے لشکر پر ایسی ہوا مسلط ہوئی کہ پھر کفار قریش مدینے کے گرد ٹھہر نہ سکے جناب سید الانس والجان علیہ آلاف الصلوۃ والسلام من الملک المنان جس وقت اس غزوے کی مہم سے فارغ ہوئے اوسی ساعت جبریل امین علیہ السلام آئے اور غزوۂ بنی قریظہ کا حکم لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق حکم رب جلیل اون کفار کو محصور کیا اور پچیس روز محاصرے مین رکھا پھر بعد اونکے اوترنے کے اونکے راضی ہونے سے حکم سعد بن معاذ پر سبکو قتل کیا اور حیی بن اخطب یہودی بھی وہین مخذول ہوا اور اسی سال مین قصہ ابولبابہ کا کہ اونھون نے اپنے تئین مسجد کے ستون مین باندھا تھا واقع ہوا اور اسی سال مین صلوۃ خسوف شروع ہوئی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گرے اور ران شریف مین صدمہ پہونچا کہ پانچ روز تک دولت سرا کے اندر نماز بیٹھہ کر ادا کی اور اسی سال مین قول اصح پر اور جمہور کے قول پر چھٹے سال مین اور ایک جماعت علما کے قول پر نوین سال مین حج کی فرضیت نازل ہوئی چھٹے سن مین غزوۂ بنی لحیان واقع ہوا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم دو سے سوار سے رجیع والون کی طلب مین جنھون نے بیر معونہ پر قرا کو شہید کیا تھا برآمد ہوئے اور قریب وادی عطفان کے نزول فرمایا بنولحیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈر سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹیون پر چڑھ گئے

اور اس غزوے مین والدۂ شریفہ کی قبر پر تشریف لا کر روئے آپ کے رونے سے صحابہ کرام
بھی روئے جیسا کہ مشہور ہے اور اسی سال مین غزوۂ غابہ ہے کہ غطفان حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی اونٹنیون کو لوٹ لے گئے اور سلمہ بن اکوع اون لوگون پر دوڑ مار کر اونٹنیان چھین
لا لائے اور اوسی سال مین قضیہ نماز استسقا واقع ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت دعا
شریف سے سات روز متصل پانی برسا اور اسی سال کے ماہ شوال مین قضیہ عرنیین ہوا اور
اسی سال مین غزوۂ حدیبیہ واقع ہوا اور ایک قول پر غزوۂ بنی المصطلق اور جویریہ بنت الحارث
گرفتار آنا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تہمت لگنا اسی سال مین تھا اور انگوٹھی شریف کا
اور بادشاہان آفاق کی طرف قاصدون کو روانہ فرمانا اور مقوقس بادشاہ اسکندریہ
کا ماریہ قبطیہ اور اوسکی بہن سیرین اور حمار یعفور اور بغلہ دلدل کو جناب رسالت صلی اللہ علیہ
وسلم کے حضور مین بطور ہدیہ کے بھیجنا اسی سال مین واقع ہوا حضرت سید الرسل صلی اللہ
علیہ وسلم نے ماریہ قبطیہ کو اپنے واسطے اختیار فرمایا اور سیرین کو حسان بن ثابت کو بخشا
اور یعفور حجۃ الوداع سے پھرنے کے وقت مرگیا اور دلدل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت
تک زندہ رہا اور اسی سال مین کسوف آفتاب واقع ہوا اور نماز کسوف مشروع ہوئی اور
اسی سال مین خولہ نے اپنے زوج کے ظہار سے شکایت کی اور سورہ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ
الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا نازل ہوئی اور اسی سال مین ام رومان حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا اور عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی والدہ نے وفات فرمائی
اور اسلام لانا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ قبیلہ اوس کے ساتھ مدینہ مطہرہ مین آئے
اوس زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر مین تھے وہ خیبر مین حاضر ہو کر غزوۂ خیبر مین
شریک اسی سال کے آخر مین تھا ساتوین سن مین غزوۂ خیبر واقع ہوا کہ امیر المؤمنین علی سلام
اللہ علیہ نے جب سپر اونکے دست مبارک سے گرگئی خیبر کے دروازے کو کہ سات آدمی
اور ایک قول پر چالیس آدمی کمال قوت سے پھیر نہ سکتے تھے اوکھاڑ لیا اور سپر کی جگہ
اوسکو سپر بنایا اور جبتک فتح نہوئی ہاتھ سے نہ پھینکا اوس غزوے مین لشکریان اسلام سے
گیارہ آدمی شہید ہوئے اور یہودیون مین سے ترانوے آدمی جہنم کو گئے اور صفیہ بنت

جنی یہ اولاد حضرت ہارون علیہ السلام سے ہیں اسی غزوے میں قید ہو کر آئیں تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو آزاد فرما کر اپنے نکاح شریف میں لائے اور یہود کا زہر لانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طعام شریف میں اسی غزوے میں واقع ہوا اور آفتاب کا بعد غروب ہو جانے کے بسبب فوت ہو جانے نماز جناب مرتضوی کے کہ سر مبارک جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات حالت وحی میں اونکی گود میں تھا اسی غزوے میں واقع ہوا اور اسی غزوے میں کھانا حمار اہلی اور جانوران درندہ کا اور بیع مال غنیمت کا تقسیم سے پہلے اور وطی کرنا لونڈیوں کا استبرا سے پہلے منع ہوا اور اسی غزوے میں نکاح متعہ حرام ہوا اور ابتدائے اسلام میں اسوقت تک حلال تھا بعد اسکے اوطاس کے دن دوسری بار متعہ مباح ہوا بعد تین روز کے حرام ہوا حرمت قطعی تا قیام قیامت تک جمیع علما کا اس بات پر اتفاق ہے اور مخالف اس مسئلہ میں کوئی نہیں ہے سوا رافض کے اور قضیہ لیلۃ التعریس اور آرام فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا نماز صبح کے وقت اور قضا پڑھنا اوس نماز کا اذان اور اقامت اور جماعت کے ساتھ خیبر سے پھرتے کے وقت واقع ہوا اور اسی سال میں ام حبیبہ بنت ابوسفیان کو کہ اپنے زوج کے ساتھ حبش کو گئی تھیں اور وہاں اونکے زوج کا انتقال ہوگیا نجاشی بادشاہ حبشہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تزویج کیا اور ایک قول پر یہ نکاح چھٹے سن میں ہوا اور اسی سال میں حضرت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات اکبر سے سوار کے ساتھ عمرہ قضا بجالائے اور پھرتے وقت میمونہ بنت الحارث کو موضع سرف میں کہ مکہ معظمہ کے قریب ہے نکاح میں لائے اور اسی جگہ اونکے ساتھ خلوت فرمائی اور اونکا انتقال بھی سن ترسٹھ ہجری میں اوسی جگہ واقع ہوا اور اب قبر شریف بھی اونکی وہیں مشہور ہے اور میمونہ رضی اللہ عنہا سب بی بیوں سے پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور سب بی بیوں سے پیچھے انتقال اس عالم فانی سے فرمایا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ سب امہات المومنین سے پیچھے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے وفات فرمائی واللہ اعلم اور آٹھویں سن میں صفر کے مہینے میں عمرو بن العاص و خالد بن الولید و عثمان بن ابی طلحہ

مدینہ منورہ وہین ہجرت کر آئے اور مشرف اسلام سے مشرف ہوئے بعضوں کے نزدیک ۱۰
حضرات کا اسلام ساتوین سن کے اواخر مین واقع ہوا اور محرم مین ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا
ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے آپ نے اون کے پیدا ہونے کی
پونہچانے والے کو ایک غلام عنایت فرمایا اور اس سال مین مسجد نبوی مین
رکھا گیا اور ایک روایت پر سالوین سن مین اور اسی سال مین سریہ موتہ واقع ہوا کہ حارث
بن عمیر کو ملک بصری کی طرف نامہ مبارک دے کر بھیجا اور شرجیل بن عمرو غسانی نے اونکو
شہید کیا پس حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو تین ہزار آدمی ساتھ
دے کر شرجیل پر بھیجا شرجیل نے لاکھ آدمی سے زیادہ جمع کرکے لڑائی سخت کی جھنڈا اسلام
کا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین تھا وہ شہید ہوکر گرے تو جھنڈے کو جعفر بن
طالب رضی اللہ عنہ نے لیا وہ بھی شہید ہوئے تو عبد اللہ بن رواحہ نے لیا جیسا کہ
عالم پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اشارہ اوس طرف کیا تھا آخر کو فتح نصیب خالد
بن ولید ہوئی اور خطاب سیف اللہ کا پایا اور جعفر بن ابی طالب کو لقب طیار کا ملا اور
اسی سال مین سریہ خبطہ ہوا کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ قافلہ قریش
کی طلب مین نکلے تھے اونکے ساتھ کا کھانا تمام ہوچکا تو دریا نے دابہ عنبر کو کہ نہایت
عظیم تھا جیسا کتب سیر مین مذکور ہے اونکے واسطے کنارے پر پھینکا صحابہ نے آدھے
مہینے تک اور ایک قول پر ایک مہینے کے قریب تک اوسی کو کھایا اور اسی سال
مین فتح مکہ معظمہ واقع ہوئی کہ دسوین ماہ مبارک رمضان کو حضرت عالم و عالمیان
آپ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار آدمی لے کر مدینہ منورہ سے برآمد ہوئے عباس بن
عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہ مع اپنے عیال کے ہجرت کیے ہوئے آتے تھے جحفہ کے
مقام مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہوئے اور پہلے اس سے بحکم رسالت
مکہ معظمہ مین اپنی سقایت زمزم پر قائم تھے اور اسلام حضرت معاویہ اور ابو سفیان
اونکی زوجہ ہندہ اور عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ کا اسی سال مین واقع ہوا حضرت صلی
علیہ وسلم نے بعد فتح مکہ عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا حکم دیا تھا آخر کو اونکی بی بی حکیم

بنت الحارث اسلام لاکر عکرمہ کی طرف سے امان مانگ کر حضور حضرت رسالت مین لائین عکرمہ بھی حاضر ہوتے ہی مسلمان ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت مین اجنادین کے روز شہید ہوئے اور جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام مین داخل ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے باپ ابو قحافہ کو آپ کے حضور مین لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بٹھایا اور اونکے سینے پر دست مبارک اپنا پھیرا آپ کے دست مبارک کی برکت سے ابو قحافہ مسلمان ہوئے اور جسوقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ابو قحافہ کو خدمت مین لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمنے بوڑھے کو کیون تکلیف دی ہمین اونکے پاس آجاتے اور یہ فتح مبارک بیسوین رمضان کو واقع ہوئی حضرت سرور دین و دنیا علیہ الصلوۃ والثنا نے مکہ معظمہ مین پندرہ روز اقامت فرمائی اتنے دنون ہر رو حوالی ملک مین سرایات بھیجا کیے خدا کے فضل سے ہر طرف فتح نمایان ہوتی رہی حضرت خالد بن ولید کو عزی کے توڑنے پہ اور عمرو بن عاص کو سواع پر اور سعد بن قیس کو منات پر تعینات فرمایا اور شرک اور فساد کے نام ونشان کو بالکل وہان سے کھو دیا بعد اوسکے دسوین شوال کو دس ہزار اہل مدینہ اور دو ہزار طلقائی مکہ ہمراہ لے کر حنین کی طرف برآمد ہوئے بعضے اصحاب کو اپنے لشکر کی شوکت اور کثرت پر نظر پڑی تو کہنے لگے کہ اب ہم ہرگز شکست نہ کھائین گے غیرت بارگاہ خداوندی مقتضی امتحان اور ابتلا ہوئی گو نہ ہزیمت لشکر اسلام مین پیدا ہوئی اوس حالت مین بعضے نو مسلمون نے کہ اوسوقت تک اونکے سینے نجاست شرک اور کینے سے خوب پاک نہوئے تھے اپنے خبث باطن کو ظاہر کیا کسی نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایسے بھاگے کہ کنارے دریا تک نہ ٹھہرینگے دوسرے نے کہا کہ آج وہ دن آیا ہے کہ سحر اور ساحری باطل ہو جائے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالے سے فتح اور نصرت مانگ کر تھوڑے سنگریزے اوٹھا کر کفار کی طرف پھینکے بہ مجرد پھینکنے کے لشکر کفار کو شکست فاش ہوئی اس غزوے مین چار مسلمان شہید ہوئے اور مشرکان جہنم مین گئے پھر ابو عامر اشعری کو ایک جماعت صحابہ کی ساتھ اوطاس کی طرف روانہ فرمایا وہان سے بہت غنائم ہاتھ آئے چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے زیادہ بکریان اور چار ہزار

ر وقیہ چاندی کی اور چھ ہزار آدمی گرفتار ہوئے منجملہ اسیران شیما بنت الحارث رضاعی ہمشیرہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھین آپ نے اونکا اکرام کیا اور انعام اونکے اہل وعیال
کی طرف بھیجدیا اور بعد اسکے آپ طائف کی طرف تشریف لائے وہان والون کو اٹھارہ
روز تک محاصرے مین رکھا پھر منادی کرنے کا حکم دیا کہ جو کوئی باہر آوے آزاد ہے
بیس مین آدمی سے زیادہ نکل آئے ابو بکرہ بھی اونھین مین سے ہین کہ اپنے تئین [illegible]
حوال کر کے نیچے اوترے آپکے بارہ صحابی طائف مین درجہ شہادت کو پہونچے اور طائف سے
بغیر اتمام فتح اور نصرت کے مراجعت فرما کر جعرانہ سے احرام باندھکر چھٹی ذی قعدہ
کو عمرہ لائے اور اوسی مقام مین غنائم حنین کو تقسیم فرمایا اور گروہ ہوازن حاضر ہوکر
ایمان لائے آنجناب علیہ الصلوۃ والسلام نے اونکے اموال اور اونکے قیدیون کو
پھیر دیا بعد اونکے مالک بن عوف اوس قوم کا سردار آکر مسلمان ہوا آپ نے سو اونٹ اوسکو
انعام فرمائے اور اوسکے اہل وعیال کو پھیر دیا اور اوسکو طائف کا عامل کیا اور اسی مقام مین
بعضے نادان عرب نے طلب غنائم اور قسمت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ کیا
اور جناب سید الانس والجان علیہ السلام کو ایک درخت کے نیچے گھیرا اور چادر مبارک
اوتار لی اور بعضے جوانان انصار نے بھی اوہ غنیمت مین کچھ کلام کیا حضرت سید الرسل
ہادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم نے متاع دنیا کی تحقیر اور تصغیر فرما کر ثواب خاص آخرت
اور عنایات مخصوصہ اپنے سے مبشر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ یہ متاع دنیا سہل ہے یہ لوگ نئی
قوم سے ہین اور ضعیف الایمان ہین اونکے اموال اور اسباب گئے اور بلاد اور املاک
اونکے ہاتھون سے نکل گئے ہین مین نے چاہا کہ اونکے اموال پھیر دون تاکہ انکے ایمانون مین
تزلزل نہ آوے بعد اسکے عتاب بن اسید و معاذ کو مکہ معظمہ مین خلیفہ کرکے آپ نے مدینہ
مطہرہ کو مراجعت فرمائی اور اسی سال مین کعب بن زہیر نے قصیدہ بانت سعاد حضرت
معلی مین حاضر کرکے امن و سلامت پائی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت ام المومنین سودہ بنت ربیعہ کے طلاق کا ارادہ کیا اونھون نے اپنی نوبت حضرت
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بخشی اور سلک ازواج مطہرات مین منسلک رہین

اور اسی سال مین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بڑی صاحبزادی سے کہ زوجہ ابی العاص تھین وفات فرمائی نوین سال مین عیینہ بن حصین کو پچاس سوار و سے کر بعث فرمایا وہ قریب پچاس کافر کے گرفتار کر لائے اونکی شفاعت کو اقرع بن حابس اور ایک جماعت نے حاضر ہو کر حضرت سید الرسل علیہ الصلوۃ والسلام کو دروازے کے باہر سے پکارا اللہ تعالی نے آیہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ نازل فرمائی اور آپ نے ولید بن عقبہ کو اخذ صدقات کے واسطے قوم خزاعہ پر بھیجا قوم خزاعہ جو اونکی پیشوائی کو باہر نکلے تو ولید بن عقبہ سمجھا لئے کہ یہ لوگ مقاتلہ کو نکلے ہین مدینہ منورہ کو پھر آ کر حضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے شکایت کی اور آیہ کریمہ اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا نازل ہوئی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینے تک ازواج مطہرات سے الگ رہے اور اسی سال مین غزوہ تبوک واقع ہوا اور جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ منورہ مین اپنے اہل وعیال پر خلیفہ کیا حضرت امیر نے بسبب مفارقت حضرت اکرم اور خیال طعن بعض منافقین کے اقامت مدینہ پر اپنے رنج اور ایذا کا اظہار کیا آپ نے حدیث اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی سے تسلی اور تشفی فرما کر اس رتبہ عالی سے اونکو ممتاز ومخصوص کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تمام مال اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نصف مال لانا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تجہیز جیش عسرت کرنا اور ترک تین صحابی کا جس سے آیہ کریمہ عَلَی الثَّلٰثَۃِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا خبر دیتی ہے اسی غزوہ تبوک مین واقع ہوا حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے دو مہینے تک وہان توقف رکھ کر بغیر وقوع قتال وجدال کے مراجعت فرمائی اور وہین صاحب ایلہ اور اہل جربا اور اذرح نے آکر جزیہ قبول کیا اور خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو سوار ساتھ کر کے اکیدر ملک دومۃ الجندل پر بھیجا اونھون نے اسکو گرفتار کیا اور اوسکے بھائی کو قتل کیا اوسنے بھی جزیہ قبول کر کے رہائی پائی اور اسی سفر سے پھرتے وقت مسجد ضرار پر عبور فرمایا اور اوسکو بوحی الٰہی خراب کیا اور جلا دیا قرآن مجید اوس سے خبر دیتا ہے وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا الآیہ اور رمضان المبارک مین مدینہ منورہ مین تشریف لائے پھر وفد ثقیف آکر

اسلام لائے اور شرط کی کہ ایک مدت تک لات اور طاغیہ کو نہ توڑین گے اور نماز نہ پڑھین گے
بعد اسکے اطاعت اسلام کرین گے اور جیسا حکم ہوگا ویسا بجا لائینگے آپ نے یہ شرط
اونسے قبول نفرمایا اور اونکو پھیر دیا شان نزول آیہ کریمہ و لولا ان ثبتناک لقد کدت
ترکن الیہم الایہ یہی تھی اور عثمان بن ابی العاص کو اون لوگون پر امیر کیا اور
اونکے ابو سفیان بن حرب و مغیرہ رضی اللہ عنہما کو طاغیہ کے توڑنے کو بھیجا اور اسی سال
مین خط اور قاصد حمیر کے ملوک کا آیا اور اونکے اسلام کی خبر لایا اور اسی سال مین حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج کے واسطے روانہ فرمایا اور متعاقب اونکے حضرت علی مرتضی
رضی اللہ عنہ کو بھیجا تا کہ سورہ برات پڑھین اور مشرکون کا نقض عہد کرین اور ننگے طواف کرنے
کو منع فرمائین اور کسی مشرک کو حج کرنے نہ دین اور خبر پہنچائین کہ کوئی مشرک جنت مین داخل
نہوگا سواے مومن کے اور اسی سال مین زانیہ غامدیہ کو رجم کیا اور عویمر بن حارث نے اپنی بی بی
کے ساتھ ملاعنہ کیا اور اسی سال مین رجب کے مہینے مین نجاشی نے حبشہ مین وفات
پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ مین اونکے جنازے کی نماز
پڑھی اسی جگہ سے شافعیہ نے غائب پر نماز جنازہ جائز رکھی ہے حنفیہ کہتے ہین وہ خاص
ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور جنازہ نجاشی کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوا
پس حقیقت مین نماز حاضر پہ پڑھی نہ غائب پر اور اسی سال مین حضرت ام کلثوم زوجہ عثمان
بن عفان رضی اللہ عنہما نے وفات فرمائی اور اسی سال کے ذی قعدہ مین عبداللہ
بن ابی منافق جہنم واصل ہوا اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے ایفاے وعدہ
اور استمالت قوم ابی کے لیے کہ شاید ایمان قبول کرین اپنا پیراہن شریف اوسکو پہنایا اونکی
قوم نے جو دیکھا کہ یہ مرنے کے وقت حضرت کے پیراہن شریف سے استشفا کرتا ہے ہزار
آدمی ایمان لائے اور اسی سال مین وفود عرب ہر طرف سے حاضر ہوئے اسی جہت سے
اسی سال کو عام الوفود کہتے ہین سارے عرب نے اپنا اپنا اسلام لانا مکہ معظمہ کی فتح پر روک
رکھا تھا جب دیکھا کہ قریش نے کہ امام اور پیشوا سے عرب اور اہل بیت اللہ ہین اطاعت حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول کی اور ثقیف بھی اسلام مین داخل ہو گئے تو اونھون نے جانا

کہ اب کسیکو طاقت مقابلہ اور مقاومت نہو گی دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور بتون کا دین باطل
سے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا فوج فوج مردم ہر طرف سے
گرنے لگے اور اسلام مین آنے لگے موافق قول اللہ تعالے کے اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ
وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ اور دسوین
سن مین ربیع الآخر کے مہینے مین بنی الحارث پر لشکر بھیجا اور اونکو شرف اسلام سے مشرف
فرمایا اور اسی سال مین وفد سلامان وازد وغسان وعامر اور وفد زبید حاضر ہوئے انمین
عمرو بن معدیکرب بھی تھا کہ اسلام لایا اور بعد وفات جناب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے
مرتد ہو گیا پھر اسلام لایا اور اسی سال مین عبد القیس واشعث و وفد بنی حنیفہ حاضر ہوئے
انمین مسیلمہ کذاب تھا کہ مرتد ہو گیا اور اوسنے دعویٰ نبوت کیا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے مجھکو اپنا شریک کر لیا ہے اور اسی سال مین نجران کے نصاریٰ کے ساتھ مباہلہ کا
قصہ واقع ہوا اور اسی سال مین حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی ڈیڑہ سو آدمی کے ساتھ اپنی
قوم سے اسلام لائے انجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونکو ذو الخلیفہ کی طرف ایک
بت توڑنے کو بھیجا اور اسی سال مین قصہ جام بھی ہے کہ تمیم داری اور عدی نصرانی نے
چورایا تھا اور اسی سال مین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو
یمن کی جانب بھیجا اور اسی سال مین حجۃ الوداع واقع ہوا کہ جناب سید کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد ہجرت کے کوئی حج سوا اس حج کے ادا نہین فرمایا اور قبل ہجرت کے
نبوت سے پہلے اور پیچھے آپ نے اور بھی حج کیے ہین لیکن علما کو عدد حج پر اطلاع نہین
ہوئی اور انکے حیطۂ ضبط مین نہین آئی اور آپکے عمرے بعد ہجرت کے چار ہین بالاتفاق
اور اسی سال مین حجۃ الوداع کے روز آیہ کریمہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الآیہ نازل ہوئی
اور اسی حج سے پھرنے کے وقت منزل غدیر خم مین حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو تخصیص
من کنت مولاہ حدیث سے مخصوص فرمایا اور اسی سال مین ابراہیم بن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمایا اور اسی سال مین ضمام بن ثعلبہ نے حضور مین حاضر ہو کر شرایع
دین دریافت کرکے اپنی قوم مین جاکر قوم کو مسلمان کیا اور اسی سال مین بنی طے قبیلہ حاتم

طائی گرفتار ہوکر آیا اور بیٹی حاتم کی بھی آئی یعنی بیٹا حاتم کا شام کی طرف بھاگ گیا تھا اُس
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو رہا فرمایا اور خلعت عنایت کیا وہ اپنے بھائی کے پاس
جاکر بھائی کو بھی لے آئی اور وہ بھی ایمان لایا اور وہ بھی ایمان لائی اور موافق ایک قول کے
قضیہ اولاد حاتم نویں سال میں واقع ہوا اور اسی سال میں خالد رضی اللہ عنہ کو بنی حارث
کہ نجران میں رہتے تھے بھیجا وہ ایمان لاکر حضور میں حاضر ہوئے حضرت مبارک اس گروہ کو دیکھ
تو فرمایا یہ کون لوگ ہیں گویا کہ ہند کے آدمی ہیں اور اسی سال میں باذان والی یمن نے وفات
پائی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن اور حضرموت کی طرف بھیجا اور پیادہ اونکی رکاب میں سلطان
زمین وزمن علیہ آلاف التحیۃ والسلام باہر تشریف لائے اور اونکو شرف مشایعت سے مشرف
فرمایا اور ارشاد کیا کہ یا معاذ شاید اس سال کے بعد تو مجھکو نہ پاوے اور یہ آخری ملاقات ہماری
تیری ہو معاذ رضی اللہ عنہ یہ سنکر روئے پھر آپ نے اونکو وداع فرمایا اور اسی سال میں جریر
بن عبد اللہ کو ذی الکلاع بن ناکور پر بھیجا وہ اپنے مع اسمیت مسلمان ہوا اور اسی سال میں فروہ
بن عمر الجذامی کہ پادشاہ روم کی طرف سے حدود عرب متصل روم کے عامل تھا مسلمان ہوا
اور ملک روم نے اوسکو گرفتار کیا اور اوسکے مرتد ہوجانے پر باعث ہوا او
کہا تو خوب جانتا ہے کہ یہ وہی رسول ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اوسکے ظاہر ہونے
کی بشارت دی تھی ولیکن تو اپنی مملکت کے زوال سے ڈرتا ہے اور سعادت اسلام سے
مشرف نہیں ہوتا بعد فروہ کو ملک روم نے مروا ڈالا اور گیارہویں سال میں حضرت سید
المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کے حکم سے اہل بقیع کے حق میں
استغفار کیا اور فرمایا کہ اے اہل بقیع تم لوگ کیا اچھے رہے جو یہاں سے چلے گئے
یہاں فتنے آنے والے ہیں کہ شب تاریک سے زیادہ تاریک ہیں اور اسی سال میں دو
شنبے کے دن چھبیسویں تاریخ صفر کو اسامہ بن زید کو ایک لشکر عظیم کے ساتھ ابنیٰ والدین پر بھیجنے کی
تیاری کی اور چہارشنبہ کے روز تپ اور درد سر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع
ہوا اور پنجشنبہ کے دن جھنڈا دست مبارک سے درست فرما کر اسامہ کو
عنایت فرمایا وہ باہر نکل کر مقام جرف میں ٹھہرے حضرت

ہادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم نے کبار مہاجرین و انصار کو مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق و سعد
بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن الجراح اور امثال اونکے اسامہ بن زید کے ہمراہ فرمایا اور بعضے
لوگون کو اسامہ کے امیر فرمانے مین ایک نوع کی قیل وقال واقع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یہ بات سمع فرماکر برآمد ہوئے اور خطبہ بلیغہ اسامہ اور اسامہ کے باپ زید بن حارثہ کی تعریف
مین پڑھا اور فرمایا واللہ اسکا باپ امارت اور ریاست کے لائق تھا اور بعد اپنے باپ کے
یہ بھی اسی کام کا ہے اور اسکے پھر دسوین تاریخ ربیع الاول کو شنبے کے روز دولتسرا مین تشریف
لائے اور دوشنبہ کو مرض شدید ہوا اور خبر ظہور مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی لعنۃ اللہ علیہما
اوسی حالت مین آئے آپ نے بوحی آلہی اسود کے مارے جانے کے وقت سے لوگون کو
خبر دی ویسا ہی ہوا کہ اوسنے صنعاء یمن مین خروج کیا اور شہر بن باذان کو مارکر اوسکی عورت
کو کہ فیروز کے چچا کی بیٹی تھی اپنے عقد مین لایا فیروز نے حیلہ گری کرکے اوسکی قصر مین نقب لگاکر
اندر گھس کر اوسکو قتل کیا اوس ملعون کے حلق سے مرتے وقت ایک آواز مثل آواز گاو نکلی
پاسبانون نے یہ آواز سنکر گھبراکر پوچھا کہ یہ کیسی آواز نکلی اوس عورت نے کہ وہ بھی اوسکے
قتل مین ساعی تھی دربانون اور پاسبانون سے کہا تم لوگ تردد نکرو یہ آواز تمہارے پیغمبر
کی وحی کی ہے اور اس اسود ملعون کا نام عبہلہ بن کعب تھا اور وہ الحمار بھی کہتے تھے
ایک شخص کاہن تھا لوگون کو عجائب و غرائب دکھاتا تھا اور اول خروج اوسکا
حجۃ الوداع کے بعد واقع ہوا اور مسیلمہ کذاب کو وحشی قاتل حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے
قتل کیا وحشی کہا کرتے تھے کہ مین مارنے والا ہون بہترین آدمیون کا اور بدترین آدمیون
کا اور یہ مسیلمہ ملعون بہت بوڑھا تھا وفد بنی حنیفہ کے درمیان حضور عالم و عالمیان
آپ صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوکر اسلام لایا پھر یمامہ مین جاکر مرتد ہوگیا اور حضرت علیہ
الصلوۃ والسلام کے ساتھ شریک فی النبوۃ ہونے کا دعوی کیا اور شراب و زنا کو حلال اور
نماز فرض کو ساقط کیا ایک گروہ فاسقین و مفسدین کا اوسکے تابع ہوگیا اور اوس
ملعون نے چند فقرے نامطبوع قرآن مجید کے معارضے مین اختراع کیے تھے کہ مضحکہ
عقلاء عالم ہوئے چنانچہ معارضہ والعادیات مین اوسنے کہا ہے والزارعات زرعا

وَالْحَامِدَاتِ حَصْدًا وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا وَالْخَابِزَاتِ خَبْزًا وَالثَّارِدَاتِ ثَرْدًا اور
کمایا ضفدع بنت ضفدعین الی کم تنقین لا الماء تکدرین ولا الشاربین تمنعین
رَاسُكِ فِي الْمَاءِ وَذَنَبُكِ فِي الطِّيْنِ اور کہا اوسنے اَلْفِيْلُ مَا الْفِيْلُ لَهٗ خُرْطُوْمٌ طَوِيْلٌ
اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا الْجَلِيْلِ کہتے ہین کہ اوس ملعون سے بعضے خوارق اور استد
راجات بھی ظاہر ہوتے تھے لیکن سب اوسکے مدعا کے برخلاف اگر کسی کو اوسنے
درازی عمر کی دعا دی وہ فوراً مر گیا اور اگر کسی کے آنکھ کے روشنی کی دعا کی تو وہ اوسیوقت
اندھا ہو گیا ایکبار اوسنے حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو نامہ بھیجا تھا
اس عبارت کا مِنْ مُسَيْلِمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى مُحَمَّدٍ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْاَرْضَ لَنَا نِصْفٌ و
لِلْقُرَيْشِ نِصْفٌ وَلٰكِنَّ الْقُرَيْشَ لَعَبَثٌ وجناب سید الانس والجان علیہ الصلوۃ والسلام نے
اوسکے جواب مین تم فرمایا مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ اَمَّا بَعْدُ
فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ دوشنبہ کے
دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف لائے اور آدمیون کو نماز صبح مین مشغول دیکھکر
بہت خوش ہوئے اور خوش خوش دولتسرا مین تشریف لائے لوگون نے کہا کہ آج مزاج
مقدس اور روز کی نسبت درست ہے پس اوسی روز دوپہر کو اور ایک قول پر چاشت
کے وقت بارھوین تاریخ ربیع الاول کو حق تعالی وتقدس سے ملاقات کی اہل بیت کرام نے
سہ شنبہ کے روز آپ کو غسل دیا اور سارے دن گروہ مسلمانون نے نماز جنازہ
شریف ادا کرتے رہے اور شب چہارشنبہ کو لاش مقدس کو اس عالم فانی سے پوشیدہ کیا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ
وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَسَلَّمَ باب چھٹا کیفیت بنای مسجد نبوی اور سارے مقامات
عالیہ مین علمای سیر اور تواریخ شکر اللہ سعیہم ایسا لکھتے ہین کہ جب ناقہ شریف سرور انبیا
صلوۃ اللہ علیہ کی دروازہ مسجد شریف پر بیٹھہ گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
هٰذَا الْمَنْزِلُ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ تَعَالٰى اور اوسپر سے اوترے اور یہ آیہ کریمہ پڑھی رَبِّ
اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ اوس زمانے مین اس جگہہ کھجور کا باغ تھا اور

ایک دو یتیموں کا مربد تھا اور وہ دونوں یتیم ایک انصاری کے یہاں پرورش پاتے تھے
اور بھی قبل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہونے کے وہاں کچھ لوگ نماز پڑھا
کرتے تھے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اون دونوں یتیموں کو بلایا اور اوس
جگہ کو مول لینا چاہا ہرچند اون دونوں نے بلاعوض اوس قطعہ کے نذر کرتے میں مبالغہ کیا
مگر آپ نے نہ مانا اور بلاعوض لینے پر راضی نہوئے اول اونکو قیمت دی بعد اوسکے مسجد کی
بنا ڈالی یعنے انصار نے اپنے مال سے ایک نخل اور بھی زمین کی قیمت پر زمین والوں کے
خوش کرنے کو مضاعف کیا پھر اوس جگہ میں جو اونچا نیچا تھا برابر کیا اور جو درخت نخل موقع
واقع تھے اونکو اوکھاڑ کر بنا مسجد شریف ڈالی اور جنۃ البقیع میں قریب بیر ایوب کے کہ
مسجد سیدنا ابراہیم سے اوتر کی طرف ایک جگہ ہے وہاں اینٹیں گرتی تھیں اور سرور دین
و دنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بنفس نفیس اور اکثر صحابہ کرام پتھر اور اینٹ ڈھو ڈھو کر لاتے
تھے اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تسلی اور تشفی کے واسطے
ندائی بشارت آپ دیتے تھے کہ اللّٰھم لا خیر الا خیر الآخرۃ فارحم الانصار
والمہاجرین اور مسجد شریف کی چھت اور ستون کھجور کی لکڑی سے بنائے حدیث شریف
میں آیا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کی نینہ ڈالی حضرت جبرئیل
علیہ السلام حضرت حق تعالیٰ وتقدس کی طرف سے حکم لائے کہ ایک عریش بناؤ ہوافق
عریش موسیٰ کلیم کے کہ بلندی اوسکی سات گز سے زیادہ نہو اور مزین اور منقش کرنے میں
تکلف نکرو چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں مسجد شریف کی چھت ایسی
تھی کہ مینہ برستے وقت چھت کی مٹی آدمیوں کے سروں پر گرتی تھی اور طول مسجد شریف
کا پہلی بنا میں جانب قبلہ سے حد شمالی تک چون گز تھا اور جانب مشرق سے حد مغربی
تک ترسٹھ گز اور بعد فتح خیبر کے کہ ساتویں سن ہجری میں واقع ہوئی آپ نے بیسے گز سے
سے پھر بنوائی اور ہر طرف سے صد در صد رکھی طبرانی نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری سے کہ مسجد شریف کے ہمسایہ تھے ایما فرمایا کہ اگر
تجھسے ہو سکتا ہو تو تھوڑی سی زمین جو تیری ملک کی ہے بعوض ایک گھر بہشت کے ہمارے

ہاتھ بیچ ڈال کر ہم اپنی مسجد کو بڑھالیں اونھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک مرد فقیر ہوں اور عیالمند میرے پاس سوا اسکے اور زمین نہیں ہے آپ نے اونکو معذور رکھا پھر حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اوس زمین کو اون صحابی سے دس ہزار درہم خرید کرکے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اس قطعہ زمین کو اوس بہشتی گھر کے عوض میں آپ مجھہ سے مول لیجیے آپ نے اوسنے اوسے عوض مول لے کر زمین کو داخل مسجد شریف فرمایا اور ایک اینٹ اپنے دست مبارک سے نینہ میں رکھی بعد اوسکے آپ کے حکم شریف سے حضرت خلیفہ رسول اللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی اوسی اینٹ کے برابر ایک اینٹ اور رکھی اسیطرح حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کے حکم سے اینٹین رکھین یہی طرز بنای مسجد قبا مین بھی واقع ہوا مگر اوس بنا مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہونے مین کلام ہے اسواسطے کہ وہ زمان ہجرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین مدینہ منورہ مین حاضر نہ تھے اور اوس وقت تک ہجرت حبشہ سے تشریف نہین لائے تھے واللہ اعلم اور امام احمد رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہ اینٹین اوٹھا اوٹھا کر لاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اون سب کے ساتھ اینٹین اوٹھانے مین شریک تھے ایکبار میری نگاہ پڑی تو دیکھا مین نے کہ آپ نے بہت سی اینٹین شکم مبارک سے سینہ مبارک تک بھر کے اوٹھالے ہین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مجھے عنایت فرما دیجیے مین لے چلون فرمایا اینٹین بہت پڑی ہین تو بھی اوٹھا لا اور یہ مجھی کو لیجانے دے اور فرمایا اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃ غالب کہ یہ واقعہ دوسری بنا مین واقع ہوا ہے اسواسطے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام سال خیبر مین ساتوین سن مین ہے اور پہلی بنا مقدم ہے اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ ہر ایک صحابی ایک ایک اینٹ اوٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ دو دو اینٹین حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ تم کو تَقْتُلُہُ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ یَدْعُوْھُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَیَدْعُوْنَہٗ اِلَی النَّارِ اور پہلے بنا مین سولہ یا سترہ مہینے تک قبلہ بیت المقدس کی طرف رہا اور اوس وقت مین

مسجد کے تین دروازے تھے ایک دروازہ بائیں طرف جدھر اب قبلہ ہے دوسرا دروازہ
مغرب کی طرف جسے اب باب الرحمۃ کہتے ہیں تیسرا دروازہ جدھر سے آپ تشریف لاتے
تھے وہ باب آل عثمان ہے جسے اب باب جبریل کہتے ہیں قریب محراب تہجد آں حضرت
علیہ الصلوٰۃ کے نہ وہ کہ عوام الناس اسکو باب جبریل کہتے ہیں اور بعد نازل ہونے
قرآن کے باب تحویل قبلہ میں جبرئیل امین نے حضرت واجب الوجود تعالیٰ کی طرف سے
آکر یہاں سے کعبۃ اللہ تک جتنے حجاب درمیان میں واقع تھے اوٹھا دیئے اور ہماری
مسجد نبوی اوس جگہ پر کہ اب وہیں ہے آنکھ سے دیکھکر سمت میزاب کعبہ درست کی گئی
اور بعد تحویل قبلہ کے چودہ پندرہ روز تک آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اسطوانہ مخلق
کے پیچھے جسکو اب اسطوانہ عائشہ کہتے ہیں نماز ادا کرتے رہے بعد اسکے جہاں اب
محراب مقرر ہے آپکا قیام فرمانا متعین ہوا اور آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے
میں علامت محراب جیسے اب مساجد میں متعارف ہے نہ تھی ابتدا اسکی عمر ابن العزیز کے وقت سے
ہے جس وقت میں کہ ولید بن عبد الملک کیطرف سے وہ امیر مدینہ منورہ تھے اور جس زمانے میں کہ
نماز قبلہ بیت المقدس کیطرف ادا کرتے تھے آپ کے کھڑے ہونے کی جگہ وہ تھی کہ اگر
اسطوانہ مخلق کیطرف پیٹھ دے کر شام کیطرف متوجہ ہوکر جائیں اور باب عثمان کے محاذات میں
پہونچکر کھڑے ہو جائیں اور باب عثمان داہنی طرف کو واقع ہو بس وہی مقام ہے اور آں سرور
دین و دنیا علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتحیۃ والثنا منبر رکھے جانے سے پہلے متصل محراب کے جہاں
کی طرف کھڑے ہوکر اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطبہ عالی رتبہ سے مشرف فرماتے تھے
اور کبھی کبھی طول قیام کی جہت سے کسل عارض ہوتا تو ایک لکڑی پر کہ اوسی جگہ نصب تھی
تکیہ فرماتے ایک شخص بعض دیار عرب سے مدینے میں آیا تھا اور بروایت صحیح مدینے ہی کا تھا اہل
انصاریہ کا غلام جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ اگر آپ قبول فرمائیں
تو آپ کے واسطے ایک منبر بناؤں کہ اوسپر کھڑے ہونا بھی آسان ہو اور بیٹھنا بھی آپ نے
التماس اوسکی قبول فرمائی اوسنے منبر تیار کیا تین درجے کا تیسرا درجہ بیٹھنے کا مقام تھا صحیح
روایات سے ثابت ہے کہ جب منبر شریف رکھا گیا جس جگہ کہ آج رکھا ہے اور مقام دل سے

آپ نے نقل فرمایا تو وہ لکڑی جس پر کبھی تکیہ فرماتے تھے آپ کے فراق صحبت سے
تڑپنے لگی اور رونا شروع کیا اور چلانے لگی جیسے اونٹنی چلاتی ہے اور ایسی بیقرار ہوئی کہ
حاضرین مجلس اوسکا حال دیکھ کر بے اختیار رونے لگے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
منبر شریف سے اوترکر اپنا دست شفقت اوسپر رکھکر فرمایا کہ اگر تو چاہے تو تجھکو تیری جگہ پر پھیر دون
جس حالت مین کہ تو تھی اور اگر تو چاہے تو تجھکو بہشت برین مین بچھا دون کہ وہان کی نہرون
اور چشمون سے سیراب ہو اور خدا کے دوست تیرا میوہ کھائین بعد ایک لحظہ کے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا
کہ اسنے دار الخلد اختیار کیا روایت ہے کہ جب حسن بصری رضی اللہ عنہ یہ حدیث سنتے
روتے اور فرماتے کہ اے بندگان خدا جب لکڑی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق
رووے اور فریاد کرے تو کیا تم لوگ لائق تر اس بات کے نہین ہو بیت سنگ
کہ ورد خاصیتی ہست ✤ بہ ز آدمی وان کہ درد معرفتی نیست ✤ قاضی عیاض رحمتہ اللہ
فرماتے ہین کہ حدیث حنین جذع مشہور ہے بلکہ حد تواتر تک پہنچی ہے اور بہت سے صحابہ نے
اوسکی روایت کی ہے اور وہ لکڑی بعضے صحابہ کے پاس تھی آخر کو بسبب طول مدت کے
بوسیدہ ہوگئی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اوسکو اوسی جگہ پر جہان کھڑی تھی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کروادیا اور قول صحیح پر منبر شریف کا طول دو ذراع تھا اور عرض
ایک ذراع اور عرض ہر درجے کا ایک بالشت اور خلفای راشدین رضوان اللہ علیہم کے
زمانے تک اپنے حال پر رہا اور پہلے جسنے جامۂ قبطیہ سے اوسکی پوشش بنائی حضرت
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد چھہ برس اپنی خلافت
سے نیچے کے درجے سے کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے بعد حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے اختیار کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ پر گئے اور ایک
قول پر اول جسنے منبر کی پوشش بنائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور وہ اپنے
زمانۂ امارت مین ایک وقت شام سے مدینۂ منورہ مین آئے تو اونھون نے اس قصد سے بات
کہے کہ اس منبر شریف کو شام مین لیجائین اوسکو اپنی جگہ سے اوٹھانا چاہا اوسی وقت

آفتاب سیاہ ہوگیا اس طرحکہ آسمان کے ستارے دکھائی دینے لگے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یہ حالی معاینہ کرکے اوس قصد سے باز رہے اور صحابہ کرام سے اوسکے عذر مین کہنے لگے میرا مقصود اسکے ہلانے سے یہ تھا کہ دیکھون اوسکو زمین نے نہ کھالیا ہو بعد اسکے چھہ درجے اور زیادہ کئے اور منبر نبوی کو اوسپر اوٹھا کر رکھا بعد اونکے مہدی خلیفہ نے چاہا کہ اتنے ہی درجے اور بڑھا وے امام مالک رحمۃ اللہ نے اوسکو منع فرمایا اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنایا ہوا منبر بھی بطول مدت کی جہت سے بوسیدہ ہوگیا تو بعضے خلفاے عباسیہ نے پھر نیے سرے سے منبر بنوایا اور بقایا ہی منبر نبوی کی تبرکا اور تیمنا کنگھیان بنوا کر رکھین اور سن چھہ سے چون مین جو آتش زدگی مین منبر جل گیا تھا وہ منبر خلفاے عباسیہ کا بنوایا ہوا تھا اور بعضے ارباب تواریخ یہ لکھتے ہین کہ وہ منبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنوایا ہوا تھا لیکن صحیح قول اول ہے واللہ اعلم بعد اسکے تمام پادشاہان اسلام اوس کچھہ کچھہ اپنے اپنے وقت مین تغیر دیتے چلے آئے سلطان روم سلطان مرادخان بن سلیم خان تک کہ اوسی سن نوسو اوٹھانوے مین منبر عالی سنگ رخام سے بنوایا تھا اور قبہ اوسکا ہفت جوش کا اور مادۂ تاریخ اوسکا بعضے فضلاے روم نے یون پایا تھا منبر اعمر سلطان مراد مترجم عفر اللہ لہ کہتا ہے کہ بعد سلطان مرادخان کے پھر کسی نے منبر شریف مین تغیر نہین دی سواے ترمیم کے چنانچہ اس زمانے مین کہ سلطان عبد المجید خان بن سلطان محمود خان انار اللہ برہانہما و غفر اللہ لہما نے نئے سرے سے مسجد نبوی بنوادی اور سن بارہ سو ستتھر مین عمارت اوسکی تمام ہوئی منبر شریف کو ویسا ہی باقی رکھا شاید کچھہ ترمیم کا اتفاق واقع ہوا ہو

فصل اب رہے اسطوانات منیر کہ مسجد نبوی از جملہ اونکے جتنے ستونون کے تبرکا اور تیمنا زیارت کرتے چلے آتے ہین وہ آٹھہ ہین ایک وہ اسطوانہ جو محراب نبوی کے متصل امام کے مقام سے داہنی طرف ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے اوسی جگہ خطبۂ شریف ادا فرماتے تھے اور وہ لکڑی جو حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے فراق مین روئی تھی اسی جگہ تھے اور اکثر علماء کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسطوانہ مخلق اوسیکا نام ہے اور مخلق اسواسطے کہتے ہین کہ وہ ستون کسی مکروہ چیز سے ملوث ہوگیا تھا اوسپر

خلوت میں ملوانے کا اتفاق ہوا تھا اور بعضے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اوسی جگہ کو نفل پڑھنے
کے واسطے اختیار فرماتے تھے دوسرا اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا اوسکو اسطوانہ
القرعہ اور اسطوانہ المہاجرین بھی کہتے ہیں اور کلام مطری سے کہ اس ملبدہ عظمت کا موقع
ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسطوانہ مخلق بھی اسطوانہ ہے اور یہ اسطوانہ حجرہ شریفہ کی طرف سے
تیسرا ہے اسی طرح منبر شریف کی طرف سے بھی اور درمیان میں روضہ مطہرہ کے واقع
ہوا ہے سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے بعد تحویل قبلہ کے ایک مدت تک اسی ستون
کی طرف نماز ادا فرمائی بعد اسکے جہاں اب محراب نبوی ہے نقل فرمایا اور بڑے بڑے
مہاجرین جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
اور امثال انکے رضی اللہ عنہم اجمعین اس ستون کی طرف نماز پڑھتے اور وہیں جمع ہوا
کرتے اور طبرانی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری مسجد میں ایک جگہ ہے اس ستون کے آگے اوسکی خوبی اگر
آدمی جان لیں تو بغیر قرعہ ڈالے اوسکو وہاں جگہ نماز پڑھنا میسر نہو جس وقت حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ روایت کی ایک گروہ اولاد صحابہ رضوان اللہ علیہم نے
کہا کہ وہ جگہ کہاں ہے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے اوسکی تعیین واقع نہیں ہوئی
لوگ اونکی حضوری سے باہر آئے عبد اللہ بن زبیر کہ حضرت ام المومنین کے بھانجے تھے
وہیں حاضر رہے ایک جماعت اس امید پر کہ وہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے
پوچھیں گے اور ہمکو خبر دیں گے مسجد میں حاضر رہے بعد دیر کے حضرت عبد اللہ بن زبیر حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے باہر آئے اور اسی اسطوانہ کے متصل واسطے
نماز پڑھنے لگے لوگوں نے جانا کہ جسکی حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے
خبر دی ہے وہ یہی جگہ ہے اور دعا اس اسطوانہ کے پاس مستجاب
ہے تیسرا اسطوانہ تو یہ ہے کہ حجرہ منیفہ کی طرف سے دوسرا ستون ہے اور منبر شریف کی طرف
سے چوتھا برابر اسطوانہ عائشہ کے حجرے کی طرف کہتے ہیں کہ درمیان اس اسطوانہ
کے اور درمیان قبر شریف کے بیس گز کا فاصلہ ہے واللہ اعلم اور اوسکو اسطوانہ ابی لبابہ

بھی کہتے ہین کہ وہ منجملہ نقبای انصار تھے اونھون نے اپنے تئین اوس ستون سے
باندھا تھا کہ توبہ اور عذر اونکا قبول ہوا اور اصل قصہ کی یہ ہے کہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ
صاحب عہد و پیمان بنی قریظہ تھے جس وقت کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوس
گروہ نابہبود کا محاصرہ کیا وہ بمشورہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ نیچے اوترے تاکہ موافق عہد
ابولبابہ عمل کرین لڑکے اور عورتین یہود یون کی اونکے پانؤن پر گرے اور گریہ وزاری
کیے اور گڑگڑائے کہ اون سبکو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین لیجا کر عذر خواہی
کرے ابولبابہ نے قبول کیا کہ مین ایسا کرون گا اور اپنے کلام کے درمیان مین ایک ادا
ایسی کی کہ وہ دلالت کرتی تھی اس بات پر کہ انجام کار تمھارا حضرت صلی اللہ علیہ سلم کے
نزدیک ذبح و قتل ہے یعنی اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کیطرف اشارہ کیا یہ بات ابولبابہ
سے ازراہ بشریت اونکے جزع اور فزع دیکھکر سرزد ہوئی بعد اوسکے جانا کہ مجھسے
خدا اور رسول کے حق مین خیانت ہوئی اس عمل کی ندامت مین اور اس تقصیر کے عذر کے
واسطے اپنے تئین ایک لکڑی کے ساتھ جو اوس اسطوانہ کی جگہ پر تھی بھاری زنجیر سے
باندھا اور اوس روز سے زیادہ اسی حال پر رہے اور تضرع اور زاری کیا کیے بیٹے
اونکے اکر نماز اور قضاے حاجت کے وقت کھول دیتے تھے بھوک کی شدت اور رونے
پیٹنے کی کثرت سے قوت سامعہ اونکے کام سے جاتی رہی اور نزدیک تھا کہ قوت باصرہ
بھی جاتی رہے اللہ تعالے نے آیہ کریمہ یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تَخُونُوا اللّٰہَ وَالرَّسُولَ
الآیہ اسی شان مین نازل فرمائی حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ
مین اس قید سے نہ نکلون گا جبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے
نہ کھولینگے اور کھانا پینا کچھہ نہ کھاؤن گا یہین یا مرجاؤن گا یا میرا گناہ بخشا جاے گا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ پہلے میرے پاس آتا تو مین اوسکے واسطے
سرط استغفار بجا لاتا لیکن جب اونے اپنے تئین خدا کی درگاہ مین باندھا تو جبتک خدا تعالے
کا حکم نہ آئے گا مین نہین کھول سکتا یہانتک کہ ایک صبحکو اونکے قبول توبہ کی آیہ ام سلمہ
رضی اللہ عنہا کے گھر مین نازل ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لاکر اونکو

کھول دیا پھر انھون نے عہد کیا کہ کبھی دار بنو قریظہ مین قدم نہ رکھین اسواسطے کہ وہان
خدا اور رسول کے حق مین خیانت واقع ہوئی اور بعضے روایات سے بیٹھنے اور صحابہ کا
بھی بعض تفسیرات سے بدرجہ ثابت ہوتا ہے اور ابن زبالہ محمد بن کعب سے روایت
کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوافل کو اسی اسطوانہ توبہ کے پاس پڑھتے اور بعد
نماز صبح کے بھی آپ اسی جگہ جلوہ فرما ہوتے اور اسی ستون کے گرد ضعفا اور مساکین
اصحاب اور مؤلفۃ القلوب اور اصحاب صفہ اور مہمان لوگ اور جن لوگون کو سوا اس جگہ
کے اور کوئی جگہ سونے کی نہ ملتی بیٹھتے رہا کرتے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لاکر ان فقرا اور مساکین کے درمیان جلوہ افروز ہوتے اور جسقدر قرآن رات کو نازل
ہوتا ان لوگون کو سناتے اور تعلیم احکام فرماتے اور ان لوگون سے باتین کرتے
اور انکی باتین سنتے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَرْسَلْتَہٗ رَحْمَۃً
لِّلْعٰلَمِیْنَ رَاحِمُ الْفُقَرَاءِ وَمُعِیْنًا لِلضُّعَفَاءِ وَالْمَسَاکِیْنِ آفتاب نکلنے کے وقت اغنیا
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر ہوتے تھے اور مجلس شریف مین جگہ بیٹھنے کی
نہین پاتے تھے یہ قصد تالیف قلوب دل مبارک حضرت سرور دین و دنیا علیہ الصلاۃ
والسلام کا ان آنے والون کی طرف بھی کھنچتا تھا فرمان آیا وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ
یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ الآیتین اور کبھی اعتکاف کے
واسطے سوا اسطوانہ کے سریر اور فرش وغیرہ بھی رکھا اور بچھایا جاتا تھا کہ آپ اوس
سے تکیہ لگاکر بیٹھتے چوتھا اسطوانہ السریر کہ شباک شریف سے ملا ہوا ہے اور اسطوانہ
توبہ سے شرق کی جانب اور شاید سریر اور حصیر وغیرہ کبھی اسطوانہ توبہ کے پاس بچھتا تھا
اور کبھی اس اسطوانہ کے پاس لیکن اسطوانۃ السریر اب اسی اسطوانہ کو کہتے ہین اور حدیث
شریف مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف مین اعتکاف کرتے تھے اور روز
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سر مبارک جناب رسالت مین کنگھی کرتی تھین اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سریر تھا ستون خرما سے کبھی وہ بھی محل اعتکاف مین درمیان
اسطوان اور قندیل کے بچھتا تھا اور اکثر شب کو چٹائی پر راحت فرماتے تھے اور دن کو

پائی مبارک کے نیچے اوسے ڈال لیتے تھے پانچوان استوانہ محرس اوسکو اسطوانہ علی ابن
ابی طالب بھی کہتے ہین اسواسطے کہ اونکے نماز پڑھنے کی جگہ اکثر اوقات مین یہی تھی اور یہ
بھی ہے کہ وہ راتون کو اوسی جگہہ بیٹھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کرتے تھے
عکرمی کہتے ہین کہ اونکے بیٹھنے کی جگہہ اوس در کے مقابلے مین ہے جدھر سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے مسجد شریف مین تشریف لاتے
چھٹا اسطوانہ الوفود وہ پیچھے ہے اسطوانۃ المحرس کے شمال کیطرف سے اور وفود
جمع وافد کی ہے اور وافد اوس جماعت کو کہتے ہین جو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ آدین
جب وفود عرب اطراف و نواح سے حضور سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا مین سلام لاتے
اور تعلیم شرایع واحکام کو حاضر ہوتے تو آپ اکثر اسی اسطوانے کے پاس جلوہ فرما ہو کر
اپنی زیارت جمال جہان آرا سے اونکو مشرف فرماتے اور عظمای صحابہ آپ کے گرد اگرد بیٹھتے
ساتوان اسطوانہ مربعۃ القبر اوسکو مقام جبرئیل بھی کہتے ہین اسواسطے کہ حضرت جبرئیل
علیہ السلام اکثر اوقات اسی جگہہ وحی پہونچایا کرتے تھے اور درمیان اس اسطوانہ کے
اور اسطوانۃ الوفود کے ایک اسطوانہ اور ہے شباک سے ملا ہوا اور دروازہ دولتسرا سے
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اسی جگہ تھا سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم حجرۂ شریف سے برآمد
ہونے کے وقت یہان کھڑے ہوجاتے اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ زہرا و حضرت حسن
او حضرت حسین سلام اللہ علیہم کی طرف خطاب کرکے فرماتے تھے اَلسَّلَامُ
عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ
وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ اس زمانے مین اس اسطوانہ اور
اسطوانۃ السریر کے ساتھ تبرک حاصل کرنے سے بجہت گھر جانے شباک کے زائرین
محروم ہین شاید مراد سید علیہ الرحمۃ کے گرد اگرد نہ بیٹھ سکتا ہوگا ورنہ ظاہر ہے کہ شقہ
اسطوانۃ السریر جانب مغرب سے داخل مسجد ہے اوسکے پاس نماز ادا کرنا اور بیٹھنا میسر
اسی طرح حال اسطوانۃ الوفود کا ہے پس تخصیص کی وجہ معلوم نہین ہوتی انتہی توجیہ
البتہ ہوسکتی ہے کہ چونکہ اعتکاف حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا اسطوانۃ السریر کے

پاس اوس جانب کو تھا جو داخل شباک ہو تو گویا اوس جہت سے تبرک حاصل کرنے
مین محروم ہی ہے واللہ اعلم آٹھوان اسطوانہ تہجد وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی محراب تہجد جو آج بھی متعین اور موجود ہے اوسی اسطوانہ مین ہے اور یہ اسطوانہ حضرت
فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حجرہ مبارک کے پیچھے شمال کیطرف واقع ہے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ ہر شب حصیر بچھا کر نماز تہجد ادا فرمایا کرتے
تھے صحابہ نے آپ کا اتباع کیا آپ نے اجتماع صحابہ اور کثرت وازدحام ملاحظہ فرماکر
حکم دیا کہ حصیر کو لپیٹ کر اندر لیجائین صبحکو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ
یہان ہر شب نماز ادا فرماتے تھے ہم لوگ بھی آپکا اتباع کرتے تھے اور اس سعادت سے
مشرف ہوتے تھے فرمایا کہ مین ڈرا اس بات سے کہ کہین تم پر یہ نماز فرض نہو جاوے اور تم
اوسکے بجالانے مین کوتاہی ہو یہ احوال ہے اون اسطوانات کا جو بہ نسبت سارے
اسطوانات مسجد شریف کے فضل اور شرف رکھتے ہین ورنہ سارے اساطین بلکہ ساری
مسجد نبوی فاضل اور متبرک ہے اور کوئی اسطوانہ ایسا نہین ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ
علیہم نے اوس جگہ نماز نہ پڑھی ہو صحیح بخاری شریف مین حضرت انس رضی اللہ عنہ
روایت ہے کہ کبار صحابہ کو مین دیکھتا تھا کہ مغرب کے وقت ہر ایک اون مین ایک ایک
اسطوانہ کے پاس ہوتا اور تکرار کرتا اور روضہ من ریاض الجنۃ مین بعضے اسطوانات پر
اونکا نام بھی لکھا ہے چنانچہ اسطوان ابی بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم و اسطوان سعید بن زید و ابن
عباس مترجم کہتا ہے غفر اللہ لہ کہ یہ بات حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے مین ہوگی
اب اس زمانے مین کہ سن بارہ سو اسی ہین چند اسطوانات پر نام لکھا ہے چنانچہ
واسطوانۃ ابو لبابہ واسطوانۃ السریر اور سوا اسکے شاید چار اسطوان پر اور لکھا
فصل بیان صفہ اور اصحاب صفہ مین قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ صفہ
بضم صاد مہملہ وادغام فا ایک سایہ دار جگہ تھی باطن مین مسجد نبوی کی کہ غربا اور مساکین
صحابہ وہان رہتے تھے اوسی کی طرف اونکو منسوب کرکے اصحاب صفہ کہتے ہین اور
نقل کرتے ہین کہ تحویل قبلہ سے پہلے قبلہ مسجد کے شمال کی جانب تھا تحویل قبلہ کے

احاطہ قبلہ اول کو اپنے حال پر چھوڑ دیا تاکہ فقرا و مساکین وہان رہین اور اصحاب صفہ کبھی
بسبب اختیار تزوج یا موت یا مسافرت وغیرہ کے کم ہو جاتے تھے اور کبھی
زیادہ اور حافظ ابونعیم نے حلیہ مین سو عدد سے زیادہ اسمائی شریفہ اصحاب صفہ کے
ذکر کیے ہین اور خوابگاہ اونکا رات کو بھی وہی مسجد شریف تھی سوا اوسکے اور جگہ نہین
رکھتے تھے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بحکم الٰہی جل سلطانہٗ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ
مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ اونکے ساتھ ایک مجالست خاص رکھتے تھے اور محبت
خاص اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ اصحاب صفہ بھوک کی شدت سے اور کمال درماندگی
اون سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازہ شریف پر پڑ جایا کرتے تھے اور ایسا حال
ہوتا تھا کہ آنے والے جانتے تھے کہ شاید یہ لوگ دیوانے ہین اور آنحضرت علیہ
افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات اونکے پاس قدم رنجہ فرماتے اور تسلی اور تشفی اونکو دیتے
اور ارشاد کرتے کہ تم لوگ میرے ساتھ ہو اور فرماتے کہ اگر تم اپنی قدر و منزلت
جو حق تعالے و تقدس کے نزدیک ٹھہری ہوئی ہے جان لو تو اس سے زیادہ
فقر و فاقہ کو دوست رکھو اور کبھی ایک ایک دو دو کو اون مین سے اغنیائے صحابہ کو
حوالہ فرماتے تاکہ اونکی مہمانداری کرین اور جو کچھ باقی رہتے تھے اونکو اپنے ساتھ
شریک کر لیتے تھے اور صدقات جتنے آتے تھے اونھین کو عطا فرماتے تھے
اور ہدایا مین بھی اونکا حصہ لگاتے تھے اور اصحاب صفہ کا لقب اضیاف المسلمین تھا
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی منجملہ اصحاب صفہ ہین روایت کرتے ہین کہ مین نے
ستر آدمی اصحاب صفہ سے دیکھے کہ اون مین سے کسی کے پاس سوا ایک ازار کے
وہ بھی آدھی ساق تک اور کچھ پہننے کو نہ تھا مسجد سے مین جاتے وقت اوسکو
گرد سے سمیٹ لیتے تھے تاکہ کشف عورت نہ ہو جاوے اور بھی حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ مین شدت گرسنگی
سے پتھر اپنے پیٹ پر باندھتا اور بیہوش پڑتا یہان تک کہ ایک روز اوسی حال مین
مین رہگذر پر بیٹھا تھا ابوبکر صدیق اوس طرف سے گذرے مین نے اونکو سنا کر

ایک آیۂ قرآن کی پڑھی تا کہ مجھپر رحم کہا سے اونھون نے التفات بھی نہ کیا بعد اوسکے
ابو القاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اودھر سے تشریف فرما ہوئے میرا حال
دیکھکر تبسم فرمایا اور فرمایا ابا ہریرۃ مین نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ فرمایا ادھر آ
مین آپ کے پیچھے پیچھے حجرۂ مبارک تک پہنچا کوئی شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
واسطے ایک قدح بھر کر دودھ ہدیہ لایا تھا آپ نے فرمایا جا کر اصحاب صفہ کو بلا لا
مین نے اپنے دلمین کہا کہ یہ دودھ کتنا ہے جو اصحاب صفہ بلائے گئے ہین مجھی کو
فقط عنایت کرتے تو مین اسکو پی لیتا اور تھوڑی دیر آرام پاتا لیکن چونکہ اطاعت خدا
اور رسول سے سر نہ پھیرنا چاہیے امتثالاً لامر النبی علیہ السلام مین اصحاب
صفہ کو حضور مین بلا لایا وہ سب کے سب آکر دالان مین بیٹھے آپ نے فرمایا ابا ہریرہ
مین نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ فرمایا دودھ کا قدح اوٹھا کر ان اصحاب
کو دے مین نے قدح اوٹھا کر اصحاب کو دیا ہر شخص نے اون مین سے خوب سیر ہو کر
پیا اور دودھ کچھہ کم نہین ہوا بعد اون سب کے سیر ہو لینے کے مین قدح اوٹھا کر آپکے
حضور مین لایا آپ نے تبسم کیا اور فرمایا اب فقط ہم اور تم رہے مین نے عرض کیا
صدقت یا رسول اللہ فرمایا بیٹھ جا جہان تک تیری بھوک ہو پی لے مین نے
پیٹ بھر کر پیا اور باقی حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور مین رکھدیا آپ نے
خطبۂ شکر حق تعالی و تبارک پڑھا اور دودھ جو قدح مین باقی تھا اوسکو نوش فرمایا
اور قضیہ تکثیر طعام بھی جو اصحاب صفہ کے واسطے ظہور مین آیا تھا حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوا ہے اور روایات متعدد مین آیا ہے کہ ہر ایک
انصاری اپنے اپنے درخت خرما سے ایک ایک خوشہ لاتے تھے اور سب خوشون کو
ایک رسی مین باندھ کر دو استوانون مسجد کے بیچ مین لٹکا دیتے تھے اور اصحاب
صفہ کو اوسکے نیچے بٹھا کر خوشون کو لکڑی سے جھاڑتے تھے تا کہ بفراغت کھاوین
ایک روز ایک شخص نے خراب خرمے کا ایک خوشہ لا کر لٹکا دیا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر صاحب اس صدقے کا اس سے اچھے خرمے لاتا تو ہو سکتا تھا

لیکن اوسنے نہ چاہا کہ قیامت کے دن اس سے بہتر شرف کھائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہٖ واصحابہٖ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عن اصحابہٖ اجمعین

فصل بیان حجرات شریفہ میں حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف
کی بناڈالنے کے وقت دو حجروں کی بھی بناڈالی تھی کیونکہ اوس زمانے تک
دو ہی زوجہ مطہرہ ایک حضرت سودہ بنت زمعہ دوسرے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہما تھیں بعد اوسکے جتنے ازواج مطہرات بڑھتی گئیں ہر ایک کے واسطے ایک
ایک حجرہ علیحدہ طیار ہوتا گیا قریب مسجد شریف کے کئی گھر حارثہ بن النعمان انصاری
کے تھے اونھوں نے تھوڑے دنوں کے بعد وہ سب گھر پیشکش جناب عالمیان
مآب علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیمات کئے اور آنسرور علیہ الصلوۃ والسلام کے
اکثر بیوت موافق عرف دیار عرب کے شاخہائے خرما سے کہگل سے ڈھکے ہوئے
اور دروازوں پر کملی کے پردے پڑے ہوئے اور جتنے گھر تھے مسجد شریف سے
جانب قبلہ اور مشرق اور شام واقع تھے جانب غربی میں کوئی گھر نہ تھا اور بعضے
گھر کچی اینٹ کے بنے تھے اور ہر گھر کے اندر ایک حجرہ تھا شاخوں خرما کے کہ
اوسکے اوپر کہگل کی تھی اور اکثر بیوت شریفہ کے دروازے مسجد شریف کی جانب
تھے اور بلندی چھتوں کی ایک قد آدم اور ایک ہاتھ سے زیادہ نہ تھی اور حضرت
جناب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا حجرہ شریفہ اسی جگہ تھا جہاں اب اونکی
قبر شریف کی صورت بنی ہوئی ہے اور درمیان حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے
گھر کے اور درمیان دولت سرائے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب تھا ایک کھڑکی تھی کہ اوسکو خوخہ کہتے ہیں
اکثر اوقات حضرت علیہ الصلوۃ والسلام اسی طرف سے برآمد ہوتے اور ہر دفعہ
کہ برآمد ہوتے حضرت جناب ولایت مآب اور جناب سیدہ اور جناب حسنین رضی اللہ عنہم
کی خیر و عافیت پوچھتے اور خبر لیتے ایک دفعہ آدھی رات کو حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا اوس طرف سے تشریف لائیں اونکے اور حضرت سیدہ کے درمیان اوسی خوخہ

کسی قسم کی گفتگو کی حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض
کر کے اوس خوخہ کو بند کروا دیا طبرانی ابی ثعلبہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت
علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کسی سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد شریف میں داخل
ہو کر دو رکعت نماز ادا فرماتے بعد اوسکے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف
لیجاتے اور اونکا حال پوچھتے بعد اوسکے حجرات ازواج مطہرات میں رونق فرما ہوتے
حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گھر میں تشریف لائے ہم نے کھانا آپ کے واسطے تیار کیا
اور ام ایمن نے ہمارے واسطے تھوڑا سا دودھ بھیجا تھا وہ بھی حاضر تھا آپ نے طعام
نوش فرمایا اور دودھ پیا میں نے آپ کے دست مبارک دھلائے آپ نے دست مبارک
چہرہ مبارک اور محاسن شریف پر پھیرے اور دعا کی اوسکے بعد سجدہ میں جا کے
اور رونا شروع کیا ہم لوگ ہیبت سے کچھ دریافت نہ کر سکے امام حسین علیہ السلام
آپ کی پشت مبارک پر گر کر رونے لگا آپ نے اوسکا رونا ملاحظہ فرما کر اپنا
رونا بھول گئے اور اوسکی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے یا ابی انت و امی
یا حسین تو کیوں روتا ہے اوسنے عرض کیا اے باپ ہم نے آپ کو ایسا روتے کبھی
نہیں دیکھا آج آپ کیوں روتے ہیں فرمایا اے بیٹے میں آج تمہارے جمال سے خوشحال ہو
دیکھکر ایسا مسرور ہوا تھا کہ کبھی نہیں ہوا جبرئیل نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے
پاس آکر خبر پہونچائی کہ میری امت تمکو غربت اور کربت کے حالت میں شہید کرے گی
یہ خبر سن کر میں نے دعا کی کہ الٰہی دنیا میں جو رنج و محنت ان پر ہے تو بارے آخرت انکی بخیر کرا

فصل ابتداے حال میں بعضے صحابہ کے گھروں کے دروازے اور راستے مسجد
شریف کی طرف تھے آخر الامر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم سے سب
دروازوں کے بند کرنے کا امر فرمایا سواے دروازہ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے احادیث صحیحہ میں طرق متعددہ سے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام
مرض میں کہ رحلت فرمانے کے کئی دن باقی تھے منبر شریف پر جلوہ فرما ہو کر خطبہ بلیغہ

پڑھتا اور فرمایا کہ حضرت رب العزت نے ایک بندے کو اپنے بندوں مین سے مخیر کیا اسبات
مین کہ اگر چاہے دنیا مین رہے اور چاہے جوار قدس کی طرف نقل کرے بندے نے
یہی اختیار کیا کہ اپنے مولی کے پاس جائے جتنے اصحاب حاضر تھے اون مین سے
کسی کی سمجھ مین نہ آیا کہ آپ کس بندے کا ذکر فرماتے ہین سوائے حضرت خلیفہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ وہ سنتے ہی رو دئے اور سمجھ گئے کہ یہ
اپنے حال سے خبر دیتے ہین اور آپ کا سفر آخرت قریب آپہونچا بعد اسکے حضرت علیہ
الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ سب آدمیون سے زیادہ بذل اور مدد کرنے والا صحبت
اور مال مین ابوبکر ہے اگر مین سوا خدا کے کسی اور کو خلیل اپنا ٹھہراتا تو ابوبکر رضی کو ٹھہراتا
ولیکن اخوت اسلام باقی رہے جتنے دروازے مسجد کی طرف ہین بند کر دو سوائے دروازہ
ابوبکر رضی کے اور بعضے احادیث مین آیا ہے کہ کوئی خوخہ مسجد مین چھوڑ دو سوائے خوخہ ابوبکر رضی کے
اور خوخہ اوس طاق کو کہتے ہین جو گھر مین روشنی کے واسطے رکھتے ہین اگر خوخہ پائین
کی طرف واقع ہو تو اوس طرف سے آنا جانا بھی ہو سکتا ہے اور خوخہ ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ اسی قبیل سے تھا کہ اکثر اوسی طرف سے مسجد شریف مین حاضر ہوتے اسی واسطے
اور احادیث مین اوسپر اطلاق باب کا بھی واقع ہوا ہے والا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
کے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف واقع نہ تھا علمائے سنت وجماعت کو اس حدیث سے
تمسک ہے فضل حضرت ابوبکر مین سارے صحابہ کرام پر علی الخصوص جبکہ یہ امتیاز دم آخر
حیات آن سرور علیہ الصلوۃ والسلام مین حاصل ہوا ہو یہان تک کہ نقل کرتے ہین
کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اپنے گھر مین ایک سوراخ کھولن
کہ آپ کو برآمد ہوتے وقت دلنشرا سے دیکھ لیا کرون آپ نے فرمایا کہ ایک
سوئی کے ناکے کے برابر چاہو تو روا نرکھون گا اس درمیان مین بعضے لوگون نے
آپس مین کہا کہ اپنے دوست کا دروازہ کھول دیا اور سبکا دروازہ بند کر دیا آپ نے
فرمایا کہ یہ بات مین نے اپنی طرف سے نہین کی حق تعالی نے حکم دیا ہے اور مجھکو
آپس مین کہتے سنا ہے اور فرمایا کہ ابوبکر کے دروازے پر ایک نور دیکھتا ہون

اور دوسروں کے دروازوں پر ظلمت بعضے علماء نے باب تاویل میں اگر ادعا کیا ہے یہ
اس حدیث سے ظاہر مراد نہیں بلکہ باب سے مراد باب خلافت ہے اور سبھوں کے دروازہ
بند کرنے سے کام یہ ہے منع طلب خلافت ہے ورنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کوئی گھر
مسجد نبوی کے برابر نہ تھا بلکہ ایک گھر اونکا عوالی مدینہ میں تھا اور دوسرا فتح میں یہ بات
اس بعض کے سبب تکلف نہیں یہ جو کہتا ہے کہ کوئی گھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا متصل مسجد
نبوی کے نہ تھا اوسکی تحقیق یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر متعدد سے
یہ تعدد ازواجات اور وہ گھر جسکے دروازہ کھولنے کا حکم دیا گیا تھا قریب تھا
مسجد نبوی سے باب السلام اور باب الرحمۃ کے درمیان میں کہ ایک وقت میں اوس گھر کو
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس چار ہزار درہم کو بیچ کردہ مال ایک قوم مہ کرہ اوسکے
یا ان کہیں سے آئی تھی انفاق کر دیا شیخ ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری میں نقل کرتے ہیں
کہ اسباب میں احادیث اور بھی منقول ہیں کہ ظاہر ان احادیث کا مخالف ہے مضمون
مذکور کا از جملہ اون احادیث کے ایک حدیث سعد بن وقاص کی ہے وہ کہتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب دروازے بند کرنے کا حکم دیا سوا دروازہ علی
بن ابی طالب کے اور تخریج اس حدیث کے احمد اور نسائی ہیں اور اسناد اس حدیث کے
قوی ہیں طبرانی اوسط میں ثقات سے نقل کرتے ہیں کہ سارے صحابہ کرام جمع ہو کر آئے
اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے سبکے دروازے بند کر دیئے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا
فرمایا نہیں میں نے بند کیا نہ میں نے کھولا خدا نے بند کیا اور خدا نے کھولا مجھکو حکم دیا گیا ہے
میں سبکے دروازے بند کر دادوں سوا اسکے دروازہ علی کے اور بھی امام احمد و نسائی
بہ نقل ثقات ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سب دروازوں کے بند
کرنے کا حکم ہوا سوا اسکے دروازہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کہ اوسکے گھر کا دروازہ
مسجد ہی کی طرف تھا اور دوسری راہ نہ تھی یہاں تک کہ حالت جنابت میں بھی اسی راہ سے
آتے جاتے تھے اور امام احمد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لاتے ہیں کہ وہ کہتے
تھے کہ ہم لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بہترین مردم بعد سرور انبیاء صلی اللہ علیہ

وسلم کے ابوبکر کو جانتے تھے اونکے بعد عمر بن خطاب کو اور مواہب لدنیہ مین حدیث بخاری عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما سے لاتا ہے کہ کہا اونھون نے کہ تھے ہم افضل جانتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانے مین ابوبکر کو پھر اونکے بعد عمر کو پھر اونکے بعد عثمان کو اور دوسری روایت
مین ہے کہ برابر نہین کرتے تھے ہم ان تین شخصون سے کسی کو اتھی اور سید علیہ الرحمہ
نے فقط ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کہا ہے اور اتنا زیادہ کیا کہ کہا حضرت عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ تعالی نے تین فضیلتین علی ابن ابی طالب کو دین مین اگر اون
فضائل مین سے ایک فضیلت بھی مجھ مین ہوتی تو مین اپنے تئین دنیا و مافیہا سے
بہتر جانتا ایک تو یہ کہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی صاحبزادی اونکے نکاح
مین دی اور اوس سے اولاد ہوئی دوسرے یہ کہ سب کے دروازے بند کروا دینے کا حکم ہوا
سوا اونکے دروازے کے تیسرے یہ کہ خیبر کے دن جھنڈا اونکے ہاتھ مین دیا گیا اور
نسائی روایت کرتے ہین کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے لوگون نے پوچھا کہ عثمان و علی
کے حق مین تم کیا کہتے ہو اونھون نے یہی حدیث پڑھکر کہا کہ علی سے کچھ نہ پوچھو
اور اونکا کسی سے قیاس نکرو دیکھو کہ اونکی قدر و منزلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نزدیک کتنی ہے ہم سب کے دروازے بند کروا دینے کا حکم دیا سوا دروازہ علی کے شیخ
ابن حجر کہتے ہین کہ ہر ایک اون احادیث سے صحت اور قبول کے لائق ہے علی الخصوص
جبکہ بعضے طرق کے بعض سے تائید اور تقویت ہوئی ہو اور بھی ابن حجر کہتے ہین کہ ابن
جوزی نے اس حدیث کو جو شان علی مرتضی سلام اللہ علیہ مین واقع ہوئی موضوعات
مین لکھا ہے اور اوسکے بعضے طرق پر کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخالف اوس حدیث صحیح
کے ہے جو باب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مین وارد ہوئی ہے غالباً رافضیون نے اوسکو
اوسکے معارضے مین وضع کی ہے اور بھی شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ ابن جوزی نے صاف
مین خطا سے تشنیع کی ہے کہ اس حدیث کو فقط توہم معارضہ سے وضعی ٹھہرائی اس حدیث
کے طرق بہت ہین بعضے اون طرق سے صحت اور حسن کے درجے کو پہونچے ہین اور
یہ حدیث حدیث ابوبکر کے ساتھ معارض نہین ہے جمع اور توفیق ان دونون حدیثون کے

درمیان مین ثابت ہے اور بزاز اپنی مسند مین اسکو لایا ہے اور کہتا ہے کہ حدیث علی روایات
اہل کوفہ سے ہے اور حدیث ابی بکر روایات اہل مدینہ سے ہے اور حاصل وجہ توفیق کا یہ ہے
کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سد ابواب کا حکم دیا تو باب علی رضی اللہ عنہ کو اوس سے
مستثنے کیا ہوگا اسواسطے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد ہی کیطرف تھا
اور سوا اوسکے کوئی راہ آنے جانے کی نہ تھی اور مؤید اس کلام کا وہ ہے جو ترمذی حدیث
ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے علی سلام اللہ علیہ سے فرمایا کہ جنابت کی حالت مین کوئی شخص اس مسجد مین درآنا
مگر مین اور تو اسوقت سارے دروازے بند کر دیے سوا باب علی کے اور دوسرے
وقت کھڑکیون اور دروازون کے بند کرنے کا حکم دیا اوسوقت استثنا کیا ابی بکر کا
سارے اصحاب مین اسواسطے کہ اون کا کوئی ایسا دروازہ نہ تھا جسکی راہ مسجد کیطرف ہو
جیسا حضرت علی کا تھا اونکا فقط ایک دریچہ تھا مسجد کیطرف جیسا کہ علماے سیر اور احادیث
نے اسکی تحقیق کی ہے اور طحاوی نے مشکل الآثار اور کلاباذی نے معانی الاخبار
مین اسی توجیہ کے ساتھ توفیق مین تصریح کی ہے یہان تک تمام ہوا خلاصہ کلام شیخ
ابن حجر کا شرح صحیح بخاری مین سید علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ جو چیز دلالت کرتی ہے اس بات پر
کہ قضیہ فتح باب علی مرتضی مقدم ہے یہ ہے کہ ابن زبالہ نقل کرتے ہین کہ جب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اصحاب کے دروازون کے بند کرنیکا حکم دیا سوا دروازہ
علی رضی اللہ عنہ کے تو سیدنا حمزہ بن عبد المطلب حضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ و
سلم مین حاضر ہوئے اور آنکھون سے اونکے آنسو جاری تھے اور کہتے تھے کہ یا رسول اللہ
آپ نے اپنے چچا کو باہر کیا اور چچا کے بیٹے کو اندر بلایا فرمایا اے چچا مین مامور ہون
مجھکو اس امر مین اختیار نہین اس روایت مین ذکر سید الشہدا سے معلوم ہوا کہ قضیہ
فتح باب علی رضی اللہ عنہ سابق ہے اسواسطے کہ قضیہ فتح خوخہ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض موت مین واقع ہوا اور شہادت سیدنا حمزہ رضی اللہ
عنہ کی غزوہ احد مین ہوئی اور سید علیہ الرحمہ نے قضیہ فتح باب علی کو بہت سے

احادیث سے بہت طرح سے ثابت کیا ہے ازجملہ اون احادیث کے یہ ہے کہ ابن زبالہ
اور یحییٰ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت لاتے ہیں کہ سب اصحاب
کرام مسجد شریف میں بیٹھے تھے کہ یکایک منادی نے ندا دی یاایہا الناس سدوا
ابوابکم یہ ندا سنکر سب کے سب چونکنا ہوئے لیکن کوئی شخص اپنی جگہ سے اوٹھا نہیں
پھر دوسری بار ندا آئی یاایہا الناس سدوا ابوابکم قبل ان ینزل العذاب
آدمی سب نکل کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے علی مرتضیٰ بھی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑے ہو گئے تو علی مرتضیٰ کی طرف آپ نے متوجہ ہو کر فرمایا
تو کیا کھڑا ہے جا اپنے گھر میں بیٹھ اور اپنے گھر کے دروازے کو بدستور رکھ اس بات کے سننے
سے لوگوں کے دلوں میں کچھ دریغ سا آیا اور آپس میں کچھ گفتگو کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو غصہ آیا اور آپ منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنا کے الٰہی جل علا
وشانہ کے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تو ایک مسجد بنا کہ
موصوف ہو بصفت طہارت اور اوس میں کوئی نہ رہے سوا تیرے اور ہارون کے
اور سوا ہارون کے دونوں بیٹوں کے کہ شبر اور شبیر ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے وحی
کی مجھ کو کہ میں ایک مسجد طاہر بناؤں اور اوس میں کوئی ساکن نہو سوا میرے اور علی کے
اور علی کے دونوں بیٹوں کے کہ حسن اور حسین ہیں پس میں نے مدینے میں آن کر مسجد
بنائی اور تمکو مدینے کے آنے میں اور مسجد کے بنانے میں مجھے اختیار نہ تھا
میں نہیں کرتا مگر وہ کام جسکا حکم آتا ہے اور نہیں جانتا مگر وہ چیز جسے اللہ مجھے بتاتا ہے
میں ناقے پر سوار ہوا اور باہر آیا اور قبائل انصار میرے آگے آئے تا کہ میں اونکے
یہاں اوتروں اور میں اونکے کھینچنے سے نہیں اوترا اور میں نے کہا کہ میرے
ناقے کو روکو نہیں وہ مامور ہے جہاں بیٹھ جاوے گی میں وہیں اوتروں گا اور وہیں
میرے رہنے کی جگہ ہوگی قسم ہے خدا کی دروازوں کو نہ میں نے بند کیا ہے نہ میں نے
کھولا ہے اور علی کو اندر میں نہیں لایا بلکہ خدا لایا ہے میں کیا کروں اور حق
یہ ہے کہ حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بسبب صحت کے قبول کرنا واجب ہے اور یہ حدیث

علی رضی اللہ عنہ کا بسبب کثرت طرق کے انکار نہیں ہو سکتا لیکن سلسلہ اور روا
تضعیف ہوئی ہون اور وجہ توفیق وہی ہے جو پہلے مذکور ہو چکی جیسا کہ شیخ ابن حجر
علماے حدیث سے نقل کیا ہے وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَبِیَدِہٖ اَزِمَّۃُ التَّحْقِیْق

باب ساتواں بیان تغیرات اور زیادات مین جو بعد رحلت فرمانے
صلے اللہ علیہ وسلم کے مسجد نبوی مین ائمہ اور امرا و سلاطین سے ظہور مین آئی
ذکر اون کے اوضاع اور احوال مین بسبیل اختصار اور اجمال پہلے مسجد نبوی مین
زیادتی اور بڑھاؤ حضرت امیر المومنین امام المتقین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
کے زمانے مین واقع ہوئی اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو بکر
رضی اللہ عنہ کو یا فرصت نہین ہوئی یا اونکے خاطر شریف مین مصلحت نہ تھی کہ مسجد کو
تغیر دیتے اونکے وقت مین اتنی بات البتہ ہوئی کہ بعضے ستون جو گر پڑے تھے اونکی
اور ستون اوسی جنس کی شاخون خرما سے بٹھا دئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس باب مین اشارہ پا چکے تھے سن سترہ ہجری
مین قبلہ اور مغرب کی طرف مسجد نبوی کو بڑھایا اور مشرق کی جانب ویسا ہی چھوڑا
اوس طرف حجرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن تھے اور اسقدر بڑھایا کہ طول
مسجد کا قبلہ سے شامی النگ تک ایک سو چالیس گز کا ہوا اور عرض اوسکا جانب
مشرق سے جہت غربی تک ایک سو بیس گز کا ٹھہرا اور فرمایا کہ حضرت علیہ
والسلام نے مجھسے فرمایا تھا کہ تو مسجد کو بڑھانا سو اسکے مین نے بڑھائی اور میں
یہ بات مین ہرگز نہ کرتا اگرچہ جگہ تو میدون پر تنگی کرتی اور یہ حضرت عمر رضی
کی بھی از جنس بنائی حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تھی یعنی اونھون نے
ستون اور خرما کی شاخون اور لکڑیون سے بنائی نقل ہے کہ دار عباس رضی اللہ
عنہ مسجد شریف نبوی کے پاس تھا عمر رضی اللہ عنہ نے اون سے کہا
مسجد مسلمانون پر تنگی کرتی ہے اور مین چاہتا ہون کہ وسیع ہو
ایک طرف اوسکے حجرات امہات المومنین ہین اور دوسری طرف تو

حضرات امہات المومنین کو دیتے تھی تو میری مجال نہیں رہا تمہارا گھر اوسکو یا تم بیچ ڈالو
اسکی جو قیمت کہو میں بیت المال سے ادا کروں یا اسکی عوض میں جو مکان مدینے میں
جس جگہ تمکو پسند ہو ویسے تم کہو میں تمہیں دلوا دوں یا اس گھر کو مسلمانوں پر تصدق کرو
بہر حال ان تین شقوں سے ایک شق تمکو اختیار کرنا چاہیے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا
لا واللہ میں ان تین شقوں میں سے کوئی شق اختیار نہیں کروں گا یہ وہ جگہ ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے جدا کی اور اختیار فرمائی ناچار حضرت ابی بن کعب رضی اللہ
عنہ کو رفع مخاصمت کے واسطے حکم دیا انہوں نے ایک حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنی تھی عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھی وہ حدیث یہ ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ حق تعالی نے داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ
میرے واسطے ایک گھر بنا ایسا کہ میری یاد اوس گھر میں کریں داؤد علیہ السلام نے
بیت المقدس کی بنا ڈالی ناگاہ بنائی عمارت کا خط ایک طرف سے ایک
اسرائیلی کے گھر پر آیا داؤد علیہ السلام نے صاحب خانہ سے کہا کہ اس گھر کو تو ہمارے
ہاتھ بیچ ڈال اوسنے قبول نہ کیا اور کسی قیمت پر نہ مانا داؤد علیہ السلام نے اپنے دل میں
یہ بات ٹھہرائی کہ اس گھر کو اس اسرائیلی سے جس طرح بنے لے لیا چاہیے اللہ تعالی نے
وحی بھیجی کہ اے داؤد علیہ السلام میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو ایک گھر بنا کہ اوس میں
میری عبادت کریں تو آدمیوں کے گھر غصب کرنا چاہتا ہے تیری عقوبت یہ ہے کہ تو اس گھر کو
نہ بنا داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا میری اولاد میں سے کسی کو توفیق دے
کہ اس بنا کو تمام کرے پس بعد داؤد علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام نے اوس بنا کو تمام
کیا جس وقت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پڑھی حضرت عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اوس گھر کی بابت کچھ تعرض نہ کیا بعد
اسکے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ اس گھر کو مسلمانوں کے واسطے
تصدق کیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوس جگہ کو مسجد میں داخل کر لیا اور ایک گھر
جعفر بن ابی طالب کا اوس گھر کے پاس تھا نصف اوس گھر کا ایک لاکھ درہم کو

خرید کر کے مسجد شریف مین داخل ۔ دوسرا نصف اسکا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے
مین مسجد مین داخل ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باہر مسجد شریف مین شرقی [illegible]
پر ایک چبوترہ کہ اوسکا نام بطحا رکھا تھا بنایا تاکہ جسکا جی شعر پڑھنے کو یا کوئی بات
بلند کرنے کو چاہے تو وہان جا کے اور مسجد شریف مین آواز بلند نکرے اور شعر نہ پڑھے
ایک روز دو آدمی آواز بلند سے مسجد شریف مین باتین کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ دیکھو تو یہ کون لوگ ہین لوگون نے عرض کیا کہ طائف کے ہین فرمایا اگر
غریب الوطن اور مسافر نہوتے تو اپنی سزا کو پہونچتے یہ مسجد پیغمبر ہے اسمین آواز بلند کرنا
جائز نہین اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک [illegible]
حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسان بن ثابت کی طرف گذرے وہ مسجد مین بیٹھے شعر پڑھ [illegible]
تھے حضرت نے اونکی طرف غصے کی نگاہ سے دیکھا حسان بن ثابت نے کہا کہ
تم کیا دیکھتے ہو اے امیر المومنین مین نے اوس شخص کے سامنے شعر پڑھا
جو تمسے بہتر تھا یعنی سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم ابو ہریرہ وہان حاضر تھے حسان
اونکی طرف منھ کر کے کہا کہ اے ابو ہریرہ مین تجھکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہون
کہ تو نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ اللھم
ایّد حسانا بروح القدس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللھم نعم یعنی ہان
ایسے ہی فرماتے تھے جیسا تو کہتا ہے **فائدہ** مسجد مین شعر پڑھنا جو حرام ہے وہ شعر
جاہلیت اور اہل بطالت ہے اور جو مشتمل ہو کذب اور زور پر رواہ الترمذی حضرت
رضی اللہ عنہا سے حدیث لاتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت
کے واسطے مسجد مین منبر رکھتے تھے کہ اوسپر کھڑے ہو کر کفار کی ہجو پڑھتے اور کلام
فصل یہان پر یہ حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الشعر
حسنہ حسن وقبیحہ قبیح دوسری مرتبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ نے مسجد
بڑھایا اور زیادت اس بنا کی زیادہ ہوئی زیادت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے دیوارین اور ستون منقش پتھر کے اور چھت ساج

لکڑی سے بنائی اور پہلی اور دوسری بنا کو ہدم کرکے ستونوں کو لوہے اور شیشے کے عمودون سے
مستحکم کیا اور اکثر زیادت جو واقع ہوئی تو جانب شامی کی طرف اور قبلہ اور مغرب کی طرف
کم اور جانب شرقی کو بجہت حجرات ازواج مطہرات سے اپنے حال پر چھوڑا اوس
طرف کچھ زیادتی اور کی نہین کی اور ابتدائی عمارت عثمان رضی اللہ عنہ کی ماہ ربیع الاول
سن انتیس ہجری مین واقع ہوئی اور اتمام اوسکا اول محرم سن تیس مین ہوا پس سب مدت
عمارت دس مہینے ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ عمارت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی
آخر سال خلافت سن پنتیالیس ہجری مین واقع ہوئی لیکن مشہور قول اول ہے اور صحیح مسلم
مین آیا ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو لوگون مین اس
بات سے کچھ انکار پیدا ہوا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مَن بَنیٰ مَسجِداً بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیتاً فِی الجَنَّۃِ
اور شاید آدمیون مین انکار ہدم کرنے بنای اول اور منقش پتھرون کے لگانے کی جہت سے
پیدا ہوا ہوگا نہ اصل زیادت سے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ہوئی
اسواسطے کہ اصل زیادت کی اجازت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع
ہوئی اور حدیث ابو ہریرہؓ مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس
میری مسجد کو صنعای یمن تک بناوین تو وہ میری ہی مسجد ہے نقل کرتے ہین کہ جب سن
چوبیس ہجری مین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے تو آدمیون
نے مسجد کی تنگی سے جو جمعہ کے روز واقع ہوتی تھی شکایت کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
نے اسباب مین اصحاب کرامؓ سے جو اہل فتوے اور اصحاب رای تھے مشاورت کی
اجماع منعقد ہوا حضرت نے منبر پر چڑھ کر اس مضمون مین خطبہ پڑھا اور اثبات مین حدیث
نبوی کی اور قول سیدنا عمرؓ اور اجماع صحابہؓ کو متمسک کیا کہ شبہات لوگون کے اذہان سے
اٹھ گئے پھر عمال کو طلب کیا اور بنائے مسجد شروع کی اور آپ خود بھی کام کرتے تھے
ور باوجود صائم الدہر اور قائم اللیل ہونے کے مسجد سے باہر نہ نکلتے تھے ابن قتیبہ
روایت کرتے ہین کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ بنائے عثمانی کے وقت کہتے تھے کہ کاش کے

یہ بنا تمام ہوا ایک طرف سے بنتے تو دوسری طرف سے گرتے لوگوں نے کہا یا ابا اسحٰق
تم ایسی بات کیون کہتے ہو آخر تم ہم سے یہ حدیث نقل نہین کرتے تھے کہ ایک نماز
اس مسجد مین افضل ہے ہزار نماز سے دوسری مسجدین سوا مسجد الحرام کے اونھون
ان مین کیون نہین کہتا تھا اور اب بھی اوسی بات پر ہون مگر اس عمارت کی بنائی جیتا
سے اسمان سے ایک فتنہ نازل ہوا ہے کہ درمیان اوس فتنے کے اور درمیان
زمین کے ایک بالشت فرق باقی ہے اور زمین پر گرنا اوس فتنے کا اس عمارت کے
اتمام پر موقوف ہے او عنقریب یہ عمارت تمام ہوئی او دھر فتنہ نازل ہوا لوگون نے
پوچھا وہ فتنہ کیا ہے اونھون نے کہا اس شیخ یعنی عثمان بن عفان کا قتل ہوجانا
ہے ایک شخص نے پوچھا کہ عثمان کا قتل مثل قتل عمر ہے اونھون نے کہا نہین بلکہ
اوس سے سو ہزار مرتبہ زیادہ ہے بعد اوسکے عدن سے روم تک قتل ہی قتل او
ہلاک ہی ہلاک ہوگا شاید حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے اشارہ اسبات کیطرف کیا
کہ بعضے لوگون کے دلون مین پہلے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ
عداوت تھی اور ہدم بنای مسجد سے دو زیادہ ہوگئی اور وہ لوگ فتنہ انگیزی کرتے کو
اتمام مسجد شریف کے منتظر تھے بعد اسکے جیسا فتنہ اونھون نے اوٹھایا ظاہر ہے اور عہد
امارت مروانیہ مین جو فساد اور قتال وکشت وخون کثرت سے ظاہر ہوا اوسکا بھی
سبب قوی قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھا اور اون ہی کا ارادہ انتقام چنانچہ سیاق
بیان واقعہ حرہ سے جو یزید کے زمانے مین واقع ہوا اور سوا اوسکے اور وقائع سے
اوسکی طرف اشارہ پاسکتے ہین تیسری مرتبہ مسجد نبوی مین تغیر اور زیادت ولید بن
عبد الملک بن مروان کے ہاتھ سے واقع ہوئی پہلے اوس سے کسی نے خلفا اور
امرا سے عمارت عثمانیہ مین دخل نہین کیا تھا اور اس وقت مین ولید کی طرف سے
عامل مدینہ عمر بن عبد العزیز تھے اونکو ولید نے لکھا کہ مسجد شریف کے گرد جسقدر
مکان واقع ہوا سے مول لے لے اور جو شخص بیچنے سے انکار کرے تو اوسکا گھر گرا
اور بدل مین اوسکے کچھ مال دے اگر مال بھی نہ لے تو گھر بھی چھین لے اور مال فقرا

دے دے اور حجرات ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مسجد مین داخل کر دے عمر بن عبد العزیز نے موافق اوسکے لکھنے کے عمل کیا اور حجرات امہات المومنین کو ہدم کر کے داخل مسجد شریف کیا نقل کرتے ہین کہ جس روز یہ حکم ولید کا مدینہ مطہرہ مین آیا اور حجرات ازواج مطہرات کا ہدم واقع ہوا اوس روز مدینے مین ایک قیامت برپا تھی اور کوئی ایسا نہ تھا کہ ہدم حجرات کو دیکھکر روتا نہ تھا حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے کہ کاش حجرات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حال پر رکھتے تو اچھا ہوتا کہ پچھلے آنے والے دیکھتے اور عبرت لیتے کہ سلطان کون و مکان سید انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات دنیا کس طرح سے کاٹی ہے اور کیا زہد اختیار کیا ابن زبالہ بعضے اہل علم سے روایت کرتے ہین کہ جب ولید بن عبد الملک حج کو آیا تو بعد اتمام مناسک حج کے مدینے مین بھی آیا ایک روز مسجد شریف کے منبر پر خطبہ پڑھتا تھا اثنا ے خطبہ خوانی مین اوسکی نظر حضرت امام حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے جمال باکمال پر پڑی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین بیٹھے تھے اور اپنے جمال جہان آرا کو آئینے مین مشاہدہ فرماتے تھے جب ولید منبر پر سے اوترا تو عمر بن عبد العزیز کو بلا کر بہت جھڑکی دی کہ تونے ان لوگون کو ابتک یہان کیون چھوڑ رکھا ہے اور نکال کیون نہین دیا مین نہین چاہتا کہ اسکے بعد مین پھر انکو یہان دیکھون گھر اسکے مول لے کر مسجد مین داخل کر دے حضرت فاطمہ بنت حسین علیہ السلام اور حسن بن حسن علیہ السلام اور اولاد اونکی سلام اللہ علیہم اجمعین گھر کے اندر تھے اونھون نے باہر نکلنے سے انکار کیا ولید نے حکم دیا کہ اگر گھر سے نہ نکلین تو گھر اونپر گرا دو اور بغیر اونکی اجازت گھر سے اسباب باہر نکالنے لگے اور گھر کو ویران کرنے لگے تو بحکم ضرورت باہر نکلے اور روز روشن مین مخدرات اہل بیت کرام مدینے کے باہر گئے اور ایک جگہ اپنی سکونت کے واسطے اختیار کی اور بعضی روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ولید کے آنے سے پہلے اوسی حکم سے عمر بن عبد العزیز کے ہاتھ سے واقع ہوا اسبات ہزار دینار گھر کے بدل مین اونکو دیتے تھے حضرت امام حسن بن امام حسین سلام اللہ علیہما نے قسم کھائی کہ یہ دینار ہرگز نہ لونگا یہ قضیہ عمر بن

عبد العزیز نے ولید کو لکھا اوسنے حکم بھیجا کہ بہتر ہے وہ دینار جو ہزار انکو [illegible] سب سے تحقیق لو اور
انکو باہر نکال دو اور بیت المال میں داخل کرو کچھ نزاع حضرت ام المومنین حفصہ کے
گھر پر واقع ہوئی جس میں اولاد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رہتی تھی جب اولاد حضرت
عمر رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم گھر سے باہر نہ نکلینگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے گھر کی عوض کچھ نہ لینگے تو حجاج بن یوسف بھی اوس وقت مدینہ منورہ میں تھا اوسنے
حکم دیا کہ گھر انپر گرا دو لیکن اس قضیے کو ولید نے سنکر عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ اولاد عمر
بن خطاب کی دلجوئی کر اور انکو راضی رکھ اور قیمت گھر کی انکو دے اگر نہ لیں تو انکا اکرام کر
اور کچھ تھوڑی سی زمین اونکے گھر کی اونکے تحت تصرف میں رہنے دے اور مسجد کیطرف
اونکا دروازہ بھی باقی رکھ اور زمانہ ولید میں طول مسجد دوسو گز اور عرض ایک سو ستر گز کا
ہوا اور ولید نے مسجد شریف کی عمارت میں نہایت تکلیف اور تصنع کیا یہانتک کہ چھتیں اور
دیواریں اور ستون سب مُطلّا اور مرصع جواہر سے کیے اور انواع طرح کے نقش ونگار سے
اوسکو بھر دیا اور اوس نے حکم بھیجا قیصر روم کو کہ جتنے صنّاع اور استادکار ہاتھ لگیں روانہ
کرے قیصر روم نے حسب الامر چالیس استادکار رومی اور چالیس قبطی مسجد بنانیکو اور
ساتھ اسی ہزار دینار اور زنجیریں نقرئی اور قندیلیں اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس ہزار
مثقال طلا اور چیزیں جواہرات سے مرصع پیشکش کئے اور علامت محراب جو اسوقت مساجد
میں متعارف ہے اوسی سے ایجاد ہے اور اوس سے پہلے نہ تھی روایت کرتے ہیں کہ ایک
شخص نے عمّال روم سے چاہا تھا کہ معاذ اللہ حجرہ مبارک پر پیشاب کرے بمجرد اس قصد کے
ایسا زمین پر گرا کہ سر اوسکا ریزہ ریزہ ہوگیا بعضے اون میں سے اس حال کو دیکھکر مسلمان
ہوگئے اور ایک دوسرے ملعون نے اونمیں سے مسجد شریف کے قبلہ کی دیوار پر سور کی
تصویر کھینچی تھی عمر بن عبد العزیز نے اوسکی گردن مارنے کا حکم دیا موافق اونکے حکم کے
عمل میں آیا اوس خبیث کو جہنم واصل کیا اور نقل کرتے ہیں کہ جو کوئی شخص اون میں سے
کسی درخت کی صورت یا کوئی اور نقش خوبصورت کھینچتا تھا تو تیس درہم اوسکی اجرت پر
بطریق انعام کے اور زیادہ کرتے تھے ابن زبالہ نقل کرتے ہیں کہ جب ولید مدینے میں آیا

عمارت مسجد شریف تمام ہو چکی تھی ایک روز تماشا ہی عمارت مسجد مین ٹہلتا تھا اوسکی نظر
جا بجا ہوکی سقف مقصورہ پر پڑی اوسکو دیکھکر بہت پسند کیا اور تحسین اور آفرین کر کے
کہا کہ ساری مسجد کی چھت تمنے ایسی کیون نہ بنائی عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ ساری
مسجد اگر ایسی بنتی تو خرچ بہت پڑتا اوس نے کہا کیا مضائقہ تھا جتنے خرچ مین بنتی بنواتے
عمر بن عبدالعزیز نے کہا یا امیر المومنین آپ کو معلوم ہے کہ دیوار قبلہ پر کیا خرچ پڑا
اوسکے فقط نقش و نگار پر سینتالیس ہزار دینار صرف ہوا ہے ولید یہ بات سنکر
پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ اتنا خرچ تو نے کیون کہا کیا تو سنا اپنے باپ کا
خزانہ سوچا تھا اور یہ بھی نقل کرتے ہین کہ اثنا سے تماشا سے مسجد مین حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کے ایک صاحبزادے سے اوس سے ملاقات ہوئی کہنے لگا کہ دیکھ تیرے باپ کی
عمارت کیسی تھی اور ہماری عمارت کیسی ہے اون صاحبزادہ والا رتبت نے جواب دیا کہ
ہان میرے باپ کی عمارت مسجد تھی اور تمھاری عمارت کنائس یہود و نصاری کی سی
ہے اور ابتداے عمارت ولید سن اٹھاسی ہجری مین ہوئی اور اتمام اکانوے سن ہجری مین
پس مدت عمارت کی تین سال ہوئے اور اس عمارت مین چارون گوشون مسجد شریف
پر چار منارے تھے لیکن سلیمان بن عبدالملک حج کو آیا تو وہ منارہ جو نزدیک باب السلام
کے تھا کھدوا ڈالا اور وجہ یہ ہوئی کہ باب السلام کے پاس دار مروان تھا اوسکے صحن مین
اس منارے کا سایہ پڑتا تھا اور ظاہر کلام سمہودی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ولید کی عمارت
سے پہلے منارے کی رسم نہ تھی اوسی نے ایجاد کی ہے واللہ اعلم اور زمانہ ولید مین نماز جنازہ
مسجد شریف مین پڑھنے سے منع کرتے تھے چوتھی مرتبہ مہدی خلیفہ عباسی نے کچھہ مسجد شریف مین
بڑھایا وہ یہ کہ سن ایک سو اکسٹھ ہجری مین مسجد کی شامی النگ کیطرف اوس ستون اور
اور بڑھائے اور رسم تکلف اور تزخرف جو عمارت ولید مین تھی باقی رکھی اور اوس سے
پہلے کسی شخص نے عمارت ولید پر زیادتی نہین کی تھی اور بعد مہدی کے پھر کسی نے
زیادت نہین کی سوا اسکے کہ بعضون نے نقل کیا ہے کہ سن دوسو دو مین مامون خلیفہ نے
کچھہ زیادتیان عمارت مہدی مین کی ہین واللہ اعلم

فصل بیان حجرۂ مبارک مین

جو متصل ہے قبور شریفہ پر پہلے پہل یہ ایک حجرہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گہر مین کھجور کی شاخون سے بنا ہوا موافق اور حجرات حضرت سید کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات کے اسمین بحکم الٰہی جل جلالہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم دفن کیے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے گہر مین رہتی تھین اور اونکے اور قبر شریف کے درمیان مین کوئی پردہ نہ تھا آخر کو جب حضرت کی قبر شریف کی خاک پاک اوٹھانے کو لوگ بے دھڑک گھسنے لگے اور کچھ مبالات باقی نرہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گہر کی دو قسمین کین اور ایک دیوار اپنے مسکن اور قبر شریف کے درمیان مین اوٹھالی اور جبتک حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہان دفن نہین ہولئے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کبھی کبھی جس وضع سے کہ ہوتین حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضر ہوتین اور جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہان دفن ہولئے پھر قاعدہ یہ تھا کہ بغیر ستر کامل اور حجاب کمال کے قبور شریفہ کی زیارت کو نہ آتین اور بعد اسکے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد شریف مین زیادت کی حجرۂ شریفہ کو کچی اینٹون سے بنایا وہ حجرہ زمانہ عمارت ولید بن عبد الملک تک ظاہر رہا عمر بن عبد العزیز نے ولید کے حکم سے اوسکو ہدم کیا اور منقش پتھرون سے پھر بنایا اور اوسکے باہر ایک خطیرہ دوسرا بنایا کیا اور اون دونون خطیرون مین سے کسی مین دروازہ نرکھا اور بعضے کہتے ہین کہ سمت شامی مین ایک دروازہ ہے لیکن مسعودی اور تحقیق پہلا قول ہے اور عروہ سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ اگر حجرۂ شریفہ کو اپنے حال پر چھوڑو اور اوسکے گرد عمارت اوٹھاؤ تو احسن ہے عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے اسی طرح پر حکم دیا ہے سوا امتثال کے مجھے چارہ نہین اور محمد بن عبد العزیز سے روایت کرتے ہین کہ حجرۂ مبارک کی نیؤ کھودنے کے وقت ایک پاؤن ظاہر ہوا بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ وہ پاؤن امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا تھا کہ تنگی مکان سے حجرۂ شریفہ کی نیو مین آگیا تھا اسواسطے کہ قول اصح سے ثابت ہے کہ قبور شریفہ کی وضع اس نہج پر ہے کہ سر مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا محاذی سینہ مبارک جناب سرور کائنات علیہ آلاف التحیۃ والسلام ہے اور سر مبارک حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کا محاذی سینہ مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس شکل پر

نقشہ مدینہ منورہ

پس اس تقدیر پر اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاؤن دیوار حجرہ شریفہ کی بنیاد تک پہنچین کیا بعید
ہے اور بعد شہادت عمر بن عبدالعزیز کے پھر آج تک کوئی حجرہ قبور کے اندر داخل نہین ہوا سوا
اوسکے کہ نقل کرتے ہین کہ سن پانچسو اڑتالیس مین ایک آواز حجرہ شریفہ کے اندر سے سنی
گئی جس سے معلوم ہوا کہ شاید کچھ عمارت گر پڑی تھی تو ایک شخص کو کہ مشائخ صوفیہ سے تھے
کہ طہارت اور نظافت اور ریاضت نفس مین مشہور تھے چند روز اور راتون کو بھوکا رکھکر کہ نظافت
اون مین اور زیادہ ہوجاوے اونکی کمر مین رسی باندھکر چھت کے دریچے سے اندر اوتارا معلوم ہوا
کہ کچھ خاک چھت سے گری تھی اوسکو جھاڑ دیا اور مکان مطہر کو اپنی محاسن سے پاک کرکے
شرف و جمالی حاصل کیا اسی طرح اوسی تاریخ کے قریب کسی مصلحت کے واسطے کہ طہارت
مقام مقدس سے متعلق تھی ایک خوجے کو بھی کہ حجرہ شریفہ کی خدمت پر تعینات تھا
ایک متولی عمارت کے ساتھ اندر اوتارا وہ دونون مکان اطہر کی جاروب کشی سے
ممتاز و سرفراز ہوئے اور سن پانچسو پچاس ہجری کے قریب جمال الدین اصفہانی نے
ایک جالی صندل کی بنواکر گرد حجرہ شریفہ کے نصب کی اونھین دنون مین ابن ابی الہیجا
نے ایک غلاف دیبای سفید کا بھیجا جسپر سرخ ریشمی پھول بنے تھے اور سورہ یسین لکھی
تھی اوسکو مستضئ بامر اللہ خلیفہ عباسی سے اجازت لیکر حجرہ شریفہ پر پہنچایا اوس تاریخ سے
عادت بادشاہون کی یہی رہی کہ ابتدای جلوس مین ایک غلاف حجرہ مبارک کے
واسطے بھیجا کیے چنانچہ اب تک سلاطین روم کا یہی طریقہ ہے اور سن چھسو اٹھتر مین
قلاؤن صالحی کی سلطنت مین حظیرۂ مقدسہ پر قبہ سبز مسجد شریف کی چھت سے اونچا
تانبے کی جالیون سمیت جیسا آج تک موجود ہے بنایا گیا اور پہلے اوس سے قبہ شریفہ
مسجد کی چھت سے آدھے قد آدم سے زیادہ اونچا نہ تھا بعد اوسکے سن آٹھسو
اٹھاسی مین ملک قایتبای بادشاہ مصر نے مسجد نبوی کو پھر بنایا لیکن فرش مسجد شریف کا
ویسا ہی خاک پاک کا رکھا پتھر وغیرہ نہین لگائے کہ اس خاک مین برکت اقدام سید الانام
علیہ الصلوۃ والسلام ہے بعد اوسکے نوسو سیکڑے کے درمیان مین سلطان سلیمان
رومی نے روضہ مقدسہ یعنی روضۃ من ریاض الجنۃ کا فرش سنگ رخام سے کیا

اور سوا اسکے اصل مسجد کو زیادات عثمانیہ سے امتیاز دیا اور گرد روضۃ من ریاض الجنۃ
کے ایک دیوار کھینچ دی اور مقام تہجد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا مترجم عفی اللہ لہ
کہتا ہے کہ بعد اوسکے اب بعد سن بارہ سے ہجری کے سلطان عبد المجید خان
نے بھی اسنے مسجد نبوی پھر نئے سرے سے بنوائی اور نہایت تکلف اور تصنع کیا کہ ویسی اوس سے
پہلے کبھی نہوا تھا ساری مسجد کی قباب اور ہر قبے کو سیسے کی چادرون سے منڈھوایا اور
سطح باطن ہر قبے کا نقوش عجیبہ سے کہ دال ہے کمال صنعت و دستکاری صناعان روم
معمور کیا سارے ستون مطلا اور سارے دروازون کو خصوصاً باب السلام کو سونے کے
لگا دیا اور ساری مسجد مین کیا روضہ کیا غیر روضہ سنگ مرمر کا فرش بچھایا یہان تک کہ
باب جبرئیل کے باہر بھی سنگ مرمر ہی کا فرش کیا اور حرم شریف کے چار دروازے قدیم
تھے اوسنے ایک پانچوان دروازہ اور بنایا وہ باب مجیدی کر مشہور ہے اور پانچ منارون
قدیم مین چار منارے وضع قدیم پر رکھے اور ایک منارہ نئے وضع پر بنایا ہے نہایت خوبصورت
کہ دیکھنے والے کا اوسکے دیکھنے سے دل نہین بھرتا اور اوسکی طرف سے
آنکھ نہین پھرتی اور رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ کو زیادت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک
برنجی بطور کٹہرے کے لگاکر امتیاز دیا اور صحن مسجد سے سوا ے باغ کے کہ باغ فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا کر مشہور ہے کہ ایک کٹہرا سبز اوسکے گرد لگا باقی رکھا اور جو چیز تھی از قسم قبہ
روشنی وغیرہ اوسکو وہان سے نکال ڈالا اور ساری مسجد شریف مین قالین نہایت منقش مکلف کا
فرش بچھایا اور تمام مسجد مین جھاڑ و ہانڈی بہ کثرت آویزان کر دیتے کہ رات پر کثرت
روشنی سے دن کا گمان ہوتا ہے اور سوا اسکے اور بہت سے تکلفات کیے ہین کہ آدمی
اونکو بغیر دیکھے تصور سے خوب معلوم نہین کر سکتا اور حجرہ شریفہ مین سوا ترمیم اور
تجدید الوان کے کچھ اور ہاتھ نہین لگایا اللہ تعالی اسکی جزا مین اوسکی مغفرت کرے اور
اوسکے حق مین شفاعت قبول فرماوے تخمیناً بارہ برس کی مدت مین یہ عمارت تمام ہوئی
اور مین اتمام عمارت بارہ سو اٹھتر ہجری ہین حق یہ ہے کہ اس زمانہ اخیر مین کہ لوگون کے
ایمانون مین ضعف آگیا ہے ایسی ہی مسجد جاہ و جلال کی بنی چاہیے رقت حبیبی اسنے

وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ
أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ إِنْ كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

تک بڑی عظمت اور ہیبت سے پڑھی آدمیون مین ایک حرکت و ہیجان پیدا ہوا قریب
تھا کہ ابو الفتوح کو اوسی مجلس مین مار ڈالین لیکن چونکہ یہ بلاد شریفہ اونھین اشرار کے تصرف
تھی اسواسطے اوسکے قتل مین سرعت اور تعجیل مناسب نہ دیکھی ابو الفتوح کو بھی ایک خوف
پیدا ہوا کہنے لگا کہ واللہ اگر مجکو قتل کرڈالین تو مین راضی ہون اس سے کہ موضع شریف
مین ہاتھہ لگاؤن اور اسی رات کو ایک ہوا ایسی تند چلی کہ زمین ہلتی تھی اور اونٹ مع پالان
اور گھوڑے مع زین گیند کی طرح ڈھلکتے پھرتے ابو الفتوح بھی یہ حال دیکھکر نہایت ہیبت
اور خوف مین آگیا اور بادشاہ کی طرف سے جو اپنے دلمین تمنا ئے کرام رکھتا تھا اوسکے
دل سے نکل گئی آخر کو وہ بھی صدق ہمت سے سالم نکل گیا تیسرا قضیہ جسکو بعض ملاحدہ
سے محب طبری ریاض نضرہ مین نقل کرتے ہین کہ ایک قوم روافض حلب سے امیر مدینہ
پاس آئے اور بہت سا مال اور ہدایا اوسکے لائے اس غرض سے کہ حجرہ شریفہ مین دروازہ
کرکے اجساد مطہرہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو نکالڈالین
امیر مدینہ نے کہ بدمذہب اور طماع دنیا تھا اس بات کو قبول کیا اور اوس فعل نامشروع
و قبیح کا اذن دیا اور بواب حرم شریف کو بلاکر حکم دیا کہ یہ لوگ جسوقت آن کر دروازہ حرم شریف
کھلوائین کھول دینا اور جو فعل یہ کرین اوسکا مانع نہونا بواب کہتا ہے کہ جسوقت نماز عشا سے
لوگ فارغ ہو لئے اور دروازہ حرم شریف بند کیا چالیس آدمی پھاوڑے اور کدال اور
شمعین ہاتھون مین لیکر باب السلام پر آکھڑے ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا مین نے
امیر کے حکم سے دروازہ کھول دیا اور مین ایک گوشے مین جا بیٹھا اور رونے لگا کہ آج
یہ کیا قیامت قائم ہوا چاہتی ہے سبحان اللہ وہ شیاطین ہنوز منبر شریف کے محاذات
تک پہونچنے نہ پائے تھے کہ سب کے سب مع اسباب و الآت جو ہمراہ لائے تھے اوس
ستون کے پاس جو نزدیک دست عثمان کے قریب واقع ہے زمین مین دھنس گئے امیر مدینہ اونکا منتظر
جب دیر ہوئی تو امیر نے مجھے بلاکر اوس قوم کا حال پوچھا مین نے جو کچھہ دیکھا تھا کہہ دیا

امیر نے اسبات کو باور نہ کیا اور کہا تو دیوانہ ہے مین نے کہا امیر خود چل کے دیکھے اب تک
خسف کا اثر باقی ہے اور طبری اس حکایت کو ثقات کی طرف منسوب کرتے ہین جو کہ بصدق
و دیانت مشہور و معروف ہین اور بعضے مورخان مدینہ نے بھی ذکر کیا ہے چنانچہ تاریخ سمہودی
مین مذکور ہے واللہ اعلم **باب آٹھوان مسجد شریف اور رَوضَۃٌ مِن رِیَاضِ الجَنَّۃِ
اور منبر شریف کے فضائل اور خصوصیات اور مناقب مین** از جملہ فضائل مسجد نبوی
یہ حدیث ہے کہ صحیح بخاری مین مذکور ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
صَلٰوۃٌ فِی مَسْجِدِی ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَسَاجِدِ
اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ مسلم بھی مثل اسکے روایت کرتے ہین مگر وہ اتنا اور زیادہ کرتے ہین کہ
فَاِنِّی اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِی اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ پس روایت مسلم کی ملاکر یہ نکلتا ہے کہ ایک
نماز مدینۂ مطہرہ کی مسجد مین برابر ہزار نماز کے ہے جو اور انبیا کی مساجد مین ادا کیجائین جیسے
مسجد اقصی مین کہ سلیمان علیہ السلام کی مسجد ہے سوائے مسجد الحرام کے کہ مسجد ابراہیم
علی نبینا و علیہ السلام ہے چنانچہ اور احادیث مین اس بات کی تصریح آئی ہے طبرانی معجم کبیر
مین ثقات سے نقل کرتے ہین کہ ارقم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئے
کہ بیت المقدس جانے کی رخصت لین آپ نے پوچھا کہ بیت المقدس کیون جاتے ہو کیا
قصد تجارت ہے اونھون نے عرض کیا قصد تجارت نہین مگر اسواسطے کہ وہان جاکر نماز
پڑھون فرمایا ایک نماز میری مسجد مین ہزار نماز کے برابر ہے اوس مسجد مین اور بعضے
احادیث مین آیا ہے کہ ایک نماز بیت المقدس مین ہزار نماز کے برابر ہے اور مساجد مین
پس فضل ایک نماز کا مسجد مدینہ مین اور مساجد کے نماز پر برابر ہزار ہزار نماز کے ہوا مگر استثنا
مسجد الحرام کا کہ فرمایا ہے اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ احتمال رکھتا ہے کہ بیان مساوات کے واسطے
ہوگا درمیان مسجد مکہ اور مدینہ کے یا واسطے بیان زیادتی کے مسجد مدینہ پر یا واسطے کمی
مسجد مکہ کے مسجد مدینہ سے بعضے علما نے احتمال اول کو ترجیح دی ہے یعنے مساوات کو اور
ایک روایت پر امام مالک اور ایک جماعت اونکے احتمال ثالث کی طرف گئی ہین بایں معنی
کہ ایک نماز مسجد مدینہ مین ہزار نماز کے برابر ہے اور مساجد مین سوا مسجد الحرام کے اور مسجد الحرام

سے ہزار نماز سے کم کے برابر ہے ایک نماز مسجد نبوی کی اور اوس کم کی تعیین میں اختلاف
ہے بعضے بالکلیہ اس طرف گئے ہیں کہ مسجد مدینہ کی ایک نماز سو نماز مسجد حرام کے برابر ہے
اور بعضے دوسرے نو سو نماز مسجد حرام کے برابر کہتے ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے
دعوی کو ایک ایک طرح پر احادیث سے مستند کیا ہے اور جمہور علما اس طرف گئے ہیں
کہ استثنا مذکور بیان مزیت مسجد حرام کے واسطے ہے زیادتی ثواب میں مسجد مدینہ پر
اسواسطے کہ وارد ہوا ہے کہ نماز مسجد مکہ کی مسجد مدینہ پر سو درجے زائد ہے اور نماز مسجد
مدینہ کی ہزار درجے زائد ہے اور مساجد کی نماز پر تو نماز مسجد حرام کے اور مساجد کی نماز پر
سواے مسجد مدینہ کے لاکھ درجے زائد ہوئی جیسا کہ دوسری حدیث میں تصریح کے ساتھ وارد ہوا
ہے کہ اَلصَّلوٰۃُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلوٰۃٍ وَالصَّلوٰۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ بِاَلْفِ
صَلوٰۃٍ وَالصَّلوٰۃُ فِیْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ بِخَمْسِمِائَةِ صَلوٰۃٍ اور یہ ورود عدد مزیت
بعضے مساجد کا بعضے پر متفاوت اور مختلف احادیث میں غالب ہے کہ اوقات مختلفہ میں
بحکم الٰہی ہوا ہوگا اور جاننا چاہیے کہ باب فضائل مدینہ مطہرہ میں ہم پہلے اشارہ کر آئے
ہیں کہ زیادتی مذکور رجوع کرتی ہے کثرت اعداد اور زیادتی کیفیت کیطرف اور ہوسکتا ہے کہ
ایک عدد اقل کو باعتبار ثواب اور قبولیت پروردگار کے زیادت ہو اکثر سے اور واقع
ہونا عدد ناقص کا تحت زائد کے ساتھ منافی نہیں ہے اب جانو کہ جس بات پر آگاہ ہونا
واجب ہے یہ ہے کہ یہ زیادت جو مسجد نبوی کی بہ نسبت اور مساجد کی مذکور ہوئی آیا مخصوص ہے
اوتنی ہی مسجد کے ساتھ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں تھی یا شامل ہے
اون زیادات کو بھی جو بعضے خلفا اور امرا کے زمانے میں بعد سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
کے واقع ہوئیں قول مختار موافق احادیث و اعمال سلف و اقوال جمہور علما کے یہ ہے
کہ وہ مسجد شریف مع زیادات مسجد نبوی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ لَوْ مُدَّ هٰذَا الْمَسْجِدُ
اِلٰی صَنْعَاءَ كَانَ مَسْجِدِیْ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے لَوْ مُدَّ مَسْجِدُ
رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰی ذِی الْحُلَیْفَةِ لَكَانَ مِنْهُ اور بھی حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی
اللہ عنہما کا کھڑا ہونا نماز پڑھانے کو محراب زیادت میں دلیل قاطع ہے مساوات

درمیان اصل مسجد اور زیادات کے ورنہ اس فضیلت کا حاصل کرنا ترک نہ کرنے اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا افضل اور اعظم ہونا بہ نسبت سارے مقامات کے باقی ہے ابن تیمیہ کہتا ہے کہ اس باب مین سلف سے خلف تک کسی کا خلاف ظاہر نہین ہے شاید مقصود ابن تیمیہ کا مبالغہ اور تاکید ہے قول مخالفت کے نفی مین ورنہ اسبابت مین کچھ شک نہین کہ بعضے علما احکام کو اصل مسجد کے ساتھہ خاص کرتے ہین اور امام نووی کے بعض کتب مین اسبابت مین خلاف مذکور ہے اگرچہ محب طبری نقل کرتے ہین کہ امام نووی نے اوس قول سے رجوع کیا ہے وہو الصواب فائدہ اکثر علما کے نزدیک مضاعفت مذکورہ مین فرض ونفل دونون برابر ہین اور بعضے علمای حنفیہ اور اکثر مالکیہ اس حکم کو فرض کے ساتھہ خاص کرتے ہین ایک حدیث کی جہت سے کہ آپ نے فرمایا ہے اَفْضَلُ صَلٰوۃِ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ لیکن ظاہر ہو چکا ہے کہ بغیر مضاعفت کے فضیلت پائی جاسکتی ہے اور ساتھ اسکے ہو سکتا ہے کہ نماز نفل کے اور مدینے کے گھرون مین مضاعفت ہو اون نمازون سے جو اور بلاد کے گھرون مین ادا کی جاتی ہے جیسا کہ شیخ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے اور جیسا مضاعفت مین نماز کا حال ہے اسی طرح ساری خیرات اور ساری عبادات بھی یہی حکم رکھتی ہین چنانچہ بیہقی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَالْجُمُعَۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ جُمُعَۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَشَھْرُ رَمَضَانَ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ شَھْرِ رَمَضَانَ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اور یہ بات بھی جاننی چاہیے کہ مضاعفت مذکورہ کے معنی یہ ہین کہ ثواب کثیر ہات لگتا ہے نہ یہ کہ ایک نماز مسجد نبوی یا مسجد الحرام مین پڑھکر اس گمان سے کہ ہزار نماز یا لاکھہ نماز سر سے ساقط ہو گئین پھر نماز پڑھنا چھوڑ دے وہٰذا ظاہر اور ایک عالم نے کہا ہے کہ مین نے ایک نماز مسجد الحرام کا حساب کیا تھا پچپن برس چھہ مہینے بیس روز کے نماز کے برابر ہوتی ہے قطع نظر اوس تضاعف سے جو مسجد مکہ کی سوا اور

جلکو مین ایک حسنہ کے دس لکھے جاتے ہین اور قطع نظر اوس تضاعف کے جو جماعت اور مسواک وغیرہ پر مترتب ہین ورنہ گنتی اوس حد کو پہنچ جاتی ہے جسکا شمار مشکل ہو فسبحان اللہ ذی الفضل العظیم والصلوٰۃ علی النبی و رسولہ الکبیر الکریم
اور از جملہ اوسکے وہ حدیث ہے کہ احمد طبرانی نے بہ نقل ثقات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ من صلی فی مسجدی اربعین صلوٰۃ اور زیادہ کیا طبرانی نے لا تفوتہ صلوٰۃ کتب لہ براءۃ من النار و براءۃ من العذاب و براءۃ من النفاق یعنی آپ فرماتے ہین کہ جو شخص میری مسجد مین چالیس نمازین ادا کرے بغیر اس بات کے کہ کوئی نماز درمیان مین سے فوت نہوئی ہو اوسکی جزا یہ ہے کہ وہ بندہ دوزخ کی آگ سے اور عذاب آخرت سے اور علت نفاق سے بری ہو جاتا ہے اور شاید حکمت چالیس عدد کی تعیین مین یہ ہے کہ عدد اربعین موجب استقامت اور سبب کمال ہے اور منافق کو اوسکا حاصل ہونا متعذر ہے اور جسکو حاصل ہو اوسکو برارت نفاق سے بلاشبہ حاصل ہوگی اور جسکو برارت نفاق سے حاصل ہوگی اوسکو انشاء اللہ تعالیٰ برارت نار و عذاب سے بھی یقینی ہی
اور از جملہ اسکے وہ حدیث ہے جسکو بیہقی نے نقل کی ہے اوسکا مضمون کرامت مشحون یہ ہے کہ جو شخص اپنے گھر سے طہارت کرکے میری مسجد مین نماز پڑھنے کے قصد سے نکلے اوسکے نامہ اعمال مین حج کامل لکھا جاتا ہے اور دوسری حدیث یہ ہے کہ جو شخص میری مسجد مین نیک بات سیکھنے یا نیک بات سکھانے کو آئے وہ شخص بمنزلہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہے اور جو شخص نہ اس قصد سے آئے بلکہ غرض اوسکی فقط مصاحبت خلق ہو اور قصہ کہانی کہنا ہو وہ مانند اوس شخص کے ہے کہ اپنے محبوب کو اوروں کے ہاتھوں مین دیکھے

فصل فضائل روضۃ من ریاض الجنۃ

مین جو احادیث وارد ہوئے ہین از جملہ اوسکے وہ حدیث ہے جو صحیحین مین آئی ہے کہ ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ اور بعض روایات مین ہے ما بین قبری و منبری اور زیادہ کیا ہے بخاری نے و منبری علی حوضی اور بعضے روایات مین ہے و ان منبری علی ترعۃ من ترع الجنۃ ترع کے معنی بعضون کے نزدیک دروازہ ہین اور بعضون کے نزدیک

دروازہ ہین اور بعضون کے نزدیک درجہ اور بعضے کے نزدیک وہ باغچہ جو بلندی پر واقع ہو ایک روز حضرت سرور انبیا صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر شریف پر کھڑے تھے ارشاد فرمایا کہ اسوقت میرا قدم ایک ترعہ پر ہے ترع جنّت سے ہے اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ میرا منبر میرے حوض پر ہے اور دوسری حدیث مین فرمایا ہے کہ اسوقت مین کھڑا ہون اپنے حوض کے عقر پر اور عقر اوس جگہ کو کہتے ہین جہان سے حوض مین پانی داخل ہوا اور منبر کے پاس جھوٹی قسم کھانے مین سخت وعید وارد ہوئی ہے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھا تاکہ مسلمانون کا حق تلف کرے وہ اپنی جگہ دوزخ مین آمادہ کرے اور دوسری حدیث مین آیا ہے فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ اور جبکہ یہ جگہ حقیقۃً بہشت کی ہوئی تو بموجب آیہ کریمہ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذَّابًا اوس جگہ جھوٹھ پایا جانا وار دنیا مین ممنوع اور حرام ہوگا جیسا دار آخرت مین معدوم اور منتفی ہے اور بعضے احادیث مین آیا ہے کہ مَا بَيْنَ حُجْرَتِيْ وَمُصَلَّايَ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ بعضے لوگ مصلا کو مصلی مسجد نبوی پر حمل کرتے ہین جو منبر شریف سے حجرہ مبارک کے پاس تک ہے اور بعضے مصلای عید پر جو شہر پناہ مدینہ منورہ کے باہر مکہ معظمہ کی راہ کیطرف واقع ہے لہذا نقل کرتے ہین کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو سنکر مسجد اور مصلای عید کے درمیان مین اپنے واسطے ایک گھر بنایا تھا اس روایت کے موافق ساری مسجد نبوی بساتھ اون زیادات کے جو غرب کی جانب واقع ہوئے ہین روضۃ من ریاض الجنّۃ ٹھہرے گی اور خصوصیت اوس جگہ کی جو درمیان حجرے اور منبر کے واقع ہے باقی نرہے گی اور ان احادیث کی تاویل اور تحقیق مین وجوہ متعددہ علما سے منقول ہین بعضون نے کہا ہے کہ منبر کا حوض پر ہونا کنایہ ہے اسبات سے کہ اوسکے پاس اعمال نیک کرنا اور اوس سے برکت حاصل کرنا سبب ورود ہے حوض نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اور موجب ہے اوسکے زلال سے سیراب ہونے کا بعضے دوسرون نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ جو منبر حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وقت مین تھا اور آپ نے اوسکو مشرف فرمایا ہے قیامت کے دن اوسکا بھی اعادہ فرماوین اور کنارۂ حوض

کو منبر پر کہ ترعہ جنت عبارت ہے اوس سے ہے قائم کرین تعظیما لنبیہ وتنویہا لشانہ صلے اللہ
علیہ وسلم اور کچھ لوگ اسبات کیطرف گئے ہین کہ یہ سب خبرین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس منبر سے دین ہین جو اللہ تعالی آخرت مین آپ کے واسطے حوض کوثر پر رکھیگا
نہ اس منبر سے جو مسجد شریف مین ہے یہ قول سوق لفظ حدیث سے نہایت بعید ہے آپ فرماتے
ہین درمیان میرے حجرے اور درمیان میرے منبر کے ایک روضہ ہے ریاض جنت
سے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے ظاہر اور متبادر اس کلام سے وہی منبر ہے جو روضہ
مقدسہ کی حد باندھنے کو ذکر فرمایا ہے اسی نہج پر حدیث روضہ مین بھی مختلف توجیہین آئی ہین
بعضون نے کہا ہے کہ اتنی زمین نزول رحمت اور حصول سعادت مین مشابہ ہے روضہ
جنت کے ساتھ نہ یہ کہ حقیقت مین روضہ جنت ہے چنانچہ تسمیہ مساجد سے ساتھ ریاض
جنت کے حدیث اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا مین اشارہ اوس بات
کیطرف ہوتا ہے خصوصا زمان سعادت نشان حضرت علیہ الصلوۃ والسلام مین کہ آپکی
مجلس جنت آثار سے ثمرات علوم اور انوار اذکار لوگ حاصل کرتے تھے اور بعضے سات
کیطرف گئے ہین کہ اس سے مقصود بیان شرف عبادت ہے اس مکان عظیم مین کہ ہوصل ہم
روضہ رضوان کیطرف چنانچہ کہتے ہین الجنة تحت ظلال السيوف والجنة تحت
اقدام الامهات باعتبار اسبات کے خدا کی راہ مین تلوار مارنا اور اپنی امہات کی
خدمت بجالانا ریاض جنت مین پونہچاتا ہے یہ دونون قول نہایت ضعیف اور بعید ہین اسواسطے
کہ ریاض جنت کے ساتھ مشابہ ہونا اور منزل رحمت ٹھہرنا اور روضہ جنت کیطرف موصل ہونا
سارے مساجد کو شامل ہے خصوصیت مسجد نبوی کی کیا ہے اور اگر اللہ تعالی کی رحمت
خاص پر اور ایک روضہ خاص پر جنت سے حمل کرین تو باوجود اسکے بھی اب تک تکلف
سے خالی نہین اور تحقیق یہ ہے کہ کلام اپنی حقیقت پر محمول ہے اور درمیان حجرہ
شریفہ اور منبر شریف کے حقیقت مین ایک روضہ ہے ریاض جنت سے اس سے کہ
قیامت کے دن اوتنی زمین کو جنت فردوس مین نقل کرلیجائینگے اور اوسکو سارے
زمین کی طرح سے معدوم اور منتفی نہ کرینگے جیسا کہ ابن فرحون اور ابن جوزی نے

امام مالک سے نقل کی ہے اور اثبات پر ایک جماعت علما کا اتفاق بھی ذکر کیا ہے اور
شیخ ابن حجر عسقلانی اور اکثر علماے حدیث نے اس قول کو ترجیح دی ہے ابن ابی حمزہ کہ یہ
علماے مالکیہ سے ہیں فرماتے ہیں کہ احتمال رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا ٹکڑا زمین پاک کا
ریاض جنت سے دنیا میں بھیجا ہو جیسا حال حجر اسود اور مقام ابراہیم میں واقع ہوا ہے اور
بعد قیام قیامت کے پھر اوسکو اپنی مقام اصلی پر لیجائیں اور نزول رحمت اور استحقاق
جنت اس مقام عظیم المرتبت کو لازم ہے یہ معنی حقیقت میں جامع ہیں سارے اون معانی کو
جو اور لوگوں نے کہیں ہیں علاوہ اوسکے اس معنی سے ایک سر اور بھی ظاہر ہوتا ہے
کہ جیسا اللہ تعالیٰ نے رتبہ خلیلیہ ابراہیمیہ کو ایک پتھر جنت سے عنایت کرکے امتیاز دیا ہے
اگر حضرت حبیبیہ محمدیہ کو اعطای روضہ من ریاض الجنۃ سے خاص کیا ہو تو کیا تعجب ہے
اور اگر بچشم ظاہر مثل اور دنیا کی زمینوں کے معلوم ہو تو چنداں عجب نہیں اسواسطے کہ آدمی
ادراک حقائق اشیاے آخرت اس حیات فانی میں اپنی کثافت طبیعت کی جہت سے
جیسا کہ چاہیے کر نہیں سکتا اور وہ جو بعضوں نے فقط مزیت ثواب اور فضیلت عبادت پر
محمول کیا ہے اوسکی نفی اون احادیث سے بخوبی ہو سکتی ہے جو شان احد اور عیر میں
وارد ہیں کہ احد جبال جنت سے ہے اور عیر جبال دوزخ سے پس کوئی عالم
اس بات کی طرف نہیں گیا ہے کہ جوار احد میں عبادت کرنا موصل ہے جنات
نعیم کی طرف اور عیر کے قریب جانا درکات جہنم میں پونہچاتا ہے بلکہ آخرت
میں جبل احد دروازہ جنت پر ہو گا اور عیر دروازہ دوزخ پر اگر تم کہو کہ جب اتنی زمین
حقیقت میں روضہ من ریاض الجنۃ ہے تو چاہیے کہ بھوک پیاس وغیرہ کہ لوازم دنیا سے
ہے نہ لوازم جنت سے اوسمیں نہو جیسا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَنَّ لَا تَجُوْعَ فِیْہَا
وَلَا تَعْرٰی اسکا جواب یہ ہے کہ جنت سے الگ کرنے کے بعد اس بقعہ شریفہ سے لوازم
جنت منفک ہو گئے ہوں جیسا منفک ہو گئے حجر اسود اور مقام ابراہیم سے کہ اون میں بھی
لوازم جنت نہیں پائے جاتے اگر کوئی کہے کہ ایسے امور بغیر سماع اور خبر ثابت نہیں ہوتی
زمین و مقام کی شان میں تو دلائل و براہین وارد ہوئے اوسپر بطور تعبد کے ہمکو ایمان لانا واجب ہوا

اور دوسرے اخبار ایسے نہیں ہین اسکا جواب یہ ہے کہ دلیل تو عبارت ہی خبر سرور انبیا
مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام سے پس جس طرح رکن اور مقام کی حقیقت خبر پیغمبر صادق
سے معلوم ہوئی ہے اوسی طرح روضہ شریفہ اور منبر شریف کا بھی حال ظاہر ہوا ہے اور اگر
کسی قسم کی تاویل کرو تو وہ تاویل دونون جگہہ ممکن ہے اور اگر حقیقت پر جاؤ دونون جگہہ
ثابت ہے پس فرق کرنے کی کیا وجہ ہے واللہ اعلم ومنہ التوفیق وبیدہ ازمۃ
التحقیق وھو افاضۃ العلوم علی من یشاء من عبادہ جدید و حقیق

باب نوان ذکر بنای مسجد قبا اور اون مساجد نبویہ مین جو ماثورہ اور مظاہر انوار
محمدیہ ہین صلے اللہ علیہ وسلم وعلی الہ واصحابہ اجمعین صلوۃ کاملۃ مکملۃ

پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے
تو قبل از رونق بخشی مدینہ مطہرہ تین روز یا زیادہ علی اختلاف الروایات بنی عمر
و بنی عوف مین کہ ساکنان قبا سے تھے تشریف رکھی اور مسجد قبا کی نیو ڈالی اور ایک
روایت مین ہے کہ اہل قبا نے بھی بنای مسجد کے باب مین عرض کیا تھا آپ نے صحابہ
کرام کی طرف اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ ایک شخص تم مین سے میرے ناقہ پر سوار
ہوکر اوسے پھراوے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور اوسکی پیٹھ پر
سوار ہوئے ناقہ نہ اوٹھی بعد اوسکے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سوار ہوئے جب
بھی نہ اوٹھی بعد اوسکے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اوٹھکر پاؤن رکاب مین
ڈالاہی تھا کہ ناقہ مبارک کو دکر کھڑی ہو گئی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
فرمایا کہ اوسکی باگ چھوڑ دے اللہ تعالی نے اوسکو حکم دیا ہے جہان ٹھہرے گی آخرش
جس جگہہ وہ ٹھہری اوسی جگہ آپ نے مسجد قبا کی بنا ڈالی اور قبا والون کو حکم دیا کہ پتھر
جمع کرین پھر آپ نے ایک خط تعین قبلہ کے واسطے کھینچدیا اور ایک پتھر اپنے
دست مبارک سے اوٹھا کر نیو کی جگہہ رکھدیا بعد اوسکے صحابہ کرام کو ارشاد
ہوا کہ ہر ایک ترتیب ایک ایک پتھر اپنے اپنے ہاتھ سے رکھدے اور وہ جو بعض
روایات مین آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر جہت کعبہ کی دکھلائی شاید دوسری بنا

کے وقت ہوا ہے جو تحویل قبلہ کے بعد واقع ہوئی ورنہ قبلہ اوس وقت مین بیت المقدس کیطرف
تھا اور بروایت ثقات سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنای مسجد قبا کے وقت
آپ بھی پتھر ڈھوتے تھے اور بقول بعضے مفسرین آیہ قرآنی لمسجد اسس علی التقوی
من اول یوم مسجد قبا کی شان مین نازل ہوئی اسواسطے کہ دین اسلام مین پہلے وہی
مسجد بنی ہے اور اوس مسجد والون کی مدح مین بھی یہ آیہ نازل ہوئی فیہ رجال یحبون
ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بنی عمرو
تم کیا ایسا عمل کرتے ہو جس سے ایسی مدح اور کرامت کے مستحق ہوئے اونھون نے عرض
کیا یا رسول اللہ ہم کوئی عمل نہین جانتے سوا اسبات کے کہ ہم لوگ ڈھیلے سے استنجا کرکے
پانی سے خوب طہارت کرلیتے ہین فرمایا یہی سبب ہے جو اس منقبت کے ساتھ خاص ہوئے
ہو تمکو چاہیے ہے کہ تم اس عمل کو اپنے اوپر لازم کردو اور بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ
مراد اس مسجد مذکور فی القرآن سے مسجد اعظم نبوی ہے اس قول کی موید بعضے احادیث
بھی ثابت ہوئے ہین اور حق یہ ہے کہ اس آیہ کریمہ کا مفہوم دونون مسجدون پر صادق ہے
اسواسطے کہ دونون کی بنا اول ہی دن سے تقوی پر ہے پس ہوسکتا ہے کہ دونون مراد
ہون جیسا کہ بعضے علما محدثین نے اس طرف اشارہ کیا ہے واللہ اعلم امام احمد رحمۃ اللہ
علیہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ کچھ لوگ زمرہ اصحاب کرام
سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے آپ نے ارشاد فرمایا جاؤ مسجد تقوی کیطرف
اور پیچھے پیچھے اونکے آپ بھی تشریف لے چلے اس ہیئت پر کہ دونون دست مبارک
حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے کندھون پر رکھے ہوئے تھے یہ خبر اسبات
کی تاکید کرتی ہے کہ مسجد قبا ہی کا نام مسجد تقوی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المسجد الذی اسس علی التقوی من
اول یوم ہو مسجد قبا قال اللہ جل ثناءہ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا
واللہ یحب المتطہرین صحیحین مین روایت لاتے ہین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار اور پیادہ مسجد قبا کی زیارت کو تشریف لیجایا کرتے تھے

اور دو رکعت نماز اوس مین پڑھتے تھے اور دوسری روایت سے صحیح بخاری مین آیا
ہے کہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے روز سوار اور پیادہ مسجد قبا کو تشریف لیجاتے
تھے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی اتباع سنت کی راہ سے یونہین کیا کرتے تھے
اور ابن شیبہ دو شنبے کے روز تشریف لیجانے کی بھی روایت لاتے ہین اور محمد بن منکدر
سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کی سترھوین کو صبح کے وقت
قبا کو تشریف لیجاتے تھے نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ
عنہ مسجد قبا کی زیارت کو آئے اور کسیکو وہان نہ دیکھا فرمایا کہ قسم ہے اوس خدا کی جس
کے قبضہ قدرت مین میری جان ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکھا ہے
کہ اس مسجد کے بنانے کے وقت آپ مع اصحاب کرام پتھر ڈھوتے تھے واللہ اگر یہ
مسجد کسی کنارے پر عالم کے کنارون سے واقع ہوتی تو اسکے طلب مین ہم کتے اونٹون
کے جگر نہ پھاڑتے پھر شاخین خرما کی طلب کر کے اوسکی جھاڑ و باندھ کے خس و خاشاک
جو مسجد مین پڑا تھا پاک کیا لوگون نے عرض کیا یا امیر المومنین کیا ہم اس خدمت کو کافی نہین
ہین ہمکو ارشاد فرمائیے ہم جھاڑین فرمایا واللہ تم لوگ کافی نہین ہو اور ابن زبالہ زید بن اسلم
سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا الحمد للہ الذی قرب منا مسجد قبا ولو کان بافق من
الافاق لضربنا الیہ اکباد الابل باسناد صحیح طرق متعددہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہ دو رکعت نماز ادا
کرنی مسجد قبا مین مجکو محبوب تر ہے دو بار زیارت بیت المقدس کرنے سے اور فرمایا اگر
لوگ جان لو کہ اس مسجد مین اللہ تعالی نے کیا سر رکھا ہے تو کتنی سعی اوسکی زیارت مین کرین
اسی طرح باسناد صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی ثابت ہوا ہے اور
خبر مین آیا ہے کہ من صلی فی المساجد الاربعۃ غفر الہ ذنوبہ اور مراد مساجد
مسجد حرام اور مسجد نبوی اور مسجد اقصی اور مسجد قبا ہے اور حدیث ترمذی مین آیا
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصلوۃ فی مسجد قبا کعمرۃ اور عمرہ کی مثل ہے
مین بہت سی احادیث وارد ہوئی ہین اور بعضے طرق مین چار رکعت کی تصریح آئی

اور وہ چبوترہ جو صحن مسجد مین ہے کہتے ہین کہ ناقہ مبارک کی بیٹھنے کی جگہ ہے اور سمہودی کہتے
ہین کہ سوائے کلام ابن جبیر کے اسبات کی کچھ اصل مین نے نہین پائی لیکن لوگون مین
مشہور ہے اور طول و عرض مسجد کا چھاسٹھ گز کہا ہے اور علما کہتے ہین کہ کچھ زمین منارہ سے
کی طرف عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بڑھائی ہے اور عمر بن عبدالعزیز نے مسجد شریف
نبوی کیطرح اس مسجد کی بنا مین بھی تزئین اور تکلف کیا تھا اور جب وہ طول
زمان کی جہت سے گر گئی تو بعد اوسکے امرا و ملوک آفاق قرنا بعد قرن اوسکی تجدید
کرتے رہے اور اوس مسجد شریف مین جسکا تبرکًا زیارت کرنا لازم ہے وہ سعد بن خثیمہ کا گھر ہے
کہ مسجد کے قبلہ مین واقع تھا اور پہلے مسجد کا دروازہ بھی اس گھر کے صحن کیطرف سے تھا
اوسکو بند کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلاے شریف تیسرے ستون کے پاس ہے
اگر پہلی راہ سے داخل ہون اور مسجد کے مغربی کونے کے قبلے مین ایک جگہ ہے اوسکا نام
مسجد علی ہے سمہودی کہتے ہین کہ شاید یہ مسجد وہی دار سعد بن خثیمہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوسمین آرام فرمایا اور وضو کیا اور نماز پڑھی ہے اور بیر اریس بھی قریب قبا کے ہے چنانچہ
اسکا بیان ذکر آبار متبرکہ کے ساتھہ آوے گا اب ذکر مسجد قبا کے ساتھہ ذکر مسجد ضرار کا بھی
کہ ضد مسجد قبا ہے تفننًا کیا جاتا ہے سننا چاہیے کہ چند منافقین نے باغراض فاسدہ کہ اہل نفاق
کو لازم ہین بمقابلہ مسجد قبا مسجد ضرار بنوائی اور آیہ وَالَّذِینَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَ
کُفْرًا الآیہ اوس باب مین نازل ہوئی بیہقی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے
ہین کہ ابو عامر اون منافقین کے شریک تھا اوسنے اون سے کہا کہ تم لوگ ایک مسجد
بناؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ حیلہ اور نفاق کرتے رہو اتنے مین مین قیصر روم کے
پاس جاکر اوس سے ایک لشکر عظیم لا محمد کو اور اونکے اصحاب کو یہان سے نکالون اسمین
وہ منافقین مسجد ضرار تیار کر کے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت شریف مین حاضر ہوکر
عرض کرنے لگے کہ ہمنے ایک مسجد بنائی ہے اگر آپ مع اپنے اصحاب کے اوسمین نماز پڑھین
تو موجب برکت اور سعادت اوس زمین کا ہو اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس وحی بھیجی لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ

كتفهم فيه الى قوله والله لا يهدي القوم الظلمين اور بعض نقل کرتے ہین کہ جس زمین پر
مسجد قبا بنی ہے ایک عورت کی ملک مین تھی اوس عورت کا نام لینہ تھا اور اوسکے پاس
ایک گدھا تھا وہ اسی جگہہ بندھتا تھا اون منافقین نے کہا کہ یہ کبھی نہین ہوسکتا کہ ہم گدھے
بندھنے کی جگہہ پر نماز پڑھین ہم اپنے نماز پڑھنے کے واسطے ایک مسجد اور بنا وینگے کہا شاید
کہ ابو عامر پھر آوے اور ہمارا امام بنے اور یہ ابو عامر کافر تھا کہ خدا اور رسول سے کینا رکھتا تھا
اور اہل مکہ کے ساتھہ سازکر کے شام کو گیا وہان جاکر دین نصرانی اختیار کیا اور اوسی برس
واصل جہنم ہوا آخر کو خدا اور رسول کے حکم سے مسجد ضرار مین آگ لگائی گئی اور ویران کی
گئی طبرانی نے ایک عالم سے نقل کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے مسجد ضرار کو جعفر منصور
کے زمانے مین دیکھا تھا اوس سے دھوان نکلتا تھا اور اب اوس مسجد کا نام ونشان باقی
نہین معلوم نہین کس جگہہ پڑی فقط اتنا معلوم ہے کہ حوالی مسجد قبا مین تھی واللہ اعلم بالصواب
اور مسجد جمعہ اوسکو مسجد وادی اور مسجد عاتکہ بھی کہتے ہین پہلے یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ جب
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے جمعہ کے روز بحکم الہی جل سلطانہ بلدۂ طیبہ مدینہ کیطرف
روانہ ہوئے تو قبیلہ بنی سالم بن عوف تک پہونچے تھے کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا آپ نے نماز جمعہ
وہین ادا فرمائی اول اول جو مدینہ منورہ مین تشریف لاکر جمعہ قائم فرمایا یہ تھا اور قریب
اوس مسجد کے ایک وادی ہے جس کی غرب کی جانب بنی سالم بن عوف کے گھر تھے اور
اب تک اون گھرون کے نشان باقی ہین اور عتبان بن مالک کا بھی گھر اسی وادی مین تھا
جنکا قصہ صحیح بخاری مین آیا ہے کہ اونھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر
ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری بصارت مین ضعف آگیا ہے اس جہت سے پانی برسنے
اور سیل آنے کے وقت مسجد قبیلہ مین جماعت کے ساتھہ نماز ادا نہین کرسکتا میرے گھر مین
آپ رونق افروز ہوجیے اور ایک جگہہ کھڑے ہوکر نماز ادا فرمائیے تو مین اوسی جگہہ نماز
پڑھا کرون اور بعضے علماے سیر نے لکھا ہے کہ بنی سالم کی دو مسجدین تھین اور مسجد جمعہ اون
دونون مسجدون مین چھوٹی تھی شاید بڑی مسجد وہ ہوگی جسکا ذکر حدیث مذکور مین آچکا ہے
واللہ اعلم اور عمارت قدیم اس مسجد کی گرگئی تھی قریب نوسو سن کے کسی عجمی نے اوسکی تجدید

کی اوسمین چھت اور خالی کنگنی اور طول اوسکا قبلہ سے شام کی جانب میں گز ہے اور عرض اوسکا
شرق سے غرب کی جانب ساڑھے سولہ گز اور مسجد فضیخ اب اوسکو لوگ مسجد شمس کہتے ہین
وہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے مسجد قبا کے قریب پورب کی طرف اونچی زمین پر بغیر چھت کے
مربع کالے پتھرون سے بنی ہوئی طول اور عرض اوسکا برابر ہے گیارہ گز جس زمانے مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نظیر کا محاصرہ کیا تھا اسی مسجد کے قریب قبہ مبارک نصب کیا
گیا تھا اور اس مسجد کی جگہ پر چھہ روز تک آپ نے نماز پڑھی تھی بعد اوسکے اوسی
جگہہ مسجد بنا دی گئی ابن شیبہ اور ابن زبالہ خبر دیتے ہین کہ ابو ایوب ایک جماعت انصار کے
ساتھہ اس مسجد کی جگہ پر بیٹھکر فضیخ کو کہ ایک قسم ہے اقسام مشروبات سے استعمال کرتے
تھے جب آیہ حرمت خمر نازل ہوئی تو یہ خبر پاکر مشکیزون کے منھہ کھول دیے اور جسقدر
اون مین فضیخ تھی گرادی اس جہت سے اوسکو مسجد فضیخ کہتے ہین اور بعضے علما نے کہا
ہے کہ یہ قصہ شاید مسجد کی بنا سے پہلے کا ہے یا نجاست خمر کا علم بعد اوسکے حاصل ہوا
اور امام احمد اپنی مسند مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اسی جگہہ پر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین ایک کوزہ فضیخ لائے تھے اوسکو نوش فرمایا اسی
جہت سے اوسکو مسجد فضیخ کہتے ہین اور بعضے علما اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین واللہ اعلم
اور شیخ مجد الدین فیروز آبادی کہتے ہین کہ اس مسجد کے مسجد شمس کہلانے کی وجہ معلوم
نہین ہوتی سوا اسبات کے کہ یہ نسبت اور مکانون کے جو اوسکے قریب واقع
ہین اوسکا مکان اونچا ہے اور طلوع شمس اوسپر پہلے ہوتا ہے اور کہا ہے کہ یہ گمان نکرنا
چاہیے کہ یہ وہ جگہہ ہے جہان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے اعادہ شمس ہوا اسواسطے کہ وہ
قصہ صہبا مین واقع ہوا جو بلاد خیبر مین ہے چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی تصریح
کی ہے اور جاننا چاہیے کہ یہ حدیث اعادہ شمس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے باسناد
حسن ثابت ہوئی ہے اور اوسکے ثبوت کے طرق متعددہ ہین اور طحاوی نے اس حدیث کا
صحیح ہونا ثابت کیا ہے اور ابن جوزی اوسکو موضوعات مین لکھتے ہین اور شیخ ابن حجر فتح الباری
مین کہتے ہین کہ ابن جوزی نے خطا کی ہے اسبات مین جو اوسکو موضوعات مین ٹھہراتے ہین

اور مسجد قریظہ یہ مسجد بھی باغون کی انتہا پر حرہ شرقیہ کے پاس مسجد شمس کے شرق کی جانب واقع ہے جسوقت مین کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا تھا تو آپ اسی مسجد کی جگہہ پر فروکش ہوئے تھے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اوسکے جوار مین ایک عورت کا گھر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی تھی ولید بن عبد الملک نے اس مسجد کی بنا کے وقت اوس گھر کو بھی مسجد مین داخل کر دیا اور وہ جگہہ مسجد کے شمال کی طرف پچھان کی کونے پر واقع ہے اور عمارت قدیم مین اوس جگہہ ایک منارہ تھا قبا کے منارے کے وضع پر بعد طول زمان کے وہ منارہ گر گیا اس سنات سو کے قریب تک اوسکا کچھہ اثر باقی تھا بعد اوسکے اوس جگہہ ایک چبوترہ ڈیڑھ قد آدم کا اونچا بنا دیا گیا کہ ابتک موجود ہے اور عمارت قدیم اس مسجد کی عمارت مسجد کی وضع پر تھی کہ اس مین چھت اور ستون اور منارہ وغیرہ تھے اب ایک چار دیواری ہے قبلے سے شام کیطرف چوالیس گز کی ہوگی اور شرق سے غرب کیطرف تینتالیس گز کی اور قصہ محاصرہ بنی قریظہ یہ ہے کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے فراغت پاکر مدینہ منورہ کو پھر آئے تو ہنوز آپ غسلخانے مین تھے اور ایک طرف سر مبارک مین شانہ کیا تھا چاہتے تھے کہ غسل کامل کرکے مشقت و کلفت کو جسم شریف سے دور کرین کہ یکایک حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک گھوڑے پر سوار زرہ پہنے گرد آلود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ شریف پر پہونچے اور عرض کیا کہ ابتک ملائکہ نے ہتھیار نہین کھولے اللہ تعالے و تقدس کا حکم ہے کہ آپ سوار ہو جیے اور بنو قریظہ پر دوڑ مارئیے اور مین اوس قوم پر جاتا ہون کہ اونکو سست اور بیدل کردون جبرئیل علیہ السلام یہ خبر پہنچا کر پھرے کہتے ہین کہ ملائکہ کے گھوڑون سے کوچہ و بازار مین غبار بلند ہوگیا تھا اور کوئی دکھائی نہین دیتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال موذن رضی اللہ عنہ کو منادی کرنے کو حکم دیا کہ جو شخص خدا سے تعالی اونکے حکم کا مطیع اور سامع ہو اوسکو چاہیے کہ نماز عصر بنی قریظہ مین جاکر پڑھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جھنڈا خاص عنایت فرما کر مقدمۃ الجیش کیا اور اوس قوم ناپاک کو پہچین روز تک

میں رکھا کہ وہ عاجز آگئے اور اونکے دل میں رعب پڑ گیا آخر کار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
کے حکم سے کہ اوس قوم کے حلیف تھے اوتر آئے کہ سعد بن معاذ جو حکم دے اوس پر راضی رہیں
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے غزوۂ خندق میں ایک تیر لگا تھا کہ ابتک زخم سے خون جاری
تھا حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور خون
جو اونکے زخم سے جاری تھا بند ہو گیا جب سعد بن معاذ مجلس شریف میں حاضر ہوئے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ سے فرمایا کہ قُومُوا اِلیٰ سَیِّدِکُم بعضے علما اس
حدیث سے استدلال کرتے ہیں شروعیت قیام پر آنے والے کی تعظیم کے واسطے اور
محققین کہتے ہیں کہ یہ قیام تعظیم کے واسطے نہ تھا کہ مسجد کے داخل ہونے والے کی
تعظیم کریں بلکہ اسواسطے تھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اتنی طاقت نہ تھی کہ آپ ہی
بغیر کسی کی اعانت سواری سے اوتر پڑیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اوٹھو
اور اونکو اوتار لاؤ اور اسی سبب سے یہ حکم خاص اوسی جماعت کی نسبت صادر ہوا
نہ سارے حاضرین کو اور گویا کہ یہ تمہید تھی اسبات کی کہ جس بات پر حکم سعد جاری ہو
اوسکا امتثال کریں بعد اوسکے فرمایا یا سَعدُ بنُ مُعَاذ بنی قریظہ کے باب میں تو کیا
حکم دیتا ہے اونھوں نے عرض کیا کہ میں یہ حکم دیتا ہوں کہ اونکے مردوں کو قتل کیجیے
اور اونکے اموال کو مسلمانوں پر بانٹ دیجیے اور اونکے جورو لڑکوں کو لونڈی غلام
بنا لیجیے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا
کہ تحقیق سعد نے وہ حکم دیا جو سات پردۂ آسمان سے نازل ہوا پس چھ سو یہودیوں
کی اور ایک روایت پر کم اور زیادہ کی گردن ماری گئی اور سر اَنَا الضَّحُوکُ القَتُول
تجلی اسم الٰہی یحیی و یمیت سے ظاہر ہوئی نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِن غَضَبِ اللّٰہِ اور مسجد مشربہ ام
ابراہیم یہ مسجد بنی قریظہ سے شمال کیطرف ہے حرہ شرقیہ کے نزدیک نخلستان کے
درمیان میں ایک فقط چار دیواری ہے بے چھت کی قبلے سے شام کیطرف گیارہ گز ہی اور
مشرق سے مغرب کیطرف چودہ گز یہ ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس جگہ
نماز پڑھی ہے اور مشربہ کہتے ہیں بستان کو اور ام ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ ہیں والدہ حضرت ابراہیم

بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اون کا ایک باغ یہان تھا اور سیدنا ابراہیم بھی یہین پیدا ہوئے اور درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صدقات تھے کہ فقرا پر وقف فرما دیے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نہایت خوبصورت تھین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو بہت چاہتے تھے پہلے اونکو حارثہ بن النعمان کے گھر مین رکھا آخر کو اس بات سے کہ مجکو اونکی نسبت ایک غیرت پیدا ہوئی اونکو عوالی مدینہ منورہ مین جہان یہ مسجد ہے اوٹھا لے گئے اور اونکے دیکھنے کو کبھی کبھی وہین تشریف لیجانے لگے یہ بات مجپر پہلے سے بھی زیادہ گران ہوئی آخر کو اللہ تعالی نے اونکو ایک بیٹا دیا اور ہم اس نعمت سے محروم رہے اور قصہ حضرت ماریہ قبطیہ کا جو باعث نزول سورۂ کریمہ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک الایہ ہوا مشہور ہے اور مسجد بنی ظفر اوس مسجد کو بعض بغلہ کہتے ہین اور عوام الناس اوسکو سفرہ پیغمبر کہتے ہین اور بقیع سے پورب کیطرف واقع ہے اوس قبے کی راہ سے جو قبہ حضرت فاطمہ بنت اسد ام امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا مشہور ہے اور ثبوت کو پونہچا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ساتھ لیکر محلہ بنی ظفر مین تشریف لا کر نماز ادا فرما کر ایک پتھر پر جلوہ فرما ہوئے اور ایک قاری کو حکم دیا کہ قرآن پڑھو وہ قاری جب آیہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھولاء شھیدا تک پونہچا تو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور فرمایا خداوندا مین گواہ اون لوگون کا ہون جنکے درمیان مین ہون اور جن لوگونکو مین نے نہین دیکھا اونکو مین کیا جانون اور بعضے علما سے تاریخ لکھتے ہین کہ جس عورت کو حمل نہوتا ہو اوس پتھر پر جا کر بیٹھا وہین اللہ تعالے اوسکی تاثیر سے قابلیت حاملہ ہو جانے کی عنایت فرماتا ہے اور اوس پتھر کی یہ خاصیت مذکورہ اہل مدینہ قدیم اور متاخرین کے نزدیک حد شہرت کو پونہچی ہے مسطری کہتے ہین کہ حرہ مین بہت پتھر ہین کہ اون پر آثار ہین کہتے ہین کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹھنے کے سم کے نشان ہین اور ایک پتھر پر کہنی کا سا نشان ہے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر تکیہ لگایا تھا کہ یہ کہنی شریف اوس پر رکھی تھی اور ایک پتھر پر کچھ انگلیون کا نشان

شخص ان سب کی زیارت کرتے ہیں اور اسی محراب میں ایک پتھر ہے اوسپر لکھا ہے سبحانہ الذی ملک
الامام ابی جعفر المنصور المستنصر باللہ امیر المؤمنین عمر سنۃ ثلاثین وستمائۃ
اور مسجد الاجابہ یہ مسجد بقیع سے شمال کیطرف ایک اونچی زمین پر واقع ہے قبلے سے شام کیجانب قریب
بیس گز کے ہے اور شرق سے مغرب کیطرف پچیس گز ہے اور اسکا نام مسجد بنی معاویہ بھی ہے
صحیح مسلم مین آیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالیہ کیطرف تشریف
لاتے تھے آپکا گذر اسی مسجد کی طرف سے ہوا آپ نے اوس مین دو رکعت نماز ادا فرمائی
اور جتنے صحابہ کہ ہمراہ رکاب تھے اونھون نے بھی پڑھی بعد نماز کے آپ نے دعا کی نہایت
طویل جب وہان سے پھرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے پروردگار عالم سے تین
دعائین کین ایک تو یہ کہ میری امت کو قحط مین مبتلا کرکے ہلاک نکر دوسری یہ کہ عذاب
غرق انپر مسلط نفرما تیسری یہ کہ میری امت آپس مین قتال نکرے ان مین سے دو دعائین
پہلی قبول فرمائین تیسری سے منع کیا اور فرمایا کہ ہلاک اور فنا تیری امت کا تلوار
سے ہوگا یہی اجابت دعوتین وجہ تسمیہ اس مسجد کی ہین اور موطا امام مالک مین بجاے
اسکے کہ ہلاک امت غرق سے نہو یہ ہے کہ کافرون کا انپر غلبہ نہو اور سعد بن وقاص
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھکر کھڑے ہوگئے
اور دعا کی اور محمد بن طلحہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کی
جگہ محراب سے داہنی طرف دو گز کے فرق سے تھی اور بڑے ذوق اور شوق اور
لذت کی بات اوس مسجد مین یہ ہے کہ جب مسجد سے عبادت و دعا وغیرہ سے فراغت
حاصل کرکے باہر نکلو تو نظر قبہ مبارک پر پڑتی ہے اسکا مزا اوسی وقت کے ساتھ تعلق
رکھتا ہے حق تعالی اس مترجم غفر اللہ کو پھر وہان پہونچائے اور وہی لذت پھر عنایت کرے اور
سب مسلمانون کے حق مین بھی دعا ہے آمین اور مسجد طریق السافلہ پورب کی طرف سے سیدنا
حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو جاتے ہوئے یہ مسجد راہ مین پڑتی ہے اور اب یہ مسجد مسجد ابی ذر غفاری
رضی اللہ عنہ کر مشہور ہے بیہقی شعب الایمان مین عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہین کہ
کہ ایک روز مین مسجد نبوی کے ایک گوشے مین پڑا تھا کہ ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس دروازے سے جو

جو اوس گوشے کے متصل تھا بر آمد ہو کر تشریف باہر کو لے چلے مین بھی اوٹھکر پیچھے پیچھے ہو لیا
پس آپ نے ایک باغ مین داخل ہو کر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی بعد اوسکے آپ سجدے
مین گئے اور سجدہ نہایت طویل کیا یہانتک کہ مین خیال اسکے کہ شاید آپ نے اس جہان فانی
سے کوچ فرمایا رونے لگا بعد اوسکے آپ نے سر مبارک اوٹھایا اور مجھسے میرے
رونے کی وجہ پوچھی مین نے اپنے رونے کی وجہ جو تھی عرض کی فرمایا میرے پاس
جبرئیل آیا اور میرے رب کے پاس سے پیغام لایا کہ جو شخص تجھپر درود بھیجے مین اوسپر درود
بھیجون اور جو تجھپر سلام بھیجے مین اوسپر سلام بھیجون اور ایک روایت مین ہے کہ جو تجھپر ایک
درود بھیجے مین دس نیکیان اوسکے واسطے لکھون اور ایک روایت مین ہے مین اوسپر
دس درود بھیجون پس مین نے اس نعمت پر اپنے پروردگار کا سجدہ شکر ادا کیا بیہقی حاکم
سے نقل کرتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہے اور سجدہ شکر کے ثبوت مین اس حدیث سے
زیادہ کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی اور امام احمد حنبل رح نے بھی اس حدیث کو عبد الرحمن
بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ذکر سجدہ شکر کا بغیر نماز کے
کیا ہے اور یہ مسجد چھوٹی سی ہے طول و عرض مین آٹھ گز ہے اور مسجد بقیع کے دروازے
سے نکلتے ہوئے داہنے ہاتھہ کو مزار حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور امہات المومنین
رضی اللہ عنہن سے پچھان کیطرف واقع ہے شاید بعضے علما کو اس مسجد کے باب مین
کوئی سند معتمد علیہ ہاتھہ نہین لگی اسواسطے کہ بعضون نے کہا ہے کہ شاید یہ وہ جگہ ہے
جو بقیع مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلاے عید تھا اور سمہودی سلفے دلائل پر
نظر کرکے کہتے ہین کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ مسجد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ہے جس
مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات تشریف لاکر نماز پڑھا
کرتے تھے اور فرماتے تھے اگر لوگون کے جاؤ کا خوف نہوتا تو مین اکثر اوقات اسمین
نماز پڑھا کرتا واللہ اعلم یہانتک ذکر تھا اون مساجد کا جو مسجد قبا سے لیکر
اور شمالی مین مدینہ مطہرہ تک واقع ہین اب اون مساجد کا ذکر آتا ہے جو جانب غربی
مطہرہ مین جہت شمالی تک واقع ہین واللہ الموفق فصل عیدیہ مسجد مدینے کے باہر

پچھان کیطرف دروازہ مصری کے قریب اوس راہ پر جدھر سے قافلہ مکہ معظمہ سے آتا ہے واقدی کہتے ہین کہ پہلی نماز عید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے مین تشریف لانے کے بعد دوسرے سال ہجرت مین پڑھی ہے اور ابن زبالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ پہلے پہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید فطر و عید اضحیٰ اوس جگہہ ادا فرمائی جو دار حکیم بن العداء سے قریب ہے اور بعضے ارباب تاریخ نقل کرتے ہین کہ وہ جگہہ باب السلام سے ہزار گز کے فاصلے پر واقع ہے اور اب وہ ایک مسجد ہے مقصلا اکثر مشہور اور سمہودی دلائل و علامات پر نظر کر کے کہتے ہین کہ وہ جگہہ وہ ہے جہان ایک مسجد بنی ہے مشہور بہ مسجد علی اگلے زمانے مین مدینے کا بازار وہین تھا اور دار حکیم بن العداء بھی اسی جگہہ تھا واللہ اعلم اور اسی جگہہ ایک اور مسجد ہے کہ اوسکو مسجد ابو بکر کہتے ہین وہ گر گئی تھی شیخ الحرم مدینہ نے اوسکی تجدید کی نہایت ایک صاف اور ستھرا مکان بنایا اور گرد اوسکے ایک رباط بھی تعمیر کی اور نہر جاری کی اس مسجد کے قریب ایک باغیچہ تھا قدیم عریضہ کر مشہور اوسکا اب تک کچھہ نشان باقی ہے اور مسجد علی اس مسجد کی تجدید کسی عجمی نے کی ہے اور یہ مسجد بڑی ہے بڑا سا صحن رکھتی ہے کہتے ہین کہ زمان محاصرہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی دولتسرا سے نکل کر اسی جگہہ سکونت اختیار فرمائی تھی اور نماز عید بھی اسی جگہہ ادا فرمائی تھی اور سمہودی اسی مسجد کو مصلای عید سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہین کہتے ہین کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نماز عید اس جگہہ اتباعاً لسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادا کی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین مصلای عید مین کچھہ عمارت نہ تھی بلکہ اوسکی عمارت سے نہی فرمائی تھی اور آپ نے خطبہ عید منبر پر نہین پڑھا پہلے جسنے خطبہ عید پڑھنے کو منبر رکھا وہ مروان بن حکم تھا چنانچہ شیخ ابن حجر عسقلانی بعضے احادیث سے استنباط کرتے ہین اور ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ پہلے جسنے منبر پر خطبہ پڑھا وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہین اور ترمذی کی روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقا مصلا مین تشریف لیجا کر ادا فرمائی

اور منبر پر برآمد ہو کر خطبہ پڑھا اور بعضے علما نے کہا ہے کہ اتفاق اتحاد منبر صلوٰۃ استسقا
مین شاید اسواسطے ہوا ہو کہ حضرت کے افعال شریف کو مثل تحویل ردا اور رفع یدین
اور سوا اسکے جو نماز استسقا مین ہوا کرتا ہے سب آدمی دیکھین اور احداث منبر خطبہ عید
کے واسطے اسپر قیاس کیا ہو سید علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ ظاہر یہ ہین کہ بنا ان تینون مساجد
کی عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین ہوئی ہے اور مصلاے شریف کے فضائل مین اور اس
مضمون مین کہ اوسکے پاس دعا قبول ہوتی ہے اور بہت سے اخبار اور آثار وارد
ہین اور حدیث مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمُصَلَّایَ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ
بھی اوسی قبیل سے ہے اسواسطے کہ مابین ان دونون مکانون کے فضیلت یقینی
ہے کیونکہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان اکثر رونق افزا ہوتے چنانچہ جب کبھی سفر
سے تشریف لاتے مصلی مین قدم رنجہ فرماکر مستقبل قبلہ ہوکر دعا فرماتے اور بروایت
سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ نجاشی کی اسی جگہ
پڑھی ہے اور مسجد فتح یہ مسجد اور جو مساجد کہ اوسکے پاس اوسکی جہت قبلہ پر واقع ہین
سب کی سب مساجد فتح کہلاتی ہین لیکن حقیقت مین مسجد فتح وہی ایک مسجد ہے جو
کوہ سلع سے پچھان کیطرف اونچی سی ہے اور مشرق اور شمال کیطرف اوسکی سیڑھیان
ہین اور اوسکو مسجد الاحزاب اور مسجد اعلی بھی کہتے ہین امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی
مسند مین بروایت ثقات حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ حضرت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح مین تین روز دعا کی دوشنبہ و سہ شنبہ و چہارشنبہ کو
پس چہارشنبہ کے روز بین الصلوتین اجابت دعا کی بشارت پائی اسسن ورجہ پر آثار
فرح و سرور آپ کے چہرہ مبارک سے ظاہر ہوتے تھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ جب کوئی مشکل مجھکو درپیش ہوئی مین نے اوسی وقت مسجد فتح مین جاکر دعا کی
اللہ تعالی نے مجھے اجابت دعا کی بشارت پونہچائی دوسری روایت مین حضرت
جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس جگہ پر جہان مسجد فتح
بنی ہے تشریف لاکر کھڑے ہوئے اور دست مبارک اوٹھاکر کفار قریش پر جو خندق

روز جمع ہوکر چڑھ آئے تھے بد دعا کی اور وہان نمازیں پڑھی دوسری مرتبہ پھر تشریف
لائے اور بد دعا کی اور نماز بھی پڑھی اور ابن زبالہ نقل کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے غزوہ احزاب کے دن مسجد فتح مین فقط دعا کی اور خوف اعدا سے نماز ظہر
وعصر ومغرب پڑھنے کی فرصت نہین پائی بعد مغرب کی سب نمازین قضا کین اور جاننا چاہیے
کہ روز احزاب اور روز خندق ایک ہی ہے اس غزوے کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہین
اور غزوہ خندق بھی اور اس غزوے کے بعد پھر کبھی کفار قریش کو مجال اسکی نہین
ہوئی کہ مدینے پر چڑھ آتے اور اپنا زور جتاتے اور اوس دن جب مسلمانون پر
کام سخت ہوا تو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر دعا کی
اللہ تعالی نے ایک ہوای تند و تیز بھیجی کفار اوسکی تاب نہ لاکر بھاگ گئے چنانچہ
قرآن مجید سورۂ احزاب مین بتفصیل اس بات پر ناطق ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا کہ بعد اسکے قریش ہرگز تمھارے ساتھ مقابلہ نکر سکین گے اور تم پر چڑھکر
نہ آوین گے اسی جہت سے اس مسجد کو فتح اور احزاب کہتے ہین اور آثار فتح
اور انوار قبولیت دعا اوس مسجد مین اور اوسکے گرد و پیش مین ظاہر و باہر ہین اور
اوسکے داہنی طرف ایک وادی ہے اوسکا نام سیح ہے اوس مین کھجورون کے درخت
بہت ہین اور بہت ہی فضای پر انوار ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
اپنے آبای کرام رضی اللہ عنہم سے روایت لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد فتح
مین داخل ہوکر ایک دو قدم چل کر کھڑے ہو گئے اور دونون دست مبارک اوٹھاکر
دعا کی اور دست مبارک اتنے اوٹھائے کہ ردای مبارک شانۂ شریف سے زمین پر گر پڑے
اور آپ ویسہی دعا مین مشغول رہے اور روایات متعددہ سے ثابت ہوا ہے کہ اس مسجد
مین آپ کی دعا کرنے کی جگہ بیچ والا ستون ہے سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ اب چونکہ عمارت
اوس مسجد کی متغیر ہوگئی ہے تو صحن مسجد مین محراب کے مقابل کھڑا ہونا چاہیے ولیکن
اسکے ساتھ اور روایات کو ملاکر ثابت کرتے ہین کہ آپکا کھڑا ہونا مغرب کیطرف اقرب
تھا اور اوپر تشریف لیجانے کا اتفاق شمالی سیڑھیون کی طرف سے ہوا تھا نہ شرقی

کی جانب سے اور اوس طرف سے وہی قدم چل کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ تک
کی جگہ ملتی ہے اور روایت کرتے ہیں کہ اس مسجد میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو دعا کی تھی یہ ہے اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ هَدَيْتَنِي مِنَ الضَّلَالَةِ فَلَا مُكْرِمَ لِمَنْ أَهَنْتَ
وَلَا مُهِينَ لِمَنْ أَكْرَمْتَ وَلَا مُعِزَّ لِمَنْ أَذْلَلْتَ وَلَا مُذِلَّ لِمَنْ أَعْزَزْتَ وَلَا
نَاصِرَ لِمَنْ خَذَلْتَ وَلَا خَاذِلَ لِمَنْ نَصَرْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا
مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا رَازِقَ لِمَنْ حَرَمْتَ وَلَا حَارِمَ لِمَنْ رَزَقْتَ وَلَا رَافِعَ لِمَنْ
خَفَضْتَ وَلَا خَافِضَ لِمَنْ رَفَعْتَ وَلَا خَارِقَ لِمَنْ سَتَرْتَ وَلَا سَاتِرَ لِمَنْ خَرَقْتَ
وَلَا مُقَرِّبَ لِمَنْ بَاعَدْتَ وَلَا مُبَاعِدَ لِمَنْ قَرَّبْتَ يَا صَرِيخَ الْمَكْرُوبِينَ وَيَا مُجِيبَ
الْمُضْطَرِّينَ اكْشِفْ هَمِّي وَغَمِّي وَكَرْبِي فَقَدْ تَرَى حَالِي وَحَالَ أَصْحَابِي پس
جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ پروردگار تعالیٰ و تقدس نے آپ کی دعا قبول
فرمائی اور آپ کو اور آپ کے اصحاب کو ہول دشمن سے محفوظ رکھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم یہ پیغام سنتے ہی دو زانو بیٹھ گئے اور دست مبارک پھیلا کر اور چشمان مبارک
نیچی کر کے جناب باری میں عرض کیا شُكْرًا كَمَا رَحِمْتَنِي وَرَحِمْتَ أَصْحَابِي اور ابو نعیم
طریق شافعی رحمہ اللہ سے لاتے ہیں کہ دعای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احزاب
کے دن یہ تھی شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ
لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَأَنَا أَشْهَدُ بِمَا شَهِدَ اللّٰهُ بِهِ وَأَسْتَوْدِعُ هٰذِهِ
الشَّهَادَةَ وَهِيَ وَدِيعَةٌ عِنْدَ اللّٰهِ يُؤَدِّيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِنُورِ قُدْسِكَ
وَعَظَمَةِ طَهَارَتِكَ وَبَرَكَةِ جَلَالِكَ مِنْ كُلِّ آفَةٍ وَعَاهَةٍ وَمِنْ طَوَارِقِ
اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَطَارِقِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ غِيَاثِي
فَبِكَ أَغُوثُ وَأَنْتَ مَلَاذِي فَبِكَ أَلُوذُ وَأَنْتَ عِيَاذِي فَبِكَ أَعُوذُ أَعُوذُ
بِجَلَالِ وَجْهِكَ وَكَرَمِ جَلَالِكَ مِنْ خِزْيِكَ وَكَشْفِ سِتْرِكَ وَنِسْيَانِ
ذِكْرِكَ وَالْاِنْصِرَافِ عَنْ شُكْرِكَ أَنَا فِي حِرْزِكَ وَكَنَفِكَ وَكِلَائَتِكَ فِي لَيْلِي وَنَهَارِي وَنَوْمِي
وَقَرَارِي وَظَعْنِي وَأَسْفَارِي وَحَيَاتِي وَمَمَاتِي ذِكْرُكَ شِعَارِي وَثَنَاؤُكَ دِثَارِي لَا إِلٰهَ

الا انت سبحانک وبحمدک تبارک اسمک وعظمتک وذکر یا السحاب
وحجابات اجرنی من خزیک ومن شر عبادک واضرب علی سرادقات حفظک
وقنی سیئات عذابک وجد علی وعنی بمنک بخیر یا ارحم الراحمین
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الکریم والصلوۃ علی النبی المرتضی
محمد وآلہ واصحابہ اجمعین نقل کرتے ہین کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اوسوقت
مین کہ ہارون رشید نے اونکے ساتھ کچھ برائی چاہی تھی یہ دعا پڑھی اللہ تعالے
نے اوسکی برکت سے شر وآفت اعدا سے اونکو بچادیا اور معاذ بن سعد سے روایت
کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح اور جتنی مساجد اوسکے نیچے واقع
ہین سب مین نماز پڑھی ہے پہلی مسجد جو جانب قبلہ مین قریب مسجد فتح کے واقع ہے مسجد سلمان
فارسی کہلاتی ہے اور جو اوسکے پیچھے ہے اوسکو مسجد علی مرتضی کہتے ہین اور جو پہاڑ کی
جڑ مین قبلے کی جانب سب مساجد سے چھوٹی ہے اوسکو مسجد ابوبکر کہتے ہین وجہ نسبت
ان مساجد کی ان حضرات کیطرف خوب نقل کرنین معلوم ہوئی مگر ظاہر مین واللہ اعلم
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ احزاب کے دن یہ حضرات انہین جگہون مین ٹھہرے
ہون گے اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون او فرو ہو کر نماز پڑھی ہوگی پہلے ان
مسجدون کو عمر بن عبد العزیز نے بنایا بعد اوسکے طول زمان کی جہت سے جب
یہ مساجد منہدم ہو گئین تو سیف الدین حسین ابن ابی الہیجا نے سنہ پانسو چھتر مین دوبارہ
مسجد کی تجدید کی بعد اوسکے سنہ پانسو ستتر مین دو مسجدین اور بنائین پھر بعد بنا ہی
ابن ابی الہیجا کے مسجد علی مرتضی کو سنہ آٹھ سو چھتر مین امیر مدینہ زین الدین ضیغم منصوری
نے نئے سرے سے بنایا لیکن اوس مسجد کی جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب تھی
کسی نے تجدید نہ کی ویسی ہی خراب پڑی رہی آخر کو سنہ نوسو بیاسی مین بعضے آدمیون کو
اوسکے تجدید کی توفیق عنایت ہوئی اور نصف راہ پر مسجد فتح کو جاتے ہوئے جبل سلع
کی گھاٹی مین مدینے سے جانے والے کے داہنے ہاتھ پر مسجد بنی حرام ہے بعضی روایات
مین آیا ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان تشریف لاکر نماز پڑھی ہے

عمر بن عبد العزیز نے اوسکی بھی تجدید کی تھی اور اصل بنا بر شفقت واسطے اثبات بدحالی تھی
اب فقط ایک چار دیواری باقی رہ گئی ہے اور اوس میں گنجائش کے قریب ایک غار ہے کہ حضرت
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام غزوۂ خندق میں اوسکو رونق بخشی ہے بعضے اوقات وہاں
شب باش بھی ہوئے ہیں طبرانی ابوقتادہ سے روایت لاتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاذ
بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں آئے آپ کو حجرات امہات المومنین
رضی اللہ عنہن میں نہ پایا ناچار اوس کوچے کیطرف جدھر اکثر اوقات آپ تشریف لیجایا
کرتے تھے متوجہ ہوئے آخر کو لوگوں نے جبل ثواب کیطرف نشان دیا یہ جبل ثواب پر
چڑھ گئے اور داہنے بائیں نگاہ کرنے لگے دیکھتے ہیں کہ ایک غار کے اندر آپ سجدے
میں ہیں معاذ ہیبت سے وہاں چڑھ نسکے نیچے اوتر آئے پھر چڑھ کر دیکھا تو ابھی تک
آپ نے سجدے سے سر مبارک نہیں اوٹھایا تھا انکو گمان ہوا کہ شاید آپ نے
اِس جہان سے رحلت فرمائی پس آپ نے سجدے سے سر مبارک اوٹھایا اور فرمایا
کہ جبرئیل امین نے میرے پاس آکر کہا کہ حق سبحانہ وتعالی آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے
اور پوچھتا ہے کہ تم کچھ جانتے ہو کہ تمہاری امت کے ساتھ کیا معاملہ ہم کریں گے
میں نے کہا کہ اللہ اعلم تو دانا تر ہے میں کیا جانوں پھر جبرئیل نے آکر بشارت پہونچائی
کہ پروردگار تعالی وتقدس فرماتا ہے کہ تم اپنا دل خوش رکھو کہ ہم تمہاری امت کے ساتھ
وہ بات نکریں گے جس سے تمہارا دل خوش نرہے اور تمہاری خاطر آزاری کا سبب ہو
میں نے یہ بشارت پاکر سجدے میں سر رکھا اور اس نعمت عظمی کا شکرانہ ادا کیا اسلئے کہ
حقیقی حالتیں کہ بندے کو خدا سے نزدیک کریں اون سب سے بہتر سجدہ ہے اور مسجد قبلتین
یہ مسجد مساجد فتح سے پچھان کیطرف آدھے میل کے فاصلے سے یا اس سے کم وادی
عقیق اور بیر رومہ کے نزدیک واقع ہے محمد بن اخنس سے روایت کرتے ہیں کہ ام بشر
ایک بی بی تھیں بنی سلمہ سے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اونکے یہاں تشریف
لے گئے وہ بی بی آپ کے واسطے کھانا تیار کرکے لائیں آپ نوش فرما
لوگوں نے آپ سے احوال ارواح مومنین وکافرین پوچھا پس ہوروا اوس حدیث

جو باب ارواح مومنین وکافرین مین وارد ہوئی ہے یہی مجلس شریف تھی جب ظہر کا وقت
آیا تو یہان ایک مسجد تھی بنی سلمہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسمین تشریف لاکر نماز مین
مشغول ہوئے دو رکعت ادا کر چکے تھے کہ وحی الٰہی آئی کہ قبلہ بیت المقدس سے کعبے کیطرف
پھر گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے اندر ہی پھر گئے اور بیت المقدس کیطرف
سے کعبے کیطرف متوجہ ہوگئے اور دو رکعت اخیرہ کعبے کیطرف ادا کی اسی جہت سے اس مسجد کو
مسجد قبلتین کہتے ہین اور ابن زبالہ محمد بن جابر سے روایت لاتے ہین کہ ایک جماعت
بنی سلمہ کی اپنی مسجد مین نماز پڑھتی تھی دو رکعت ادا کر چکی تھی کہ خبر تحویل قبلہ اونکو پہونچی
وہ سب کے سب نماز ہی مین بیت المقدس کیطرف سے کعبے کیطرف پھر گئے اس روایت
مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر تحویل قبلہ کے وقت اس مسجد مین واقع نہین ہوا
شیخ مجد الدین فیروزآبادی کہتے ہین کہ اس اسم کے ساتھ مسجد قبا اولی واحق ہے اسواسطے
کہ صحیحین مین آیا ہے کہ تحویل قبلہ مسجد قبا مین واقع ہوئی تھی اور بعضے پہلے قول کو ترجیح دیتے
ہین واللہ اعلم اور مسجد ذباب اب اس مسجد کو مسجد الرایہ کہتے ہین اور یہ مسجد مدینے سے
شام کی راہ پر جانے والے کے داہنی طرف کو پڑتی ہے ایک پہاڑی پر جسکا نام ذباب
ہے اصل بنا اوسکی عمر بن عبد العزیز سے تھی اوسکے منہدم ہونے کے بعد سنہ آٹھ سو پینتالیس[۸۴۵]
یا چھیالیس[۸۴۶] مین بعضے امراے مدینہ مطہرہ نے اوسکی تجدید کی اور درمیان اس مسجد کے
در مساجد فتح کے وہی جبل سلع فاصل ہے اسکی پچھان کی طرف مساجد فتح واقع ہین
در پورب کیطرف یہ مسجد ایک اونچے مکان پر نہایت مفرح اور مروح اور منور واقع
ہے مدینہ منورہ اور قبہ مطہرہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہان سے نظر آتا
ہے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل ذباب پر نماز پڑھی ہے اور غزوہ
تبوک سے پھرتے ہوئے آپ کا خیمہ بھی اوسپر نصب ہوا تھا روایت ہے حارث بن عبد الرحمن
سے کہ مروان بن الحکم کا ایک عامل تھا یمن کی زمین پر ذباب نام اوسکو اوسنے جبل ذباب
پر سولی دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہلا بھیجا کہ واسطے تعجب کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نماز پڑھی وہان تو نے اوس شخص کو سولی دی بعد مروان کے

سے یہ بات متحقق ہوگئی اور آخر کو بعضے سلف کے منع کرنے سے یہ بات متحقق ہوگئی اور
اور بعضے امراے بھی ایسا ہی کیا ہے
بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ مبارک جبل ذباب پر ایام خندق میں منصوب
ہوا تھا اور خندق واقعہ احزاب میں سلع سے چپان کیطرف مصلی عید تک اور مساجد
فتح سے مسجد ذباب تک کھودی گئی تھی چنانچہ تفصیل اسکی کتب سیر اور تواریخ میں
واقع ہے اب خندق کا نشان باقی نہین ہوا اوس جگہ مسجد ہے جس کی لوگ زیارت کو جاتے
ہین اور تبرک حاصل کرتے ہین اور بعضے علما اس مسجد کا ثنیۃ الوداع پر نشان دیتے ہین
شاید یہ امر اس جہت سے ہوگا کہ ثنیۃ الوداع اوس جگہ سے قریب ہے اور مسجد فتح
بہ فاؤ سین وحاء مہملہ مسجد سیدنا حمزہ کے مشہد مقدس سے شمال کیطرف جبل احد
کی جڑ میں واقع ہے کہتے ہین کہ آیۂ کریمہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی
الْمَجَالِسِ الآیہ اسی مسجد مین نازل ہوئی مطری کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے احد کے دن بعد قتال کے نماز ظہر و عصر اسی جگہ پڑھی تھی اور ابن شیبہ نے
اسکے نقل کی ہے لیکن نماز خاص کی تعیین نہین کی واللہ اعلم اور مسجد عینین بہ تثنیہ
مطابق اسکے
مشہد سید الشہدا سے قبلہ کیطرف واقع ہے اور اس جبل کو جبل الرماۃ کہتے ہین کہ
احد کے دن تیر انداز ان لشکر اسلام اوسپر کھڑے ہوے تھے اب بہت اطراف سے
یہ مسجد گرگئی ہے کہتے ہین کہ حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے اسی جگہ برچھی لگی جابر
رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن نماز ظہر
جبل عینین پر پڑھی تھی قنطرہ کے پاس اور بھی روایت آئی ہے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ
وسلم نے مع اصحاب کرام مسلح وہان نماز پڑھی ہے اور مسجد الوادی یہ مسجد جبل عینین
کے شامی کنارے پر واقع ہے مطری کہتے ہین کہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی
شہادت کی جگہ وہی ہے اور برچھی کھاکر پہلی جگہ سے آکر وہین گرے تھے اور ابن شیبہ نقل کرتے
ہین کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بعد شہید ہوجانے کے بھی اسی جبل الرماۃ پر سے
صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اونکی لاش مبارک کو بطن وادی سے اوٹھاکر جہان
قبر شریف ہے لاکر دفن کردیا اور بعضے علما اس مسجد کو مسجد عسکر بھی کہتے ہین واللہ

اور بئر السقیا بضم سین مہملہ وسکون قاف ایک کنوئین کا نام ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے عرض لشکر بدر وہان لیا اُس جگہہ نماز پڑھی ہے اور اہل مدینہ کے واسطے دعائے برکت
کی ہے اور بعضے علما نے اس مسجد کا ذکر نہین کیا ہے اور اوسکی جگہہ مین تردد ہے ہین
سید سمہودی کہتے ہین کہ اس جگہہ کی تحقیق کی فکر مجھے ہوئی یہانتک کہ زمین کے نیچے
سے اوسکی نیو نکلی اور مقدار آدہ گز کی ہر طرف سے اوسکی دیوار پیدا ہوئی پس لوگون نے
اوسکی تجدید بنا کی اور اس زمانے مین مسجد سقیا اوس مسجد کو کہتے ہین کہ جو مکہ معظمہ
کے راہ پر سواد مدینے سے قریب واقع ہے حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت کو جو لوگ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو آتے ہین اونکو پہلے اسی مسجد کی زیارت
حاصل ہوتی ہے اور یہ مسجد چھوٹی ہے تخمیناً سات گز چوڑی سات گز لمبی ہوگی واللہ اعلم
یہ بائیس مساجد مشہورہ کا ذکر تمام ہوا انکی زیارت سے خلق اللہ مشرف ہوتی ہے سوا
ان مساجد کے اور بھی ہین غالب ہے کہ وہ چالیس سے زیادہ ہونگی مگر اونکی سوائے
طرف کے کہ اس اس طرف واقع تھین اور کچھہ معلوم نہین ہے اور اگر بالفرض بعضے
مواضع کے جہت کی تعیین بھی کی جاوے تو زائرین اور طالبین کو سوا حیرت اور تردد کے
کچھہ حاصل نہو اسواسطے اونکے ذکر مین تقصیر واقع ہوئی اور سید سمہودی علیہ الرحمہ نے
اون سبکا ذکر کیا ہے واللہ الموفق اللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

باب دسوان ذکر مین بعضے کنوؤن کے جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرف
فرمایا ہے اور مشہور ہوا تو یہ کنوئین بھی مثل مساجد شریفہ کے بہت ہین لیکن بعضے
بھر گئے ہین اور معدوم ہوگئے کہ اونکا کچھہ نشان باقی نہین اور سید علیہ الرحمۃ اپنی
تاریخ مین بیس سے زیادہ ذکر کرتے ہین لیکن جتنے کنوؤن کی اب زیارت ہوا کرتی ہے
سات ہین بعضے علما نے اونکو نظم کیا ہے اس طرح پر کہ اشعار اذا رمت آبار النبی
بطیبۃ * فعدتھا سبع مقالا بلا وہن + اریس وغرس رومۃ وبضاعۃ
کذا بصۃ قل بیرحاء مع العہن اس تخصیص کی جہت سے ان کنوون کا ذکر
مناسب ہوا بیر اریس بر وزن جلیس ایک یہودی کی طرف سے منسوب ہے جسکا

یعنی جب تو قصد کرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کنوؤن کا مدینے مین پس شمار اونکا سات ہین اریس اور غرس ہے اور رومہ اور بضاعہ ... بصہ ... بیرحاء ... عہن

نام اریس تھا سرے الی قبا کے پچھان کی طرف کی واقع ہے پانی اوسکا شیرین اور لطیف
ہے روایات متعددہ مین آیا ہے کہ حضرت سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنا لعاب دہن شریف اوس مین ڈالا ہے اور مٹھاس اوسکی اسی سے پیدا ہوئی ورنہ
پہلے اوسکا پانی میٹھا نہ تھا بیہقی نقل کرتے ہین کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
نے قبا مین آکر لوگون سے اس کنوے کا نشان پوچھا ایک شخص اونکو اوسپر لے گیا
انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کنوے پر تشریف لاکر ایک ڈول پانی ایک شخص سے کہ اوس کنوے سے پانی
نکال رہا تھا طلب فرماکر نوش فرمایا بعد اوسکے باقی پانی مع اپنا لعاب دہن شریف
مین ڈال دیا بعد اوسکے آپ نے استنجا کیا پھر کنوے پر تشریف لاکر وضو کیا اور موزون پر
مسح کیا اور نماز ادا فرمائی بعضے کہتے ہین کہ یہ قضیہ بیر غرس پر واقع ہوا ہے واللہ اعلم
اور جو قصہ بیر اریس کے باب مین صحت کو پہونچا ہے اور صحیحین مین آیا ہے یہ ہے کہ حضرت
ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنے گھر سے وضو کرکے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی زیارت کے قصد سے نکلا اور مین نے عہد کیا کہ آج حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے حضور ہی مین حاضر رہون پس مسجد شریف مین حاضر ہوا آپ کو نپایا لوگون نے
کہا کہ آپ اسی وقت برآمد ہوکر قبا کی طرف تشریف لے گئے ہین مین بھی پیچھے پیچھے
قبا مین آیا لوگون نے کہا کہ آپ بیر اریس پر رونق افروز ہین مین وہان حاضر ہوکر دروازہ
چار دیواری جو بیر اریس کے گرد ہے بیٹھ گیا یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حوائج بشری سے فارغ ہوکر وضو کیا پس مین اندر داخل ہوا دیکھتا کیا ہون کہ آپ
کنوے کی جگت پر ساقین مبارک کھول کر دونون پاے مبارک کنوے مین لٹکائے ہوئے
بیٹھے ہین مین نے سلام کیا اور پھر آکر مین دروازے پر بیٹھا اور اپنے دل مین کہا
کہ آج مین سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان رہون بعد ایک ساعت کے حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا مین نے پوچھا کون ہے وہ بولے ابوبکر
مین نے کہا ٹھہر جاؤ مین حضور مین عرض کرلون پھر مین نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ

یا رسول اللہ ابوبکرؓ دروازے پر حاضر ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں فرمایا
کھول دے دروازہ اور اوسکو بشارت جنت کی دے میں نے ابوبکرؓ کے پاس آکر اونکو
بشارت جنت کی دی پس ابوبکر اندر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف بیٹھ کر
اتباعاً لسنتہ اونھوں نے بھی کنوئیں میں پاؤں لٹکا دئے پھر میں آکر دروازے پر بیٹھا
اور اپنے بھائی کا منتظر تھا کہ اوسکو گھر میں وضو کرتے چھوڑ آیا تھا اور اپنے جی میں کہتا تھا
کہ کاش وہ بھی آوے کہ آج پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت خاص ہے کسی بشارت
سے مستبشر ہو اِسی درمیان میں عمر بن خطابؓ نے دروازہ ٹھونکا میں نے کہا ٹھہر جا کہ میں
عرض کرلوں پس میں نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عمرؓ آئے ہیں اور اندر آنے
کی اجازت چاہتے ہیں فرمایا آنے دیں اور اونکو جنت کی بشارت دے میں نے عمرؓ کے
پاس آکر بشارت جنت کی اونکو دی پس عمرؓ بھی اندر آئے اور بائیں طرف حضرتؐ کے
وہی جگہ جاکر اوسی وضع سے پاؤں لٹکا کر بیٹھے پھر میں آکر دروازے پر بیٹھا اِسی خیال
میں کہ کاش کہ میرا بھائی آجائے بعد تھوڑی دیر کے عثمانؓ بن عفان پہونچے اونکی خبر میں نے
پہونچائی فرمایا آنے دیں اور بشارت دے اونکو جنت کی ساتھ ایک بلا کے جو اونکے
سر پر آنے والی ہے میں نے عثمانؓ سے آکر کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمکو بشارت
دیتے ہیں جنت کی ساتھ ایک بلا کے جو تمہارے سر پر آنے والی ہے عثمانؓ اندر آئے
اور دیکھا کہ جس رخ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخینؓ تشریف رکھتے ہیں جگہ کی تنگی ہے
تو دوسری طرف مقابل اونکے بیٹھے اور صحیح بخاری میں وارد ہے کہ انگوٹھی سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم کے جو دست مبارک میں تھی اور بعد آپکے رحلت فرمانے
کے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں میں رہی اور بعد اون دونوں صاحبوں
کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کنوئیں پر بیٹھے انگوٹھی انگلی سے نکالکر حسب عادت اوسکو ہاتھ میں پھرا رہے تھے کہ وہ
انگوٹھی شریف کنوئیں میں گر گئی تین روز اوسکو ڈھونڈوایا اور کنوئیں کا پانی کھینچا گیا
لیکن ہاتھ نہ لگی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

سے روایت لاتے ہین کہ انگوٹھی شریف معقب کے ہاتھہ سے کنوے مین گری جو مادم تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور دونون حدیثون کے مضمون کو موافق کرنا بارتکاب تاویل دتجوز ممکن ہے واللہ اعلم انگوٹھی گرنے کا اتفاق بعد چہہ برس خلافت عثمانیہ کے ہوا اوسی روز سے اونکی خلافت مین تزلزل آگیا خاتم سلیمان کا سا حال ہوا کہ اوسکے گم ہونے کے وقت اونکے ملک مین تخلل آگیا تھا ویسی ہی یہان بھی ہوا ایسے کہتے ہین وہ دوسرا کنوان تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صدقات مین سے اور وہان پر اونکا حصہ تھا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اموال بنی نضیر سے اونکے ساتھہ خاص کیا تھا اور مال اور بھی تھا کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار دینار کو مول لے کر امہات المومنین رضی اللہ عنہن پر تصدق کیا تھا اور اوس مال کو بھی بیر اریس پر بانٹتے تھے واللہ اعلم اور بیر اریس مین سیڑھیان تھین کہ نیچے اوتر کر اوسمین وضو کرسکتے تھے سنہ سات سو چودہ مین اوس کنوے کی تجدید ہوئی اب اوسمین جانے کی راہ ہی نہین ہے اور اوسپر جو عمارت بنی ہوئی تھی مفقود ہے کہتے ہین ایک تھا کسی رومی کا خبیث النفس منافق اوسکا ایک باغ تھا اوسنے لقصد مٹا دیتے آثار محمدی کے اوس کنوے پر جانے آنے کی راہ بند کر دی اور عمارت گرا دی خذلہ اللہ وقد حکی کہ مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ یہ حال بیر اریس کا شیخ علیہ الرحمہ کے زمانے مین ہوگا اب تو اوسپر عمارت بنی ہے اور اوسکے گرد ایک احاطہ بھی ہے اور یہ بات شنوارہ او ناسی کی کہتا ہون بیر غرس شیخ مجد الدین فیروز آبادی کہتے ہین کہ غرس بفتح غین معجمہ وسکون را ہے بمعنی درخت ٹھلانے کے اور بعضون نے بفتح زا بروزن شجر کے بھی ضبط کیا ہے اور کہتے ہین کہ مین نے بہت سے اہل مدینہ سے سنا ہے کہ غین کو مضموم پڑھتے ہین لیکن صواب وہی فتح پڑھنا ہے انتہی اور اب متعارف لوگون مین ضم غین ہے وہ ایک کنوان ہے مسجد قبا سے شمال کیجانب پورب رخ کو قریب آدھی میل کے اور عرض نام مواضع کا ہے جو اس کنوے کے گرد ہین اور یہ بہت بڑا کنوان ہے وہ دردہ سے زیادہ اور کثیر الماء ہے اور پانی اسکا کچھہ سبزی مائل ہے اور اوسمین سیڑھیان بھی ہین کہ آدمی اندر اوتر سکتا ہے

اور سنہ آٹھ سو بیاسی مین اوسکی تجدید ہوئی ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کنوے کے پانی سے وضو کیا ہے اور بقیہ وضو اوس مین ڈال دیا ہے اور ابن حبان ثقات سے نقل کرتے ہین کہ انس ابن مالک رضی اللہ عنہ بیر غرس سے پانی منگوایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکھا ہے کہ اوس بیر کا پانی پیتے تھے اور اوس سے وضو کرتے تھے اور ابراہیم بن اسمعیل بن مجمع سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ ایک روز ان سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے آج رات کو دیکھا کہ مین نے بہشت کے کنوؤن مین سے ایک کنوے پر صبح کی ہے یعنی صبح کو ایک کوے پر پہونچا ہون کہ وہ کنواں بہشتی کنوؤن مین سے ہے پس صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیر غرس پر اور اوسکے پانی سے وضو کیا اور لعاب دہن اپنا اوسمین ڈالا اور تھوڑا سا شہد کوئی شخص آپ کے واسطے ہدیہ لایا تھا اوسکو بھی آپ نے اوسی مین ڈال دیا اور ابن ماجہ بسند جید روایت لاتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ مجکو بعد رحلت کے سات قربے پانی میرے کنوے سے کہ بیر غرس ہے منگواکر غسل دینا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت حیات مین بھی اوس کنوے کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے اور یہی روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا تھا کہ جب مین اس عالم سے سفر کرون تو سات قربے بیر غرس کہ جسکا بند وہان کسی نے نہ کھولا ہو منگواکر مجھے غسل دینا اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہ وعن آبایہ الکرام سے بھی منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات کے بیر غرس کے پانی سے غسل دیا گیا اور آپ حیات مین بھی اوسکا پانی پیا کرتے تھے صلی اللہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور بیر رومہ بضم رائے مہملہ وسکون واو اور بعضے واو کی جگہ ہمزہ پڑھتے ہین ایک بڑا کنواں ہے مسجد قبلتین سے شمال کیطرف وادی عقیق مین پانی اوسکا نہایت لطیف اور نہایت شیرین ہے کہ تعریف مین نہین آتا حدیث شریف مین آیا ہے کہ نِعْمَ الْقَلِيبُ قَلِيبُ الْمُزَنِيِّ اور مزنی وہی رومہ ہے جسکا کنواں تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوس سے خرید کرکے تصدق کر دیا تھا

نقل ہے کہ جب حضرت امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حدیث بیئر رومہ کی سنی اور
اوس کنوئیں کا سو دوشت کے عوض میں لے کر تصدق کر دیا بعد اوسکے ہجوم خلائق کی کثرت
سے جو کنوئیں والے کو اپنے حصے کا پانی کھینچنا مشکل ہوگیا اوسنے دوسرا آدھا بھی
قدر سے قلیل پر بیچ ڈالا اور ابن شیبہ روایت زہری سے لاتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا مَنْ يَشْتَرِي رُوْمَةَ يَشْرَبُ رَكَاءً فِي الْجَنَّةِ پس عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ نے اوسکو اپنے مال سے خرید کر تصدق کر دیا اور بغوی التیسیر میں ہے نقل کرتے ہیں
کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ میں بکثرت آئے اور میٹھا پانی اس شہر میں بہت کم تھا
یہاں تک کہ ایک شخص تھا بنی غفار سے اوسکا ایک کنواں تھا چشمہ دار اوسکو بیر رومہ
کہتے تھے وہ ایک قربہ پانی ایک مد کو بیچتا تھا ایک روز سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس شخص سے فرمایا کہ تو اس کنوئے کو بعوض اوس چشمے کے جو تجھکو جنت میں
ملے ہمارے ہاتھ بیچ ڈال اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے اور میرے عیال
کے واسطے اسکے سوا کوئی اور وجہ معیشت نہیں ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے جو یہ خبر سنی
تو پینتیس ۳۵ ہزار درہم کو اوس سے خرید کرکے مسلمانوں پر وقف کر دیا ابن عبد البر نقل
کرتے ہیں کہ یہ کنواں ایک یہودی کا تھا کہ اوسکا پانی مسلمانوں کے ہاتھ بیچا کرتا تھا
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اوسکے مول لینے کی ترغیب فرمائی
اور اوسکے مول لینے والے کو جنت کی بشارت دی پس امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے
آدھا اوسکا بارہ ہزار درہم کو مول لے لیا جب یہودی کو اپنے حصے کے تصرف میں دقت ہوئی
تو اوسنے وہ آدھا بھی آٹھ ہزار درہم کو بیچ ڈالا اور نسائی اور ترمذی روایت کرتے
ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایام محاصرہ میں مفسدوں سے فرمایا
کہ تمکو میں خدا اور دین اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور مدینے میں سوا بیر رومہ کے اور
پانی میٹھا نہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ کو مول لے
اوسکو اللہ تعالے اوسکی مثل اوسکے بہشت میں عنایت کرے گا میں نے اوسکو مول لے لیا

اور غنی اور فقیر اور مسافر پر اوسکو وقف کردیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص جیش عسرہ کی تجہیز کرے اوسکے واسطے جنت واجب ہوجائے ہین سلئے اوسکی تجہیز کی یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی منکرا ون مفسدون سے کہا ہان ہم جانتے ہین اور اسی طرح کی روایت صحیح مین بھی آئی ہے اور اس کنوے کا وجود جاہلیت کے وقت سے ہے منہدم ہوگیا تھا زستے سات سوسن کے حدود مین اوسکی تجدید ہوئی اور یہ جو بعضی روایات مین آیا ہے کہ مَنْ حَفَرَ بِئْرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ اُس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت مین بھی اوس کنوئین مین حفر و اصلاح کی حاجت تھی واللہ اعلم اور بیر بضاعہ بضم بای موحدہ بنابر شہرت اور بعضی حکایت کسری کی بھی کرتے ہین اور ضاد معجمہ اور بعضے مہملہ کہتے ہین اور آخر مین اوسکے عین مہملہ ایک کنوان ہے باب شامی مدینہ منورہ کے نزدیک اوس دروازے سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو جاسے تو داہنے کو پڑتا ہے خبر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیر بضاعہ پر تشریف لائے اور ایک ڈول پانی مانگ کر اوس سے وضو کیا اور باقی پانی مع اپنا لعاب دہن اوس کنوے مین ڈالدیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین جو شخص بیمار ہوتا اوسکو بیر بضاعہ کے پانی سے غسل دیتے اوس پانی کی برکت سے اللہ تعالے شفا عاجل عنایت کرتا اور حضرت اسما بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت لیتے ہین کہ جو شخص بیمار ہوتا تھا اوسکو ہم تین روز بیر بضاعہ کے پانی سے غسل دیتے تھے وہ صحت پاجاتا تھا اور ابو داؤد اور ترمذی اور احمد وغیرہم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ بیر بضاعہ کا پانی آپ کے واسطے آتا ہے اور حال یہ کہ اوس کنوے مین کتون کا گوشت اور حیض کے لتے اور ورنجاسات بھی پڑتی ہین آپ نے فرمایا کہ پانی پاک ہے اوسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی اور نسائی بھی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین مین حاضر ہوا مین نے

دیکھا کہ آپ بیر بضاعہ پر بیٹھے وضو کر رہے ہین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اِس
پانی سے وضو کرتے ہین اور حال آنکہ اوسمین بہت سی نجس چیزین ڈالی جاتی ہین فرمایا
اَلْمَاءُ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اور سہل بن سعد روایت لاتے ہین کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن شریف بیر بضاعہ مین ڈالا اور اوس کنوے کا پانی
نوش فرمایا اور اوسکے واسطے خیر و برکت کی دعا کی اور ابی اسید صاحب بیر بضاعہ
نقل کرتے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن شریف پڑنے کے
بعد ہم بیر بضاعہ کا پانی تبرکا پیتے تھے ایکبار میوہ ہمارے اوس بستان کا جس مین
بیر بضاعہ ہے کوئی کاٹ لے گیا مین نے اِسکی شکایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور مین کی آپ نے فرمایا کہ وہ غول بیابانی ہے جو میوہ چرا لیجاتا ہے اسکے لیے
اگر نقصان میوے مین پاتا تو کہنا بِسْمِ اللّٰهِ اَجِيْبِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ابو اسید نے یہ حکم رسالت
پناہی یہ کلمہ جو کہا تو اوس غول بیابانی نے سنکر کہا کہ یا ابا اسید میرا گناہ معاف کر
جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین نہ لیجا مین اِسکے بعد کبھی اِس بستان میں
نہ آؤن گا اور مین تجکو ایک آیہ سکھاتا ہون کہ اوسکی برکت سے تجھے اور تیرے گھر
والون کو کوئی رنج و مصیبت نہ پہونچے اور وہ آیہ آیۃ الکرسی ہے ابو اسید نے
حضور حضرت رسالت مین عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جو کچھ اوسنے کہا سچ کہا لیکن
جھوٹا ہے ہیثمی کہتے ہین کہ اِس حدیث کے رجال ثقات ہین اور بعضے اِس حدیث کو
ضعیف بتاتے ہین واللہ اعلم اور اب یہ بیر بضاعہ بعضے آدمیون کے باغ مین ہے اور
اوسکی زیارت مشکل سے ہوتی ہے اور بیر بصہ بضم باے موحدہ و تخفیف صاد مہملہ
کے قریب ہے جو شخص بقیع کیطرف سے شہر پناہ کے نیچے مسجد قبا کو جاوے یہ کنواں
اوسکے بائین کو پڑتا ہے ابن عدی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ
لاتے ہین کہ ایک روز حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اِنکے یہان تشریف
اور فرمایا تمھارے یہان کچھ تھوڑی سی سدر ہوگی کہ اوس سے ہم اپنا سر مبارک
دھووین کہ آج جمعہ کا دن ہے ابو سعید فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ

اور مین نے لاکر حاضر کی اور آپ کے ساتھ بیر بضہ پر گیا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اپنا دھویا اور سر مبارک کا دھوون بیر بضہ مین ڈال دیا اور اس بیر بضہ مین شیر حیان ہین اور پانی اسکا بہت قریب ہے اور بیر حا اس لفظ کو بہت طرح سے لوگون نے پڑھا ہے چنانچہ شرح حدیث نے اسکی تحقیق کی ہے سب جہول سے مشہور تر اسے موقوف وحا سے مقصور کے ساتھ ہے اور حا نام ایک مرد کا ہے یا ایک عورت کا یہ کنوان اوسکی طرف منسوب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ حا ایک مکان کا نام ہے جس مین یہ کنوان واقع ہے اور یہ کنوان مسجد شریف نبوی سے شمال کیطرف قلعے کی دیوار سے بہت قریب ہے یہانتک کہ اگر قلعے کی دیوار حائل نہو تو مسجد شریف سے اوس کنوئے کا جانا بہت نزدیک پڑے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات وہان تشریف لاتے تھے اور اوسکے درختون کے سایے مین جلوہ فرما ہوتے تھے اور اوسکا پانی نوش فرماتے تھے اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ ابوطلحہ انصاری کے پاس اموال کثیرہ تھے نخل سے اور سارے اموال مین سے محبوب تر اور معتبر تر اونکے نزدیک بیر حا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوسمین تشریف لایا کرتے تھے اور اوسکا پانی نوش فرمایا کرتے تھے اور ابوطلحہ نے اوسکو اپنے ذوی الارحام پر تصدق کر دیا تھا ابی اور حسان اونکے ذوی الارحام مین سے تھے حسان نے اپنا حصہ حضرت معاویہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اون سے لوگون نے کہا کہ تم نے صدقہ ابوطلحہ کو کیون بیچا اونھون نے کہا کہ مین کیون نہ بیچون کہ وہ ایک صاع تمر کو بعوض ایک صاع دراہم کے خریدتا ہے حضرت معاویہ نے وہان پر اپنا ایک قصر بنایا جس جگہ پہلے ہی جزیلہ کا قصر بنا ہوا تھا اور ابوجعفر منصور نے بھی وہان ایک قصر بنوایا تھا اب یہ کنوان ایک چھوٹے سے باغیچے مین واقع ہے اوسمین ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے اور اوس کا پانی شیرین ہے اور ہوا وہان کی نہایت فرحت انگیز ہے اور بیر عہن بکسر عین مہلہ وسکون ہا عوالی مدینہ مین ہے مسجد قبا سے پورب کی طرف ایک شریف کے بستان کبیر مین اوسمین زراعت اور اشجار بہت ہین وہ جگہ نہایت نظافت ولطافت رکھتی ہے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم

وہاں تشریف فرما ہوئے ہین اور آپ نے اوسکے پانی سے وضو کرکے نماز پڑھی ہے
اور ذکر باقی آبار و اموال و صدقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بیان باقی مساجد کا کہ بلاد قریہ
مین آپ نے اون جگہون کو مشرف فرمایا ہے اور عیون اور اودیہ وغیرہا جو اس بلدۂ طیبہ سے
متعلق ہین تواریخ مدینۂ طیبہ مین مسطور و مذکور ہین اختصار کی جہت سے بیان اونکے ذکر مین
تقصیر واقع ہوئی اور جملہ عیون طاہرۂ مدینۂ مطہرہ کہ آج کل جاری اور مستفیع بہ ہین عین
زرقا ہے کہ قبا کے نخلستان سے نکلی ہے مروان بن حکم نے اوس زمانے مین کہ مدینے کا
عامل تھا حضرت معاویہ کے حکم سے اوس عین کو جاری کیا اور مدینۂ منورہ مین لایا اوسکا پانی نہایت
شیرین اور لطیف ہے کہ اوسکا مزا بغیر چکھے معلوم نہین ہوسکتا اور از جملہ اودیہ جو مشہور و
متبرک ہے وہ وادی عقیق ہے کہ احادیث نبوی مین اوسکے فضائل مذکور ہین اور اشعار عرب
مین اوسکا ذکر بے حد و حساب ہے چنانچہ اون مین سے کسی کا شعر یہ شعر یا صاحبے
هذا العقيق فقف به ٭ متوالها ان كنت لست بواله ٭ اور شیخ عبد الہادی ذی
کہتے ہین کہ اشعار ٭ حي العقيق ودمع جفنك مطلق ٭ قلب بذا الحسن البديع
المطلق ٭ قلب صادني فيه غزال أحوذ ٭ قيدت عناه واشتياقي مطلق ٭ عبد السلام بن
کہتے ہین اشعار ٭ على ساكن البطن العقيق سلام ٭ وان اسهروني بالفراق وناموا
خطرهم على النوم وهو محلل ٭ وحللهم التعذيب وهو حرام ٭ اور حدیث صحیح مین
حضرت عبد اللہ بن عمر سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے سنا کہ وادی
عقیق کی شان مین فرماتے تھے کہ آج کی رات میرے پاس ایک فرشتے نے آکر کہا
صل في هذا الوادي العقيق اور دوسری حدیث حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
سے آیا ہے کہ العقيق وادٍ مبارك اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہین کہ فرمایا اونھون نے کہ مین ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
وادی عقیق مین گیا آپ نے فرمایا اے انس ایک لوٹا اس وادی کے پانی کا
لا کہ مین اس وادی عقیق کو دوست رکھتا ہون اور یہ مجھکو دوست رکھتا ہے اور سلمہ بن
الاکوع سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے فرمایا کہ مین جنگلی جانورون کا شکار بہت کرتا

اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت ہدیہ بھیجا تھا ایک روز آپکے حضور میں حاضر ہوا آپنے پوچھا تم کہاں گئے تھے میں نے عرض کیا کہ شکار کیلئے گیا تھا فرمایا اگر پہلے سے جانتے تو تمہارے ساتھ وادی عقیق تک ہم بھی چلتے اور اصل میلان وادی عقیق کا مدینہ منورہ کے قبلے کیطرف سے ہے قبا کے اور اوسکے درمیان میں ایک دن کی راہ کی مسافت ہے بلکہ زیادہ کی اور وہاں سے ذوالحلیفہ کی طرف ہوکر بیر رومہ کے غرب کیطرف پہونچکر مدینہ منورہ میں پہونچا ہے اور کثرت سیلان اس وادی اور سوا اس وادی میں جو حکایات نقل کرتے ہیں وہ عجیب وغریب وَاللہُ تَعَالیٰ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَعَمُّ وَاَتَمُّ

باب گیارھواں ذکر بعضے مقامات متبرکہ میں جو مکے اور مدینے کے راہ میں ماثور ومشہور ہیں

علماے سیر وتواریخ نے مساجد ومشاہد نبویہ کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات واسفار میں مشہور وماثور ہیں جمع کیا لیکن اب اون میں سے اکثر مجہول ومبہم ہوگئی ہیں اونمیں سے بعضے کا کچھ پتا اور نشان ملتا ہے کہ لوگ اونکی زیارات سے مشرف ہوتے ہیں اور جو کچھ ان اوراق میں ثبت ہوتا ہے وہ ذکر ہے اون بعض مساجد کا جو کہ مدینے کی راہ میں واقع ہیں ایک مسجد ذی الحلیفہ ہے کہ بعضے مناسک والے اوسکو مسجد الشجرہ بھی کہتے ہیں اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مرتبہ مکے جانے کے وقت ایک مرتبہ عمرے کو دوسرے مرتبہ حج کو ذی الحلیفہ میں ایک درخت سمرہ کے سایہ میں بیٹھے ہیں اور وہاں نماز بھی پڑھی ہے اور شب باش ہوئے ہیں اور اوس جگہ سے احرام باندھا ہے اب میقات ومحل احرام مدینے والوں کا بھی ذی الحلیفہ ہے اور اوس جگہ ایک بڑی مسجد تھی کہ طول زمان کی جہت سے گر گئی سن آٹھ سو اکسٹھ میں مسجد کی تجدید ہوئی اور اس مسجد میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بیچ والے ستون کی طرف تھی اور وہ درخت سمرہ بھی اوسی جگہ پر تھا مطری کہتے ہیں کہ اس بڑی مسجد سے قبلے کیطرف ایک چھوٹی مسجد اور ہے ایک تیر کے فاصلے سے شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمیں نماز پڑھی ہو سمہودی کہتے ہیں کہ اس چھوٹی مسجد کو مسجد المعرس کہتے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ

وقت اوس جگہ تعریس فرمائی اور نماز پڑھی ہے اور بھی حدیث
نے بعضے غزوات سے پھرتے وقت اوس جگہ تعریس فرمائی اور نماز پڑھی ہے اور بھی حدیث
صحیح مین حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ تشریف لیجانا آن جناب علیہ الصلوۃ
والسلام کا مسجد الشجرہ کی راہ سے ہوا ہے اور تشریف لانا معرس کی راہ سے اور حضرت عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ بھی جب اس جگہ پہنچا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریس
فرمانے کی جگہ تلاش کرکے آپ بھی تعریس فرمایا کرتے تھے اور مسجد شرف الروحا بھی روحا
ایک جگہ ہے کہ اوسکے اور مدینہ منورہ کے درمیان مین اکتالیس میل کا فاصلہ ہے اور صحیح مسلم
مین چھتیس میل لکھے ہین اور اوس سے آگے مدینہ منورہ کی جانب وادی سیالہ ہے اور اس
شرف الروحا کے پاس ایک مسجد ہے کہ مدینے سے مکے کو جانے والے کے داہنی طرف
پڑتی ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین
نماز پڑھی ہے اور وادی سیالہ مین بعد زمان سعادت نشان آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمارتین
بن گئی تھین اور چشمے وغیرہ جاری ہو گئے تھے اور نہایت آبادی پیدا ہوئی تھی والی مدینہ منورہ
کی طرف سے وہان ایک حاکم رہتا تھا اور اوس وادی کے رہنے والون کے بہت سے
اشعار واخبار صفحہ روزگار پر باقی ہین اور ابتک اوس جگہ بعضے آثار عمارت کے پائے جاتے ہین
اور قافلے کے گذرگاہ پر جو پرانی قبرین بنی ہوئی ہین وہ اہل سیالہ کا
سہمنودی کہتے ہین کہ لوگ اون مقابر کو مقابر شہدا کہتے ہین شاید مراد
جو ظلم سے شہید ہو گئے تھے چنانچہ بعضے اخبار سے معلوم ہوتا ہے اور اوس
بنی سالم کہتے ہین اور بنی سالم ایک قبیلہ تھا حجاز کا اب اس زمانے مین اوس و
اوس دیار والون کا رسم و اسم بھی باقی نرہا اور سیالہ و اہل سیالہ سب سبیل فنا
جگہ ایک پہاڑ ہے اوسکو جبل ورقان کہتے ہین اور عرق الظبیہ بھی بولتے ہین روا
ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے غزوے مین کہ غزوہ الوا تھا جب روحا
کے پاس پہونچے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اس جبل ورقان کا نام کیا ہے اسکا نا
حمت ہے آپ نے دعا کی اور فرمایا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْہِ وَ
بعد اوسکے فرمایا تم جانتے ہو اس وادی کا نام کیا ہے اسکا نام سجاسج ہے او

اور یہ ستر ہے تجھسے پہلے اس مین ستر پیغمبر ون نے نماز پڑھی ہے اور موسیٰ بن عمران علیٰ نبینا وعلیہ السلام ستر ہزار بنی اسرائیل کے ساتھ یہان آکر اوترے تھے اور دو عبائی قطوانی پہنے ہوے تھے اور ناقہ ورقا پر سوار تھے اور قیامت قائم ہوگی جبتک کہ عیسیٰ بن مریم بھی بہ قصد حج یا عمرہ کے اس وادی کی طرف سے نگذرین اور ابو عبیدہ بکری کہتے ہین کہ قبر مشہور مزار کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد سے ہین اسی روحا مین ہے اور روحا مین ایک مسجد ہے پہاڑ کے کنارے پر مدینے سے مکے کے جانے والے کے داہنے پڑتی ہے اوسکو مسجد الغزالہ کہتے ہین سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی ہے اور وہان پر ایک جگہہ خاص ہے اوسکو تازیہ کہتے ہین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہان اوترا کرتے تھے اور فرماتے تھے ھٰذَا مَنْزِلُ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور وہان پر ایک درخت ہے جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہان اوترتے اور وضو کرتے بقیہ پانی اوس درخت کی جڑ مین ڈالتے اور فرماتے ھٰکَذَا رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور جب راستہ اس مسجد تک پہونچے تو وہ راہ جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو تشریف لے گئے تھے بائین طرف کو رہتا ہے زمانہ قدیم مین وہ راہ چلتی تھی اوسکو طریق الانبیا کہتے ہین اسواسطے کہ انبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین جب حج کے واسطے مکہ معظمہ کا قصد کرتے تو اسی راہ سے تشریف لیجانے کا اتفاق ہوتا اور اوس راہ مین ایک کنوان ہے اوسکو بیر السقیا کہتے ہین ایک پہاڑ کے کنارے پر واقع ہے جسکا نام ہرشا ہے اب اس زمانے مین دوسری راہ جو اس راہ کے داہنی طرف ہے وہی جاری ہے اور علما سیر نے مکے اور مدینے کی راہ مین بہت سی مساجد ومشاہد نبویہ ذکر کئے ہین لیکن اب سوا ان مساجد کے جو مذکور ہوچکین کسی اور کے بازو علامات باقی نہین رہے لیکن ارباب بصیرت پر جنکے دیدۂ دل انوار ہدایت وعنایت سے روشن ہین یہ بات پوشیدہ نہین کہ ان سب پہاڑون اور وادیون مین اثر جمال محمدی اور ظہور انوار احمدی سے کسقدر نورانیت ظاہر وباہر ہے کہ جسکی انتہا نہین اور سبب اسکا یہی کہ ان مین کوئی ذرہ ایسا نہین کہ جسپر نظر مبارک نہ پڑی ہو یا وہ جمال بہجت مآل سرور

امن وجان صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا ہو بیت بسرزمین کہ نسیمی زلف او
زدہ است ہنوز از دم آن بوئے عشق مے آید بدر ایک وادی کا نام ہے جہان پر
غزوہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا واقع ہوا اور وہان عزت اسلام اور شوکت مسلمین نے
ترقی پائی اور کافرون کو خواری اور ذلت حاصل ہوئی چنانچہ تفصیل اسکی کتاب غزوات
مین لکھی ہے وہان پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک عریش بنایا تھا بعد اوسکے
اوس عریش کی جگہ پر ایک مسجد بنائی گئی کہ اب موجود ہے اور بدر کے بڑے مقامات
متبرکہ سے قبور شہدا ہین جو اس غزوہ شریفہ مین شرف شہادت کو پہونچے اور وہان پر
ایک عجیب و غریب بات یہ ہے کہ قبور شہدا رضی اللہ عنہم کے اوپر سے ایک نقارے کی سی
آواز سنائی دیتی ہے اور اسمیات کے راوی ثقات ہین بعضے علما یہ کہتے ہین کہ نقارے
کی سی آواز ہونا بے اصل ہے جہ ایسا سبب ہے کہ ہوا وہان پیچ کھا کر آواز پیدا کرتی ہے
اور بعضے متاخرین کہتے ہین کہ شاید اسکے نیچے کوئی سر ہے کہ ہمکو معلوم نہین ہوا واللہ اعلم
سمہودی نے اپنی تاریخ مین مسجد مذکور کا ذکر نہین کیا اور از جملہ مساجد نبویہ جو مکہ معظمہ
مین معلوم متعین ہین مسجد خلیص ہے بضم خائے معجمہ یہ جگہ مکہ معظمہ سے تین روز کے فاصلے
سے ہے وہان کھجورون کے درخت ہین اور ایک چشمہ پانی کا جاری ہے اور وہان پر
۹۹۶
ایک مسجد تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی تھی اور وضو کیا تھا
مین سلطان روم نے اوس مسجد کی تجدید کی اور اوس چشمے کو مسجد کے صحن مین جاری
کیا اور سمہودی علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ خلیص مین ایک اور مسجد ہے حرہ عقبہ مین
اصل قریہ سے تین میل پر واقع ہے اور بھی سمہودی کہتے ہین کہ قدید بضم قاف مین
بھی کہ خلیص سے مدینہ منورہ کیطرف دوسری منزل ہے راہ سے داہنی طرف کو
ایک مسجد ہے اور خیمہ ام معبد بھی قدید مین تھا جس مین زمان ہجرت مین حضرت
علیہ الصلوۃ والسلام مع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تھے اور
آپ کے معجزے سے دودھ لاغر بکری کے تھن سے نکلا تھا اور مسجد سرف
بسین مہملہ وکسر را اور ایک نسخے مین بفتح شین معجمہ اور کسر را ہے یہ ایک مسجد ہے

سمت مکہ معظمہ سے ایک مرحلہ اور تین میل کے بعد پر حضرت میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی قبر شریف وہین ہے اور تزویج ورخافت بھی اوسکا وہین واقع ہوا تھا اور مسجد تنعیم ایک جگہ کا نام ہے کہ مکہ معظمہ سے لوگ جاکر عمرے کا احرام وہین سے باندھ آتے ہین سمہودی کہتے ہین کہ وہان پر ایک درخت تھا اور چند کنوین اور ایک مسجد تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی اور اب اس زمانے مین وہان مسجد مشہور مسجد عائشہ ہے رضی اللہ عنہا کہ ادنھون نے حجۃ الوداع مین حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے عمرے کا احرام اسی جگہ سے باندھا تھا اور یہ جگہ نہایت مشہور ہے حاجت بیان کی نہین رکھتی اور مسجد ذی طوی ذی طوی ایک کنوان ہے شہر مکہ معظمہ سے باہر کے مکانون کے پاس حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین تشریف لانے کے وقت وہین اوترے تھے اور وہین شب باش ہوکر صبحکو مکہ معظمہ مین داخل ہوئے اور مصلی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بر کہ غیظ تھا نہ وہ مسجد جو اس زمانے مین بنی ہو واللہ اعلم

باب بارھوان جنۃ البقیع کے بیان فضائل اور اون مقابر کے ذکر مین جو بقیع مین مشہور و معروف ہین صحیح مسلم مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت لاتے ہین جس رات کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے اخیر رات کو بقیع کی طرف تشریف لیجاتے تھے اور بقیع والون پر سلام کرتے تھے اور اونکی مغفرت اللہ تعالی سے چاہتے تھے اور فرماتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ دَارَ قَوۡمٍ مُّؤۡمِنِیۡنَ اَتَاکُمۡ مَا تُوۡعَدُوۡنَ وَاِنَّا اِنۡ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمۡ لَاحِقُوۡنَ اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِاَھۡلِ بَقِیۡعِ الۡغَرۡقَدِ اور دوسری روایت مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ ایک رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دولتسرا سے برآمد ہوئے مین بھی غیرت کی جہت سے کہ شاید آپ کسی اور بی بی کے گھر مین تشریف نہ لیجاتے ہون پیچھے پیچھے ہولی یہانتک کہ آپ بقیع مین پہونچے اور بہت دیر تک وہان کھڑے رہے اور تین مرتبہ دعا کے واسطے دست مبارک اوٹھائی بعد اوسکے وہان سے بسرعت پھرے مین بھی جلدی بھاگ کر آپ سے پہلے گھر مین پہونچکر لیٹ رہی آپ نے اثر اضطراب ملاحظہ فرماکر مجھہ سے پوچھا کہ یا عائشہ خیر ہے اتنی گھبراہٹ

اسوقت تم مین کیون ہے مین نے صورت حال عرض کی فرمایا وہ سیاہی جو مجھے اسکے
آگے آگئے دکھائی دیتی تھی تحقیق مین نے عرض کیا ہان یارسول اللہ پھر آپ نے
میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ تجھکو اسکا بھی گمان ہو کہ اللہ و رسول تجھپر حیف کرینگے
مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اللہ تعالیٰ سے کچھ چھپا نہین ہے جیسا آپ فرماتے ہین
ویسا ہی ہے لیکن مین کیا کرون مجھسے یہ امر بمقتضای بشریت ہوا بعد اوسکے آپ نے فرمایا کہ
جبرئیل نے آکر مجھکو دروازے کے باہر سے مجھے بلایا اور تجھسے بات پوشیدہ رکھی مین نے بھی تجھکو
اطلاع نہ کی اور عادت جبرئیل کی یہ ہے کہ جب تم جامہ اپنے بدن سے الگ کی ہو تو وہ گھر کے اندر
نہین آتا اور مجھے یہ گمان ہوا تم سوتی ہو مین نے نہ جگایا تاکہ تم متوحش نہو جاؤ میرے پاس وحی لایا
کہ اے پیغمبر تیرا پروردگار فرماتا ہے کہ اہل بقیع پر جاکر اونکے واسطے استغفار کر الفاظ دعا کی
روایت نسائی مین اس طرح پر آئی ہین کہ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا وَإِيَّاكُمْ
مُتَوَاعِدُونَ غَدًا مُوَاكِلُونَ اور بعضے روایت مین یہ بھی زیادہ کیا ہی کہ اللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا
أَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ اور روایت بیہقی مین آیا ہے کہ یہ قصہ نصف شعبان کی رات
مین واقع ہوا ہے اور بھی آیا ہے کہ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ
أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ اور حضرت ابی موہبہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے
کہ ایکدن آدھی رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جگاکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے
کہ بقیع مین جاکر اہل بقیع کیواسطے استغفار کرون پس مین بھی حضرت کے ساتھ ہو لیا حضرت
بقیع مین پہونچکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْمَقَابِرِ لِيَهْنِ لَكُمْ مَا أَصْبَحْتُمْ
فِيهِ مِمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ فِيهِ أَقْبَلَتِ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يَتْبَعُ آخِرُهَا أَوَّلَهَا وَالْآخِرَةُ
شَرٌّ مِنَ الْأُولَى بعد اسکے آپ نے فرمایا کہ یا ابا موہبہ میرے پاس خزائن دنیا کی
کنجیان لائے اور مجھکو مخیر کیا اس بات مین کہ چاہون ہمیشہ دنیا مین رہون اور چاہون اللہ تعالیٰ
سے ملاقات کرون مین نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات اختیار کی مین نے عرض کیا یارسول اللہ
خزائن دنیا کی کنجیان لے لیجیے بعد اوسکے داخل بہشت برین ہو جیے فرمایا لا واللہ یا ابا موہبہ مین اپنے پروردگار
کا لقا چاہتا ہون یہ فرماکر بقیع سے پھرے اور سر مبارک مین درد لاحق ہوا پھر وہ درد کچھ نہ تھما یہانتک کہ اس جہان فانی

علت فرمائی اور بھی خبر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقیع غرقد مین تشریف لائے اور تین
بار فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْقُبُوْرِ اور بھی فرمایا آرام سے رہو اے اس جہان سے
رہنے والو چھوٹ گئے تم اون بلاؤن اور فتنون سے جو تمھارے بعد آنے والے ہین بعد
اسکے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ لوگ یعنی اس جہان سے
گذر رہے ہوئے تم سے بہتر ہین صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ ہمارے بھائی ہین جیسا
یہ ایمان لائے ہم بھی ایمان لائے ہین اور جیسا ان لوگون نے اللہ کی راہ مین اپنا مال
صرف کیا ہم بھی اللہ کی راہ مین اپنا مال صرف کرتے ہین اور جیسا یہ لوگ اس جہان سے
کوچ کر گئے ہین ہم بھی اس جہان سے کوچ کر جائینگے پھر ان لوگون کو ہم پر زیادتی کیا ہے
آپ نے فرمایا یہ لوگ اس جہان سے گذر گئے اور اپنے اعمال حسنہ کے اجر سے کچھ دنیا مین متمتع
نہین ہوئے اور نہین جانتا ہون مین کہ تم اسکے بعد کیا کام کروگے اور کیا فتنہ تمھارے
درمیان مین اوٹھے گا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک روز پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم مقبرے کیطرف تشریف لے گئے اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ
مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اور فرمایا اے کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ آپ کے بھائی نہین
ہین فرمایا تم ہمارے اصحاب رضہ ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہین جو ہمارے بعد آوینگے
اور وہ ابتک پیدا نہین ہوئے مین اونکا فرط ہون حوض پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
لوگ آپ کی امت سے آپ کے بعد دنیا مین آئینگے اور آپ نے اونکو نہین دیکھا آپ
انکو کیونکر پہچانینگے فرمایا تم مین سے کسی کے پاس مشکی اور چکلیان گھوڑے ہون تو آیا
شخص اپنے گھوڑون مین ایک کو دوسرے سے پہچان نہین سکتا امت میری قیامت
کے دن سفید منھ اور سفید ہاتھ پاؤن چکلیان گھوڑون کے سی آوینگی اور یہ سفیدی
منھ اور ہاتھ پاؤن کی اونکے آثار وضو سے ہوگی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ مقبرہ
بقیع سے ستر ہزار آدمی اوٹھکر بلا حساب جنت مین داخل ہونگے منھ اونکے ایسے ہونگے
جیسے چودھوین رات کا چاند اور وہ لوگ وہ ہین جو داغ نہین دیتے تھے اور فال بد نہین

مانتے تھے اور خدا تعالی پر توکل رکھتے تھے اور دوسری روایت مین نفی ایک لا اعلم کی وارد
اور اتنا اور اوسمین زائد ہے کہ اور افسون نہین پڑھتے تھے اور مداوات نہین کرتے تھے
اور حضرت مصعب بن زبیر سے نقل کرتے ہین کہ وہ ایک دن بقیع کیطرف سے مدینہ
کو جاتے تھے اور اونکے ساتھ ایک شخص تھا اہل کتاب سے ابن راس جالوت نام
نظر بقیع پر جو پڑی تو کہنے لگا یہی ہے یہی ہے مصعب نے اوسکو اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ یہ
یہ کیا کہا اور اسکا کیا مطلب ہے اوسنے کہا کہ اس مقبرے کا ذکر مین نے توریت مین دیکھا
کہ ان دونون سنگستان کے اندر ایک مقبرہ ہوگا محفوف بہ نخیل نام اوسکا [illegible]
ستر ہزار آدمی اوس سے اوٹھین گے بدر منیر کی شکل مین اور ایسی ہی خبرین مقبرے [illegible]
کی شان مین بھی وارد ہین اور بقیع سب کے دفن ہونے والون کے فضائل مین
اور اس بات مین کہ وہان دفن ہونے کو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور
صحابہ کرام علیہم الرضوان دوست رکھتے تھے اور اس بشارت مین کہ جو شخص وہان مرے
اور دفن ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے شفیع اور شہید ہین احادیث و آثار و اخبار
بہت سے وارد ہوئے ہین اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص سب سے پہلے
زمین سے اوٹھے گا وہ سرور انبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہین بعد اونکے حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد اونکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد اونکے اہل بقیع بعد
اونکے اہل مکہ اور بھی حدیث مین آیا ہے کہ کَانَتْ بِاَحَدِ الْحَرَمَیْنِ تُبْعَثُ مِنَ
الْاٰمِنِیْنَ اور اک دوسری حدیث مین آیا ہے کہ دو مقبرے ایسے ہین کہ جنکی روشنی
آسمان پر ایسی ہے جیسے آفتاب و مہتاب کی روشنی زمین پر ایک مقبرہ بقیع سے دوسرا
عسقلان اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ توریت مین آیا ہے کہ
مقبرہ بقیع پر ملائکہ موکل ہین کہ جب بقیع مردون سے بھر جایا کرے تو کنارے بقیع کے
تھام کر جنت مین جھٹک دیا کرین اور جاننا چاہیے کہ جتنے بقیع مین مدفون ہین وہ حد
سے باہر ہین اکثر اصحاب جنت مآب رضی اللہ عنہم جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
یا بعد آپ کے اس جہان فانی سے انتقال کر گئے ہین اور اس مقبرہ شریفہ مین مد[illegible]

اونکا حصر علما سے نکیا ہے قاضی عیاض رحمہ اللہ مدارک مین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے
نقل کرتے ہین کہ مقدار دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مدینہ منورہ مین اس جہان
فانی سے گذرے اور اسی مقدار کے قریب سادات اہل بیت نبوت سلام اللہ علیہم اور علمائے
تابعین غیر سادات نے بھی انتقال کیا ہے اور غالب یہ ہے کہ قبور ان حضرات کے بعینہ معلوم
نہین مگر بعضون کے قبور سو بھی یہ کہ جہت معلوم ہوئی ہوگی کہ فلانی طرف کو دفن ہین
اسواسطے کہ عہد سلف مین بنای قبور اور کتابت اسما متعارف نہ تھی اسی جہت سے
اونکے نشان مٹ گیے اور اس زمانے مین جو بعضے قبور اور قباب کی لوگون نے تعیین
کی ہے ظن غالب پر نظر کر کے ہوگی یا بعضے روایات وارده اوس باب مین پائے ہونگے
والاحقیقت حال وہی ہے جو ہم پہلے کہہ چکے اسی طرح کہا ہے سمہودی نے واللہ اعلم

فصل اس مقبرۂ معظمہ کے قبور شریفہ مین جو قبر بطریق تعیین یا بطریق جہت کے معروف
ہین قبر ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قبر عثمان بن مظعون
رضی اللہ عنہ ہے اور یہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اس مقبرۂ معظمہ مین اول
من دفن فیہا ہین اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اونکے انتقال کے اونکی پیشانی کا
بوسہ لیا اور فرمایا اِنکو بقیع مین دفن کرو تاکہ ہمارے واسطے اس باب مین ایک سلف ہو
اور فرمایا نِعْمَ السَّلَفُ سَلَفُنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ اور اوس زمانے مین درخت
غرقد بقیع مین بہت تھے اور اسی جہت سے اس موضع شریف کو بقیع الغرقد کہا کرتے
ہین پس اون درختون کو کاٹ کر زمین نکال کر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن
کیا اور اونکا مدفن دار عقیل سے پورب کی طرف ہے جس جگہ اب قبہ حضرت عقیل کا ہے رضی اللہ عنہ
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا نام روحا رکھا تھا اور یہ جگہ وسط بقیع ہے اور خبر مین آیا
ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اول وہ شخص ہین جنھنے سارے مہاجرین سے
پہلے انتقال فرمایا اور جب اونکا انتقال ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور حضرت
رسالت مین عرض کیا کہ اونکو کس جگہ دفن کرین فرمایا بقیع مین پھر فرمایا کہ لحد بناوین اور
بعد بنانے لحد کے ایک پتھر زیادہ ہوا آپ نے اوس پتھر کو اوٹھا کر اونکی قبر شریف کے

نعم السلف سلفنا عثمان بن مظعون ۱۲

پائنتی نصب فرمایا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ سرھانے کیطرف رکھا نقل کرتے ہین
کہ جب مروان بن الحکم والی مدینہ ہوا ایک روز اوسکا گذر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ
عنہ کی قبر شریف کی طرف سے ہوا اوسنے حکم دیا کہ اس پتھر کو وہان سے نکال کر باہر
ڈال دین اور کہا مین نہین چاہتا کہ عثمان بن مظعون کی قبر پر ایک ایسی علامت ہو کہ جس سے
وہ ممتاز و معین رہے بنو امیہ نے اس امر مین اوسپر ملامت کی اور کہا کہ تونے یہ کام بہت
برا کیا کہ جس پتھر کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اوٹھا کر
رکھا ہوا اوسکو تونے اوٹھوا ڈالا اوسنے کہا کہ اب حکم ہمارا نہین پھرتا اور ایک روایت
مین یہ آیا ہے کہ اوس پتھر کو اوسنے وہان سے اوٹھوا کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ کی قبر شریف پر رکھوا دیا اور ابو داؤد برروایت جیّدہ لاتے ہین کہ جب حضرت عثمان
بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کر چکے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
ایک پتھر لاؤ ایک پتھر بہت ہی بڑا پڑا تھا کوئی شخص اوسکو اوٹھا نہ سکا حضرت
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آستین شریف کو چڑھا کر حملہ کرکے اوس پتھر کو اوٹھا
عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے سرھانے رکھ دیا اور فرمایا کہ اس پتھر کو مین اپنے
بھائی کے قبر کی علامت ٹھہراتا ہون تاکہ جو کوئی میرے اہل بیت سے انتقال کرے
مین اوسکو اسی جگہ دفن کردون اور قبر شریف حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
کی دولتسرا سے سلطان زمین و زمن صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی کہ اگر کوئی شخص
اونکی قبر شریف پر کھڑا ہوتا تھا تو اوسکی نظر سے حجاب دولتسرا پڑتی تھی بعد اسکے
ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا اور اونکی عمر شریف چھہ مہینہ
کی تھی اور ایک قول پر زیادہ اس سے وہ آپ کے حکم سے بقیع مین عثمان بن مظعون
کے پہلو مین دفن کیے گئے اور فرمایا کہ ابراہیم کے واسطے ایک مرضعہ جنت مین ہوگی کہ رضاعت
اوسکا تمام کرے گی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے قبر ابراہیم پر مٹی ڈالی اور پانی چھڑکا اور
کسی قبر پر پانی نہین چھڑکا جاتا تھا اور ابراہیم کی قبر پر سنگریزے بچھائے اور جب د

فارغ ہوئے فرمایا السلام علیکم اور بعد اسکے کہ قبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بقیع مین
ہوئی ہر گروہ نے ایک ایک بقیع کے گوشے مین اپنا اپنا مقبرہ ٹھہرایا یہان تک کہ سارا
بقیع الغرقد جای مقابر مسلمین ہو گیا قبر رقیہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اونھون نے بھی جب انتقال فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ الحقی
بسلفنا عثمان بن مظعون اونکو بھی وہین دفن کیا خبر مین آیا ہے کہ جب حضرت رقیہ
رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی تو کچھ عورتون نے رونا شروع کیا حضرت عمر رضی اللہ
عنہ اونکو مارنے اور جھڑکنے اور منع کرنے لگے تو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا چھوڑ دے انکو اور رونے دے جو کچھ
ہاتھ اور زبان سے ظاہر ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے اور گریہ نے نوحہ منع نہین
روایت ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے
پاس کھڑی روتی تھین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دامن شریف سے اونکے
آنسوؤن کو اونکے چہرۂ مبارک سے پونچھتے تھے اور مشہور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت مدینۂ منورہ مین تشریف نرکھتے
تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اونکی بیمارداری کے واسطے یہین مدینۂ منورہ مین
چھوڑکر غزوۂ بدر کو تشریف فرما ہوئے تھے جسوقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بشارت فتح
غزوۂ بدر لائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اونکی قبر شریف پر کھڑے ہوئے
اور اونکو دفن کر رہے ہین اور خبر صحیح یہ ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت تشریف رکھتے تھے اور شاید کہ پہلی
خبر جس سے آپکا تشریف رکھنا ثابت ہوتا ہے وفات حضرت ام کلثوم سے ہو گی یا وفات
حضرت زینب سے جو آٹھوین سن مین واقع ہوئی سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ ظاہر یہ بات
ہے کہ ان سب صاحبزادیون کے قبور شریف عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے قبر
شریف کے آس ہی پاس ہونگی اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے دفن کے وقت اور اونکی قبر کے پاس پتھر رکھے

فرمایا تھا کہ اُدْفِنُ اِلَیْہِ مَنْ مَاتَ مِنْ اَھْلِی اور اس زمانے مین اوسی جگہ کے قریب ایک قُبہ ہے اوسکو قبہ بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین قابس فاطمہ بنت اسد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مان یہ بھی بروایت محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب قبر سیدنا ابراہیم و سیدنا عثمان بن مظعون کے پاس مدفون ہین اور اس روایت سوا اور روایات بھی اسکے موید آئی ہین سمہودی کہتے ہین کہ پس اس زمانے مین جو قبہ کہ قبہ فاطمہ بنت اسد کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبے سے اوس طرف مشہور ہے صحیح نہین ہے اگرچہ بعضے مورخون نے بھی موافق اسکے ذکر کیا ہے اور سید کہتے ہین کہ کیونکر روا ہو کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوجود ایسی محبت وعنایت کے کہ اونکے حال پر مبذول تھی بقیع سے اتنی دور دفن کیا ہو اور ساتھ اسکے بھی کہ حضرت عثمان بن مظعون کے دفن کے وقت فرمایا تھا اُدْفِنُ اِلَیْہِ مَنْ مَاتَ مِنْ اَھْلِی اور جگہ مشہد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حقیقت مین داخل بقیع نہین ہے اور یہ قبہ جو حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ہے اوس سے بھی دور ہے پس دفن اونکا غایت بعد مین ہوگا اور حضرت محمد بن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت نزدیک پہونچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اونکا انتقال ہو جائے تب ہمکو خبر دینا چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا پس آپ نے فرمایا کہ اوس مسجد کی جگہ پر جس جگہ کو اب قبر فاطمہ کہتے ہین قبر کھودین اور لحد بناوین جب موافق حکم عالی گورکنی سے فارغ ہو گئے تو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اوس قبر مین اوترے اور لحد مین لیٹ گئے اور قرآن پڑھا بعد اوسکے پیراہن شریف بدن مبارک سے نکال کر فرمایا کہ اوسکے کفن مین اس پیراہن کو داخل کرو بعد اوسکے اونکی قبر کے پاس نو تکبیرون سے نماز پڑھی اور فرمایا کہ کوئی شخص ضغطۂ قبر سے امن نہین ہے مگر فاطمہ بنت اسد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یَا رَسُوْلَ اللہِ وَلَا الْقَاسِمُ یعنی آپ کے صاحبزادہ حضرت قاسم بھی امن نہین

فرمایا کہ بعد انتقال عبد الرحمن بن عوف اونکا جنازہ میرے گھر کے آگے لاکر رکھو دیکھو لوگون نے
ویسا ہی کیا آپ نے اونکے جنازے کی نماز پڑہی سنتے ہین کہ حجرۂ مبارک مین ایک قبر کی جگہ خالی
ہے اور بعضی روایات مین آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام اوس جگہ
دفن ہون گے اسی واسطے حکمت الٰہی مقتضی اسباب کی ہوئی کہ اوس جگہ کوئی دفن نہو سکا
چنانکہ بعضین اخبار پر ظاہر ہے قبر سعد ابن ابی وقاص ابن دہقان سے روایت
لاتے ہین کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے مجھکو بلایا اور اپنے ساتھ مجھکو بقیع مین
لے گئے اور چند میخین بھی اپنے ساتھ لے لین جب گوشۂ شامیہ مشرقیہ عقیل مین جہان عثمان
بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر ہے پہونچے مجھے ایک قبر کھودنے کا حکم دیا مین حکم بجالایا بعد اوسکے
میخین جو ساتھ لے گئے تھے اونھون نے اوس جگہ گاڑ دین اور فرمایا کہ بعد میرے مرنے
کے یہ جگہ اصحاب کرام کو دکھا دینا کہ مجھے یہین دفن کرین ابن دہقان کہتے ہین کہ مین نے
بعد رحلت فرمانے حضرت سعد بن وقاص کے اونکے صاحبزادے کو اوس جگہ کے نشان
بتلا دیے پس وہ وہین دفن کیے گئے رضی اللہ عنہ قبر عبد اللہ بن مسعود ابن سعد اپنے
طبقات مین نقل کرتے ہین کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی
کہ اونکو بھی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے پاس دفن کرین اور دوسری
روایت بھی آئی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ مین سن ۳۲ بتیس مین
انتقال فرمایا اور جنۃ البقیع مین دفن ہوئے اور بعضے اخبار مین آیا ہے کہ اونکا انتقال کوفے
مین ہوا سن چونتیس مین واللہ اعلم قبر ابن حذافہ السہمی یہ مہاجرین اولین سے ہین اور
اصحاب ہجرتین سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے
شوہر تھے احد کی لڑائی کے دن ایک زخم اونکے کاری لگا کہ بسبب اوسکے سن تین
مین شوال کے مہینے مین مدینہ منورہ انتقال فرمایا اور رحلت فرمانا حضرت عثمان بن مظعون
رضی اللہ عنہ کا بھی سن مذکور ہی مین ہوا لیکن شعبان کے مہینے مین قبر سعد بن زرارہ
اونھون نے ہجرت کے پہلے سن مین مسجد نبوی کے بننے کے وقت رحلت کی تھی قبر
انکی روحا مین ہے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے نزدیک پس جاننا

کہ سیدنا ابراہیم کی زیارت کے وقت اُن سب اصحاب مذکورین پر سلام کریں اور سیدنا ابراہیم کے قبہ شریفہ مین دیوار پر ان سب حضرات مذکورین کے اسمای شریفہ بھی لکھے ہوئے ہین لیکن وہ دو قبرین جوان دونون قبون کے اندر حادث ہوئی ہین کچھ اصل نہین رکھتی جیسا کہ سمہودی نے کہا ہے واللہ اعلم قبر حضرت فاطمۃ زہرا بنت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاننا چاہیے کہ حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کی جگہ کی تعیین مین اخبار مختلفہ اور اقوال متنوعہ آئے ہین جیسا کہ خلیفہ کمال آپ کا آپ کی حیات مین چشم اغیار سے چھپا تھا ویسا ہی جمال عصمت آپکا بعد ممات کے چھپا رہا اور حقیقت یہ ہے کہ آپکی وصیت کے موافق آپ کے انتقال اور دفن کی خبر کسی امیر و فقیر کو نہین دی گئی اور آپ کی نماز جنازہ مین سوا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور چند آدمی اہل بیت کے کوئی شریک نہ تھا اور رات ہی کو دفن ہوئین سلام اللہ علیہا بعضے اسطرف گئے ہین کہ قبر مطہر اونکی بقیع مین ہے اوس جگہ جہان سارے اہل نبوت آرام کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اونکو اونہین کے گھر مین دفن کیا ہے جو گھر کہ مسجد نبوی مین داخل کر دیا گیا ہے اسکے سوا بھی اقوال آئے ہین کہ اون مین سے بعض کی طرف جو صحت سے قریب ہین آخر کلام مین اشارہ کیا جائے گا اور سمہودی نے اپنی تاریخ مین اخبار اور روایات طرفین کے ذکر کئے ہین اور ترجیح و تضعیف بعضے اقوال کی کی ہے اور شاید کہ قوم کے نزدیک مختار قول اول ہے واللہ اعلم اور ہم تھوڑی سی روایتین اسمین مین نقل کرتے ہین قطع نظر راجح اور مرجوح سے محمد بن علی بن عمر سے روایت لائے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ قبر حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوشہ خانہ دار عقیل مین ہے جو شارع ہے بقیع مین اور دوسری روایت آئی ہے کہ دلالت کرتی ہے اسبات پر کہ آپ کی قبر شریف اس جگہ کے قریب ہے یہان تک کہ تحقیق اسبات کا آئی ہے کہ دار عقیل سے کئی گز کے فاصلے سے ہے بعضی روایات مین سینتیس گز مذکور ہین اور بعضے مین سینتیس گز اور امثال اسکے اور وہ جو قصہ دفن امام المسلمین حسن بن علی بن ابی طالب مین نقل کرتے ہین کہ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ لوگ میری لاش کو میرے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مین دفن ہونے دین تو بقیع مین میری

مان کے پاس مجھے دفن کرنا دلالت اسبات پر کرتا ہے کہ قبر شریف حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی بقیع مین ہے جہان قبر شریف حضرت امام حسن علیہ السلام کی ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کو اونھین کے حجرے مین جسکو عمر بن عبد العزیز نے مسجد مین داخل کرو یا دفن کیا ہے جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے حجرے شریفہ مین دفن کیا ہے اور دفن کرنا حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کا رات کو واقع ہوا کہ اکثر آدمیونکو اوس سے اطلاع نہوئی اور یہی نقل کرتے ہین کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے رحلت کے وقت فرمایا تھا کہ مین اپنے جلالت جسم سے شرم رکھتی ہون کہ مجھے مردون کے سامنے لیجائین اور اوس زمانے مین عادت یہی تھی کہ عورتون کی لاش کو بھی مردون کی لاش کے طور پر باہر نکالا کرتے تھے اسما بنت عمیس نے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت ام سلمہ نے کہا کہ مین نے دیکھا ہے کہ حبش کے لوگ ایک طور کی نعش بناتے ہین جس سے خوب ستر ہوتا ہے ویسی ہی ہم تمھارے واسطے بھی تیار کرین گے اور دوسری خبر مین آیا ہے کہ حضرت جناب سیدہ نے وصیت کی تھی کہ میرے غسل اور تجہیز کے بھی اسما بنت عمیس اور علی مرتضی کرم اللہ وجہہ متکفل ہون اور دوسرے شخص کو اوسمین دخل نہو یہ روکرتی ہے اوس بات کو جو لوگ کہتے ہین کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کے وفات کی خبر نہین ہوئی اور اسی جہت سے وہ نماز جنازہ مین حاضر نہین ہوئے اسواسطے کہ اسما بنت عمیس اوس زمانے مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تحت مین تھین اور یہ بات نہایت بعید ہے کہ زوجہ اونکی حاضر ہو اور غسل دے اور اونکو خبر نہو اور بعضے کہتے ہین کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر پہونچی ہو اور اونھون نے آنے کا قصد بھی کیا ہو مگر چونکہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو اخفا منظور تھا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے نہ چاہا ہو کہ برخلاف قصد حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے کام کرین اور شاید کہ اونکے وہان کچھ مصلحت ہو اور شیخ ابن حجر عسقلانی کہتے ہین کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع اونکو ہوئی ہو اور اونھون نے گمان کیا ہو کہ شاید علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نماز جنازہ اور دفن کے واسطے بلالین گے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ گمان کیا ہو کہ حضرت صدیق رضی

بغیر طلب کے آوین گے واللہ اعلم اور اس سے صریح تر دلالت ہین اسبات پر کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وفات حضرت سیدہ کا علم تھا یہ ہے کہ روایت کرتے ہین کہ جب حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لاش مبارک کے باہر نکالنے کو مکروہ رکھا تو اسما بنت عمیس نے شاخون خرما سے موافق رسم اہل حبش کے ایک گہوارہ تیار کر کے حضرت سیدہ کی نظر سے گذرانا حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اوسکو ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوئین اور تبسم فرمایا اور اس سے پہلے بعد رحلت حضرت سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے آپ کو تبسم فرماتے نہین دیکھا تھا اور خوشحال نہ پایا تھا اور اسما بنت عمیس کو یہ وصیت فرمائی کہ تو اور حضرت مرتضوی مجھے غسل دین اور دوسرا شخص کوئی آنے نہ پاوے پھر جب وفات فرمایا تو حضرت عائشہ نے دروازے پر تشریف لاکر اندر آنا چاہا اسما بنت عمیس نے موافق وصیت حضرت کے اندر آنے سے منع کیا حضرت عائشہ نے اپنے پدر بزرگوار سے جاکر شکایت کی کہ اس کو کیا ہوا ہے کہ میرے اور بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مین حائل ہوئی ہے مجھے اندر آنے نہین دیتی اور اونکے جنازے کے واسطے ایک چیز مثل ہودج عروس اپنی عقل سے تراش کر بنائی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سنکر حضرت سیدہ کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے اور فرمایا اسما تو کیون پیغمبر کی بی بی کو پیغمبر کی بیٹی کے پاس آنے سے منع کرتی ہے اور تو نے کیا چیز مثل ہودج عروس اونکے واسطے بنائی اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ حضرت سیدہ مجھے وصیت کر گئی ہین کہ مین کسیکو اونکے پاس آنے نہ دون اور یہ چیز مین نے بنایا ہے اونکی حالت حیات مین بنایا تھا اور اونھون نے اوسکو ملاحظہ کیا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے جو تو کہتی ہے تو جیسا تجھے وصیت فرما گئی ہین ویسا ہی کر یہ روایت جیسے اسبات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت جناب سیدہ کی وفات فرمانے کا علم تھا اسی طرح دلالت کرتی ہے اسبات پر بھی کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ شریفہ مین دفن ہوئین ورنہ حاجت گہوارہ بنانے کی کیون پڑتی اور بعضے روایات غریبہ مین آیا ہے کہ اور حضرت جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا صبحکو نہایت خوش و خرم اور

لونڈی سے فرمایا کہ غسل کے واسطے پانی تیار کریں آپ نے نہایت مبالغہ و احتیاط غسل فرمایا
اور نہایت پاکیزہ کپڑے پہنے اور فرش بچھا کر قبلہ رخ لیٹ گئیں اور اپنا دست مبارک رخسارہ
مبارک کے نیچے رکھ لیا اور فرمایا اب میرا انتقال ہوتا ہے اور میں غسل کر چکی ہوں اور پاک کپڑے
پہنے ہوں کوئی میرا بعد انتقال کے بدن شریف نہ کھولے اور غسل دے نہ کپڑے اتارے
اور اسی جگہ جہاں لیٹی ہوں دفن کر دیں جب حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ دولتسرا میں
تشریف فرما ہوئے تو لوگوں نے صورت حال عرض کی آپ نے جا کر دیکھا تو روح مبارک
اعلی علیین کو پہونچ گئی تھی فرمایا واللہ کہ کوئی شخص انکو نہ کھولے اور اوسی غسل سابق پر اوسی
جامہ شریف کے ساتھ جو پہنے ہوئے تھیں دفن کر دیا یہ روایت مخالفت رکھتی ہے حدیث
بنت عمیس سے اور حدیث اسما کو امام احمد بن حنبل وغیرہ بڑے بڑے علماء نے حدیث سے
نقل کی ہے اور حجت لائے ہیں اور بھی اس خبر کے رواۃ میں اختلاف ہے اور ابن جوزی
اپنے موضوعات میں اسکو لاتے ہیں واللہ اعلم اور مسعودی مروج ذہب میں نقل کرتے ہیں
کہ امام حسن اور امام زین العابدین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سلام اللہ علیہم کے قبور
شریف کی جگہ پر ایک پتھر پایا گیا اوس پر لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ مبید الامم
ومحیی الرمم ھذا قبر فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدۃ نساء
العالمین وقبر حسن بن علی وعلی بن الحسین بن علی وقبر محمد بن علی وجعفر بن محمد
علیہم السلام اور یہ پتھر ظاہر ہوا تھا سن تین سو تینتیس میں چنانکہ اوس کلام کے فحوا سے
جو ذکر کیا ہے ظاہر ہوتا ہے اور دوسرا قول آیا ہے کہ قبر حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی
اوس مسجد میں ہے جو بقیع میں حضرت سیدہ کی طرف منسوب ہے قبہ عباس سے قبلے کی طرف
مائل بشرق اور امام غزالی نے بیان زیارت بقیع میں اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور اوس میں
نماز پڑھنے کی وصیت کی ہے اور بعضے دوسروں نے اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے
کہ وہ بیت الحزن کر مشہور ہے اسواسطے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے غم میں آدمیوں میں رہنے سے متنفر ہو کر وہاں اقامت فرمائی تھی اور بھی
کہتے ہیں کہ یہ جگہ وہ گھر ہے جو حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے بقیع میں لیا تھا واللہ اعلم

محب طبری ذخائر عقبیٰ مین نقل کرتے ہین کہ خبر دی مجھے ایک مرد صالح نے کہ مجھسے لتد فی اللہ
دوستی رکھتا تھا کہ جب شیخ ابو العباس مرسی تلمیذ شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہما زیارت بقیع
کو جاتے تو قبہ عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ
الزہرا رضی اللہ عنہا پر سلام پڑھتے اور فرماتے کہ کشف سے ایسا معلوم ہوا کہ قبر شریف حضرت
سیدہ کی اس جگہ ہے اور شیخ ابو العباس مرسی مشہور ہین کشف مین طبری کہتے ہین کہ مدتہا مدید تک
اس اعتقاد پر بسبب اوس اعتقاد کے کہ مجھے حضرت شیخ کی خدمت مین تھا رہا یہانتک کہ مین نے وہ خبر
جو ابن عبد البر نے قضیہ انتقال امام حسن سلام اللہ علیہ مین نقل کی ہے دیکھی تو اعتقاد میرا اوس بات
پر جسکے کشف سے شیخ نے خبر دی تھی اور زیادہ ہو گیا سید علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ وہ ارجح اقوال ہے اگرچہ اوسنے بعض
علماء شافعیہ نے اس قول کو کہ گھر مین دفن ہوئی ہین اظہر الاقوال کہا ہے واللہ اعلم توفیت فاطمۃ
الزھرا یوم الثلثاء خلت من شہر رمضان سنۃ احدی عشر رضی اللہ عنہا واولادہا
قبر امام المسلمین حسن بن علی المرتضیٰ سلام اللہ علیہما روایت کرتے ہین کہ
جب وقت رحلت امام حسن علیہ السلام کا نزدیک پہونچا تو آپ نے ایک شخص کو حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضور مین بھیجا کہ اگر آپ اذن دیجیے تو میری لاش کو
حجرہ مبارک کے اندر میرے جد امجد سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مین دفن کرین
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قبول فرمایا اور ارشاد کیا کہ ایسا ہی ہو گا وہان
ایک قبر کی جگہ خالی بھی ہے وہین اونکو دفن کرین بنی امیہ یہ خبر سنکر ہتھیار باندھکر لڑنے کو
آئے اسطرف سے بنی ہاشم بھی نکل پڑے اور مستعد جنگ ہوئے حضرت امام حسن علیہ السلام
نے جب یہ خبر سنی کہ نوبت قتال و جدال کی پہونچنے والی ہے تو بمقتضائے شفقت کہ قتال
آپسمین ہونا اچھا نہین فرمایا کہ اگر نوبت یہان تک پہنچا چاہتی ہے تو مین راضی نہین ہون
مجھے بقیع مین لیجا کر میری مان کے پہلو مین دفن کر دینا اور دوسری روایت مین
آیا ہے کہ وقت رحلت امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھے
میرے جد کے پہلو مین دفن کرنا اور اگر یہ قوم اسباب سے مانع آئے تو ان سے
و نزاع نکرنا مجھے لیجا کر بقیع الغرقد مین دفن کر دینا آخر کو ویسا ہی ہوا جیسی اونھون نے خبر دی

له وفات فرمائی حضرت فاطمہ زہرا نے پنجشنبہ کے دن کو رمضان کے دن کو ... کے مہینے مین گیارہوین ... سنہ مین راضی ہو خدا اون سے اور اونکی اولاد سے ۱۲

مروان کہ حاکم مدینہ تھا جنگ کرنے کو نکلا اور کہنے لگا کہ ہرگز اسبات کو روا نرکھون گا
کہ حسن بن علی کو حجرۂ پیغمبر مین دفن کرین اور عثمان کو بقیع دور ڈالین حضرت ابو ہریرہ وغیرہ
از اصحاب کرام کہ اوس زمانے مین مدینہ منورہ مین موجود تھے کہتے تھے کہ واللہ یہ ظلم
صریح ہے کہ حسن علیہ السّلام کو اپنے جد امجد علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے پہلو مین دفن ہونے
سے منع کرین بعد اوسکے یہ حضرات رضی اللہ عنہم حضرت امام حسین علیہ السّلام کے پاس
آئے اور کہنے لگے کہ آخر تمھارے بھائی نے وصیت نہین کی تھی کہ اگر نوبت قتال تک
پہونچے تو مجھے مسلمانون کے مقبرے مین دفن کرنا اور قوم کے ساتھ نزاع
نکرنا آخر کو ان حضرات کے الحاح سے مقبرۂ بقیع مین جا کر دفن کر دیا سلام اللہ علیہ
وعلیٰ سائر اہل بیت النبوۃ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اور بعض روایات مین آیا ہے کہ
اوس زمانے مین امیر مدینہ منورہ حضرت معاویہ کی طرف سے سعد بن العاص تھا جسوقت
جنازۂ امام حسن علیہ السّلام کو باہر لائے تو امام حسین علیہ السّلام نے اوس سے کہا کہ آگے
اور نماز جنازہ پڑھا اگر میرے جد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اسبات پر نہوتی کہ امام جنازہ
امیر کو ہونا چاہیے تو مین تجھے ہرگز آگے نکرتا اور حضرت امام حسن علیہ السّلام کے
قبر شریف کے پاس قبر امام زین العابدین بن امام حسین علیہما السّلام ہے اور قبر امام ابو جعفر
محمد باقر بن امام زین العابدین اور قبر امام جعفر صادق بن امام محمد باقر سلام اللہ علیہم اجمعین
اور درحقیقت یہ ست ائمہ ہدیٰ سلام اللہ علیہم ایک قبر مین مدفون ہین بڑے قبے کے اندر
جسے قبہ عباس کہتے ہین اور زبیر بن بکار روایت کرتے ہین کہ امام حسن مجتبےٰ نے جسد مطہر
حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو بھی لا کر بقیع مین دفن کیا ہے سید علیہ الرحمہ
کہتے ہین کہ سن آٹھ سو سر سٹھ مین مشہد حسین و عباس مین ایک قبر جانب قبلہ مین کھود لیے
تھے کہ زمین کے اندر سے ایک تابوت لکڑی کا نکلا اور سیر سرخ پوشش تھی
اور میخین جڑی ہوئی تھین اور تعجب کی بات یہ ہے کہ پوشش بھی پرانی نہین ہوئی
تھی اور میخون مین بھی چمک و دمک تھی زنگ وغیرہ نہین لگا تھا سید کہتے ہین
کہ شاید تابوت حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ہوگا کہ زبیر بن بکار نے روایت کی ہے

اور بھی روایت کرتے ہین کہ یزید پلید نے سر مبارک حضرت امام المتین حسین بن امیر المومنین
علی مرتضی سلام اللہ علیہما کو عمرو بن عاص کے پاس کہ اوس بد بخت کی طرف سے عامل مدینہ
مطہرہ تھے بھیجا اونھون نے اوسکو کفن دے کر بقیع مین اونکی والدہ سیدہ نساء العالمین
رضی اللہ تعالی عنہا کی قبر شریف کے پاس دفن کیا اور بعضے محدثین نقل کرتے ہین کہ سر مبارک
حضرت امام حسین علیہ السلام کا بعد ہلاک یزید پلید اوسکے خزانے مین پایا گیا لوگون نے
اوسے کفن دے کر دمشق ہی مین باب الفرادیس کے پاس دفن کر دیا اسباب مین اور
بھی ایک قول آیا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور بہر تقدیر اگر اس مشہد کی زیارت کے
وقت سارے ائمہ ہدی پر سلام پڑھا جائے تو بہتر ہے قبر عباس بن عبد المطلب عم
النبی المصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالی عنہ ابن شیبہ روایت لاتے ہین
کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا
کی قبر شریف کے پاس اول مقابر بنی ہاشم مین کہ گوشہ دار عقیل مین واقع ہے دفن کیا
اور بھی ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ مین نے سنا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بقیع
کے بیچ بیچ مین دفن کیا ہے انتہی اس زمانے مین ایک بڑا سا قبہ ہے بقیع مین اوس مین
قبر حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور قبور ائمہ ہدی واقع ہین جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے قبر صفیہ
بنت عبد المطلب عمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ابن شیبہ روایت لاتے
ہین کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اوس کوچے کے آخر مین جدھر سے بقیع کو جاتے ہین
دار مغیرہ بن شعبہ کے نزدیک جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اونکے واسطے قطع
کیا تھا دفن کیا ہے اور آخر مین جب مغیرہ بن شعبہ نے بنای دار شروع کی تو حضرت زبیر بن
العوام رضی اللہ عنہ اودھر سے نکلے اور دیکھ کے فرمایا کہ مین نہین چاہتا کہ تو اپنی دیوار کو
میری والدہ کی قبر پر کھڑی کرے مغیرہ نے بسبب اوس نسبت کے جو حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کے ساتھ رکھتے تھے اونکے فرمانے کا کچھ خیال نہ کیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
تلوار کھینچکر اونکی بنا پر جا کر کھڑے ہو گئے یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہونچی آپ نے
مغیرہ بن شعبہ کو دیوار بنانے سے منع کر بھیجا اور اس زمانے مین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

کی قبر شریف شہر پناہ مدینہ مطہرہ کے دروازے کے متصل جو جانب بقیع کے ہے واقع ہے
قَبْرُ اَبِیْ سُفْیَانَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ عَمِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ روایت کرتے ہین کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان
بن حارث رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ مقابر کے درمیان مین پھر رہے ہین پوچھا یا ابن عم کیا
ڈھونڈھ رہے ہو کہا اپنے دفن ہونے کو ایک قبر کی جگہہ ڈھونڈھتا ہون پس حضرت
عقیلؓ اونکو اپنے احاطے مین لائے اور ایک جگہہ معین کر دی وہان اونکی قبر کھودی گئی
حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ وہان ایک ساعت بیٹھ کر چلے گئے دو روز اس حال سے
نہین گذرے تھے کہ اس جہان سے رحلت فرمائی اور اوسی قبر مین دفن کیے گئے دن کا
وَفَاتُہٗ سَنَۃَ عَشَرِیْنَ وَصَلّٰی عَلَیْہِ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور اب اس زمانے مین اونکا
نام مبارک اور اسم شریف حضرت عبد اللہ بن جعفر کا قبہ عقیل بن ابی طالب کے اندر دیوار پر
لکھا ہے سید سمہودی کہتے ہین کہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قبے کے اندر جو حضرت
عقیل کیطرف منسوب ہے مدفون ابوسفیان بن حارث ہین اور کہتے ہین اسواسطے کہ
ابن زبالہ اور ابن شبیہ نے حضرت عقیل کی قبر کو بقیع مین ذکر نہین کیا اور غزالی نے
بھی احیاء العلوم مین حضرت عقیل کو اون لوگون مین جنکے قبور کی زیارت بقیع مین کرتے
ہین یاد نہین کیا بلکہ ابن قدامہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی وفات
شام مین ہوئی ہے حضرت معاویہ کی امارت کے دنون مین اور گویا کہ شہرت اس قبے کی اسطور
پر کہ یہ قبہ عقیل ہے اس جہت سے ہے کہ دار عقیل اس جگہہ پر تھا چنانکہ مکرر مذکور ہو چکا ہے
اور یہ بھی احتمال ہے کہ اونکی لاش مبارک کو شام سے نقل کر کے یہین لاکر دفن کر دی ہو
اور پہلے سب سے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی قبر اس قبے مین ہونے کو ابن نجار نے
ذکر کیا ہے اور کہتا ہے کہ قبر عقیل بن ابی طالب بقیع کے پہلے قبے مین ہے اور اونکے
ساتھ اونکے بھتیجے کی بھی قبر ہے یعنی عبد اللہ بن جعفر الطیار بن ابی طالب کی کہ اجود عرب
کبیر السن تھے اونکا انتقال مدینہ منورہ مین ہوا ہے رضی اللہ عنہ اور بعضے علماء سیر
و تواریخ کہتے ہین کہ وہ ابوا مین جو مکے اور مدینے کی راہ مین واقع ہے سن نوے مین فوت

ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت یہ دس برس
کے تھے پس ولادت اونکی ہجرت ہی کے سال میں ہوئی ہوگی رضی اللہ عنہ قُبُوْرُ
اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ بھی دار عقیل کے نزدیک ہیں
خبر میں آیا ہے کہ عقیل رضی اللہ عنہ اپنی دار میں کنواں کھدواتے تھے وہاں ایک پتھر نکلا
اوسپر لکھا تھا قبر ام حبیبہ بنت صخر بن حرب عقیل نے اوس کنوئے کو بند کروادیا اور قبر پر
عمارت بنوادی اور سمہودی کہتے ہیں کہ سارے روایات اسی بات کی طرف ناظر ہیں کہ
قبور شریفہ امہات المومنین اسی جگہ ہوں کے جہاں اب زیارت کرتے ہیں مگر بعضے روایات
کہ دلالت کرتے ہیں اس بات پر کہ بعضے ازواج مطہرات کے قبور شریفہ مقبرۂ امام حسن
وعباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک واقع ہیں ابن شیبہ محمد بن یحیی سے نقل کرتے ہیں
کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا ہے لوگوں کو کہتے تھے کہ قبر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
کی بقیع میں وہاں پر ہے جہاں محمد بن علی مدفون ہیں قریب موضع دفن سیدتنا فاطمہ
بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہتے تھے کہ اوسی جگہ پر آٹھ گز کے قدر زمین
کھودی گئی تھی تو ایک پتھر نکلا تھا اوسپر لکھا تھا ھٰذَا قَبْرُ اُمِّ سَلَمَۃَ زَوْجَۃِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور صحیح بخاری شریف میں مذکور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور صاحبین رضی اللہ عنہما کے پہلو میں دفن نہ کرنا بلکہ مجھے دفن کرنا میرے صَوَاحِبَاتِ اَزْوَاجِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ بقیع میں اور سارے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن
کے قبور شریفہ مدینے میں ہیں مگر قبر شریف حضرت خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا کی کہ مکہ معظمہ
میں ہے اور قبر شریف حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی سرف میں قریب تنعیم کے
اور کہتے ہیں کہ اونکا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی جگہ پر واقع ہوا ہے
اور خلوت بھی اسی جگہ ہوئی قَبْرُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
ابن شیبہ نقل کرتے ہیں کہ جب چاہا لوگوں نے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کو حجرۂ مبارک سرور انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کریں اور اونھوں نے خود بھی

اپنی حیات مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسبات کی رخصت لے لی تھی مصریون نے
انکار کیا اور وہان دفن کرنے سے مانع آئے بلکہ نماز جنازہ بھی نہین پڑھنے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ
اونکو کہین دفن نکرو ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا یہ قصہ سنکر مسجد کے دروازہ پر آکر کھڑی ہوئین اور فرمانے
لگین واللہ تم لوگ ہٹ جاؤ مین اونکو دفن کردون اور نہین تو مین باہر نکل آتی ہون اور کشف ستر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتی ہون یہ سنکر وہ مفسدین ممانعت دفن سے باز آئے اور اوسی رات کو
جسکے دن کو وہ شہید ہوئے ہین جبیر بن مطعم اور حکیم بن حزام اور عبد اللہ بن زبیر اور بعضے اور اصحاب
کرام نے آکر اونکو وہان سے اوٹھایا جہان لاش مبارک اونکی پڑی تھی اور بقیع مین لیگئے وہان
بھی وہ مفسدین دفن کرنے سے مانع آئے آخر کو حش کوکب مین لے گئے اور جبیر بن مطعم رضی اللہ
عنہ وغیرہ نے نماز جنازہ پڑھی اور اوسی جگہ قبر کھودکر اونکو اوسمین رکھکر ایک دیوار اونکی قبر پر
گرا کے اوسکے مدفن کو چھپا کر چلے آئے اور یہ حش کوکب ایک جگہ تھی بقیع سے باہر کہ وہان لوگ اپنے
موتے کے دفن کرنے سے کراہت کرتے تھے نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ اوس جگہ کھڑے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک مرد صالح ہلاک ہوگا اور اس جگہ دفن
کیا جائیگا اوس جہت سے یہ جگہ آدمیون کو مانوس ہوجائیگی پس اول جو شخص وہان
دفن ہوا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے بعد اوسکے مروان نے جس زمانے مین
حضرت معاویہ کی طرف سے عامل مدینہ مطہرہ ہوا اوس جگہ کو بقیع مین داخل کیا اور جس
پتھر کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مطعون رضی اللہ عنہ
کی قبر شریف کا علامت ٹھہرایا تھا کہ لوگ اوسکے گرد دفن کیے جائین اور فرمایا
لَاجُعِلْنَاكَ الْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا اوس پتھر کو اوٹھا کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کی قبر شریف پر رکھا اور حکم دیا کہ لوگ انھین کے گرد اپنے مُردون کو دفن کیا کرین
قبر سعد بن معاذ الاشہلی رضی اللہ عنہ ان کو غزوہ خندق کے روز ایک زخم
لگا تھا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے باب مین حکم کرنے کو انکو
طلب فرمایا جیسا کہ ذکر مسجد بنی قریظہ مین اشارہ اس طرف ہوچکا ہے تو خون بند ہوگیا
پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوکر بنی قریظہ کے

باب مین حکم دیدے کر اپنے دولت خانے پر پہونچے تو زخم پھٹ گیا اور خون جاری ہوا اور اسی جہان
سے رحلت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے جنازے کی نماز پڑھی اور حضرت مقداد
بن الاسود رضی اللہ عنہ کے احاطے کے پاس جو گلی گئی تھی اوس گلی کے ایک طرف کہ
اقصی بقیع مین اونھین کے مکان کے پاس دفن فرمایا سمہودی کہتے ہین کہ جو تعریف
کہ قبر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قدماسے کی ہے وہ اوس قبے کی جگہ پر جو حضرت فاطمہ
بنت اسد کیطرف منسوب ہے صادق ہے پس شاید کہ قبر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ
عنہ کی ہوگی اور اسے قبر فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا شبہے سے کہتے ہون گے ورنہ اخبار
صحیحہ سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر شریف مقبرہ اہل بیت
رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک
کے پاس ہے قبر ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ خبر مین آیا ہے حضرت
عبدالرحمن بن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہما سے کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک دن میرے باپ نے
مجھسے فرمایا کہ بیٹا مین اب بوڑھا ہوا اور میرے یار سب کے سب اس عالم فانی سے گذر گئے
اب میرے چلنے کا وقت بھی قریب پہونچا ہے تو میرا ہاتھ پکڑ کر بقیع مین لے چل مین نے
تعمیل حکم کی اونکا ہاتھ پکڑ کر بقیع مین لے گیا جب اقصاے بقیع مین پہونچے اوس جگہ کہ وہان
کوئی مدفون نہ تھا فرمایا جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے واسطے یہین پر قبر کھودنا اور کسی کو
خبر نہ کرنا اور کوچہ عمقہ سے کہ اودھر سے آدمیون کا گذر کم ہے میرا جنازہ نکالنا اور جنازہ تیز
تیز لے چلنا کہ کوئی میرے جنازے کے ساتھ نہ ہولے اور کسی کو مجھپر رونے اور نوحہ
کرنے نہ دینا اور میری قبر پر خیمہ لگانے نہ دینا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب
حضرت والد بزرگوار رضی اللہ عنہ کا وقت رحلت پہونچا تو سب آدمی میرے گھر کو گھیر کر
کھڑے ہوگئے کہ اونکا جنازہ باہر نکلے تو سب ساتھ ہو لین مین نے موافق اونکی
وصیت کے کسی شخص کو اونکے موت کی خبر نہ دی اور بہت سویرے اونکی لاش
مبارک بقیع مین لے گیا دیکھتا کیا ہون کہ سب آدمی آپ سے پہلے ہی سے
بقیع مین پہونچکر منتظر کھڑے ہین رضی اللہ عنہ وعن جمیع اصحاب سیدنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہان تک ذکر اون قبور شریفہ کا تھا جو اصحاب تاریخ نے
اونکی تعیین اور جہات مین اخبار و آثار پاکر خبۃ البقیع مین ذکر کئے ہین مگر اب جو قبے اور مشاہد
اِس مقبرہ عظیم القدر مین اور سوا اسکے اور جو اِس بلدہ طیبہ کے گرد و پیش موجود ہین اور
بادشاہان قدیم و جدید نے ظن و تخمین یا تحقیق و یقین سے بنائے ہین وہ کئی قبے ہین
ایک قبہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا کہ بعضے خلفاے عباسیہ نے سن
پانچ سو انیس مین بنایا ہے وقیل غیر ذلک یہ سب مین بڑا قبہ ہے دوسرا قبہ بنات النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا قبہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا چوتھا قبہ سیدنا ابراہیم بن
سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچوان قبہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا اِس
قبے کے پاس دعا کی قبولیت مین ایک اثر ثابت ہے چھٹا قبہ صفیہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا متصل شہر پناہ مدینہ مطہرہ کے ساتوان قبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کا اِس قبہ شریف مین ایک قبر ہے اور کہتے ہین کہ متولی عمارت اِس مین دفن ہے آٹھوان قبہ
فاطمہ بنت اسد ام امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا اور دو قبے اور ہین بیچ مین
بقیع کے درمیان قبہ امہات المومنین اور قبہ سیدنا ابراہیم کے انمین سے ایک مین امام
دار الہجرہ حضرت امام مالک بن انس اصبحی صاحب مذہب مالکی محب رسول اللہ و مقیم بلدہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مین کہتے ہین کہ نافع مولی بن عمر ہین رضی اللہ عنہما جیسا
کہ لکھا ہے سمہودی نے اور مشہور اہل مدینہ مین یہ ہے کہ قبر امام نافع قاری مدینہ ہے اور بھی سمہودی
کہتے ہین کہ کلام ابن جبیر سے ذکر مشاہد معروفہ مین ایسا مستفاد ہوتا ہے کہ درمیان قبۂ
سیدنا ابراہیم و قبہ امام مالک کے ایک قبر ہے عبد الرحمن بن الخطاب رضی اللہ عنہما کی
جنکو عبد الرحمن اوسط کہتے ہین اور معروف ہین ابو شحمہ کرکے حد زنا اونپر لگائی گئی تھی اوسی صدمے
سے بیمار ہو کر انتقال کر گئے تھے سید سمہودی کہتے ہین کہ یہ تعریف صادق ہے
اوس قبے پر جو منسوب ہے نافع کیطرف واللہ اعلم اور ایک قبہ چھوٹا سا ہے قبۂ فاطمہ بنت اسد
رضی اللہ عنہا کی راہ مین حضرت حلیمہ سعدیہ کی طرف منسوب جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
مرضعہ ہین مگر اہل تواریخ نے کہین اس قبے کا ذکر نہین کیا نہ اثباتاً واللہ اعلم

وہ مشاہد و مقامات ہین جو معروف و مشہور ہین لیکن تحقیق وہی ہے جو پہلے مذکور ہو چکا ہے اور
بقیع کے اندر کے قبون مین مشہور تر قبہ سیدنا اسمعیل بن امام جعفر الصادق سلام اللہ علیہما ہے مقابل
قبہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پچھان کی طرف اور یہ قبہ بنا ہی شہر پناہ سے پہلے کا ہے
اور بنانے والا اسکا ابن ابی الہیجا وزیر ملوک عبیدیہ ہین جسنے مساجد فتح کو بھی
بنایا ہے اور اس قبے کی عمارت سن پانسو چھیالیس مین واقع ہوئی ہے اور کہتے ہین کہ
حوالی اس مقام کا شمال کیطرف سے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی دار کے
دروازے تک تھا اور درمیان دروازہ بیرونی اور دروازہ باغیچہ کے ایک کنوان ہے منسوب
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کیطرف کہ پانی اوسکا بیمارون کے واسطے شفا ہے
نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حالت صغر سن مین اس کنوین
مین گر پڑے تھے اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ نماز مین تھے حضرت
غایت توکل حضور و رضا سے نماز قطع نہ کی رضی اللہ عنہما وارضاہما عنا خیر الجزا
اور اس قبہ شریفہ کی جانب غربی مین ایک مسجد ہے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کیطرف
منسوب اس زمانے مین اکثر آدمی اوسکی زیارت سے محروم ہین ایک دہ ہے وہ مشاہد مشہورہ
مدینہ مطہرہ مین بقیع سے باہر ہین وہ تین مشہد ہین اون مین افضل و اعظم مشہد سید الشہدا
حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اخوہ من
الرضاع ہے اور اصل بنا اس قبۂ عالی کی خلیفہ ناصر الدین اللہ کی مان نے کی ہے سن پانسو
نوے مین اور وہ پتھر جسپر تاریخ لکھی ہے بعضے جہال نے مسجد مصرع سے جہان حضرت
امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو کر گرے ہین اوٹھا کر یہان لا کر رکھا ہے اور سلطان قایتبای
نے سن آٹھ سو ترانوے مین اوسکے صحن و عمارت کو بڑھایا ہے اور اس مشہد کے اندر
اور ہے وہ قبر سنقر ترکی کی ہے جو متولی عمارت مسجد تھا اور ایک اور قبر صحن مین
شریف کی ہے امرا سے مدینہ سے کسی کو یہ گمان نہو کہ یہ قبور شہدا ہین اور زائر دعا
عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ پر کہ بھانجے ہین حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے اور
مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر بھی سلام پڑھے کہ یہ دونون صاحب بھی ہین مدفون

حضرت ابوجعفر امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کو جایا کرتی تھین اور اصلاح و مرمت
اوسکی کیا کرتی تھین اور اونکی قبر شریف کی علامت کے واسطے پتھر رکھا تھا اور حاکم حضرت
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت لاتے ہین کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
ہر جمعہ کو حضرت امیر حمزہ کی قبر شریف پر جایا کرتی تھین اور وہان جاکر نماز پڑھتی تھین اور
روتی تھین اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ ہمیشہ دو تین دن کا فصل دے کر قبور
شہداے اُحد کی زیارت کو جایا کرتی تھین اور وہان جاکر نماز پڑھتی تھین اور اونکے واسطے
دعا کرتی تھین اور روتی تھین رضی اللہ عنہا اور فضیلت اُحد اور شہداے اُحد کی انشاء اللہ
تعالی ایک علیحدہ فصل مین ذکر کرین گے دوسرا مشہد مالک بن سنان والد حضرت ابوسعید
خدری رضی اللہ عنہما کا یہ مشہد مدینہ منورہ کی شہر پناہ کے اندر ریحان کی النگ پر واقع ہے
اور اوسپر ایک قبہ ہے قدیم البنا اور یہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ شہداے اُحد سے
ہین انکو اُحد سے اوٹھا کر یہین لاکر دفن کیا تھا اور یہ جگہ جہان وہ دفن ہین اگلے زمانے
مین بازار مدینہ کے اندر داخل تھی تیسرا مشہد حضرت محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن علی المرتضی
سلام اللہ علیہم اجمعین کا جو نفس ذکیہ کر معروف ہین اور ابی جعفر منصور کے زمانے
مین شہید ہوئے اور یہ مشہد مدینہ منورہ سے باہر ہے جبل سلع سے پورب کی طرف اور اوسپر
عمارت لق ودق بنی ہے اور ایک مسجد بھی ہے اوسکے قبلے مین ایک نہر جاری ہے علما
نقل کرتے ہین کہ نفس ذکیہ یعنی محمد بن عبد بن الحسن المثنی نے منصور عباسی پر خروج کیا
اور بہت سے آدمیون نے اونکے ہاتھ پر بیعت کی منصور نے یہ بات سنکر اپنے چچا عیسی بن
موسی کو چار ہزار آدمی کے ساتھ اونپر بھیجا عیسی بن موسی نے جبل سلع پر پہونچکر توقف
کیا اور محمد بن عبد اللہ سے کہلا بھیجا کہ ہمنے تمکو امان دی تم اگر خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرو او نھون نے کہلا
بھیجا کہ واللہ مرنا عزت کے ساتھ بہتر ہے اوس زندگی سے جو خواری کے ساتھ او سکے بعد وہ اور
اونکے اصحاب کہ تین سو کئی آدمی باقی رہ گئے تھے سبنے غسل کامل کرکے اور خوشبوئین لگا کے
عیسی بن موسی پر حملہ کیا اور تین مرتبہ انکو سامنے سے ہٹا دیا آخر کار بسبب کثرت اعدا کے تاب نلا کر مغلوب ہوگئے

ابن جوزی محدث کے پوتے نے ریاض الافہام مین لکھا ہے کہ عیسی بن موسی نے اونکا سر
منصور کے پاس بھیجا اور اونکے بدن کو اونکی بہن زینب اور اونکی صاحبزادی فاطمہ نے
چھپکے چھپا کر بقیع مین دفن کر دیا لیکن خبر صحیح یہی ہے کہ وہ اسی جگہہ دفن ہین جو مذکور ہو چکی
اور قتل احجار زیت کے پاس ہوئی جو مالک بن سنان کے مشہد کے پاس ہے اور حضرت
سرور انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان پر دعاے استسقا پڑھی تھی کہتے ہین کہ ذوالفقار
حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی محمد بن عبد اللہ کے پاس تھی عیسی بن موسی نے بعد اونکے
شہید کرنے کے اونکی کمر سے نکال کر منصور کے پاس بھیجدی پھر منصور سے رشید کو پہونچی
اصمعی کہتا ہے کہ مین نے اوسے دیکھا ہے اوسکے اٹھارہ فقرے تھے اور فقرہ لغت مین پیٹھ کی
ہڈی کو کہتے ہین اور یہ ذوالفقار حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو حضرت سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم سے پہونچی تھی چنانکہ کتب سیر واحادیث مین مذکور ومسطور ہے اور خبر مین آیا ہے
کہ قتال کے دن محمد بن عبد اللہ نے عبد اللہ بن عامر سلمی سے کہا کہ ایک ابر ہمارے
سرون پر آکر سایہ کرے گا اگر ہمارے اوپر برسے گا تو ہماری فتح ہوگی اور اگر ہمارے اوپر
گذر کر دشمنون کے سرون پر پہونچے گا تو تو جان لے کہ میرا خون احجار زیت پر پڑے گا عبد اللہ
بن عامر کہتے ہین کہ واللہ ویسا ہی ہوا جیسا محمد بن عبد اللہ نے کہا تھا ایک ابر کا ٹکڑا ہمارے
سر پر پیدا ہوا اور ہمارے سر سے گذر کر عیسی بن موسی کے لشکر پر سایہ گستر ہوا آخر الامر اون
لوگون نے فتح پائی اور محمد بن عبد اللہ نے شہادت اور خون اونکا احجار زیت پر [illegible]
نقل کرتے ہین کہ محمد بن عبد اللہ کی محبت سے عیسی بن موسی نے امام مالک کو [illegible]
کہ اونسے موافقت رکھتے تھے اور مرافقت کا دم مارتے تھے اس حکایت کو [illegible]
امام قرطبی نے **تتمیم فی زیارۃ اہل البقیع** بقیع والون کی زیارت مین سنت
یہ ہے کہ جب بقیع کے دروازے پر آئے تو سلام مشہور کہ زیارت قبور کے
ہے پڑھے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا
اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ بعد اسکے یا پہلے اسکے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور [illegible]
اخلاص کا مقبرہ کے پاس سنت موکدہ ہے اور خبر مین آیا ہے کہ جو شخص مقبرے [illegible]

اور گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھکر ثواب اوسکا اہل مقبرہ کو ہدیہ بھیجے تو اوسکا بعدد ہر مردے کے
بخشتے اوس مقبرے مین ہین اجر دیا جاتا ہے اور چاہیے ہے کہ سلام مین سارے آل و
اصحاب و موسلین کو جو اس مقبرہ شریفیہ مین دفن ہین شریک کرے اور منھہ اپنا قبہ شریفیہ
عمۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف پھیرے کہ بائین طرف باب البقیع سے متصل مدفون
ہین اور ختم بھی اونھین کی زیارت پر کرے رضی اللہ عنہا اور علماے متاخرین اختلاف
کرتے ہین اسمباب مین کہ کسکی زیارت سے ابتدا کرے ایک گروہ اسطرف گیا ہے کہ پہلے
زیارت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مع ائمہ اہل بیت رسالت رضوان اللہ علیہم اجمعین
جو اونکے ساتھ ایک قبے مین آرام فرماتے ہین کرے اسواسطے کہ یہ اسہل و اقرب ہے
اور ان حضرات کے سامنے سے گذر جانا اور دوسرون کی زیارت کیطرف متوجہ ہونا
سوء ادب سے خالی نہین اور کہتے ہین کہ زمانۂ قدیم مین اہل مدینہ کا عمل اسی بات پر تھا اور
بعضے متاخرین مشائخ اہل مدینہ مثل شیخ محمد بن عراق وغیرہ کو بھی اسی طرح لوگون نے
مشاہدہ کیا ہے اور یہ شیخ محمد بن عراق بڑے متبع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑے
متقی تھے اور بعضے علماے حنفیہ نے بھی اسی بات کی تصریح کی ہے اور سمہودی کا کلام
بھی بعضے مواضع مین اسی قول کی ترجیح مین ظاہر ہے لیکن اونھون نے ارشاد مین یہ کہا ہے
کہ زائر کو چاہیے کہ اول قصد موقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کرے جو دار عقیل کے نزدیک
ہے اسواسطے کہ منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لاکر کھڑے ہوئے
اور اہل بقیع پر دعا کی اور اس زمانے مین اوس جگہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے اوسکو موقف النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین بعد اوسکے قصد زیارت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کرے پھر حضرت فاطمہ بنت اسد والدۂ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی قبر شریف
کی زیارت کرے پھر سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے پھر ازواج
مطہرات پھر امام مالک پھر امام نافع پھر حضرت عباس پھر حضرت صفیہ عمۂ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم رضی اللہ عنہم اجمعین کی زیارت کرے اور ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ ابتدا
حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے کرے اور جو اونکے ساتھ ہین

اونکی بہنین وغیرہ کو عہد و شریف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسواسطے کہ تقدیم دیدن
کی انپر مناسب نہین یہ مذہب اعدل واقوم معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم اور ایک گروہ اس طرف
گیا ہے کہ ابتدا حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت سے کرے اور وجہ یہ بیان کرتے
ہین کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سارے اہل بقیع سے افضل ہین اور ابن فرحون مالکی
وغیرہ نے اس مذہب کی ترجیح کی ہے اور کہا ہے کہ اونکی زیارت سے پہلے جس قبر کی طرف
گذر ہو اوسپر سلام کرے اور کچھ یونہین سا توقف کرے اور چلا جاوے اور بعض اس گروہ
کا کلام ہے کہ بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے
مع اون حضرات کے جو اوسکے قبہ مبارک کے اندر ہین بعد اوسکے قبور شریفہ ازواج
مطہرات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہا کی زیارت کرے بعد اوسکے مشہد عقیل
رضی اللہ عنہ مین آوے اور زیارت کرے اور اوسکے دروازے پر بہت دیر تک کھڑے
اور دیر تک دعا مانگے اسواسطے کہ وہ موقف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دعا اوس جگہ
قبول ہوتی ہے بعد اوسکے زیارت سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرے مع اون
جو اوسکے ساتھ ہین اونکی بہنین اور حضرت عثمان بن مظعون اور جتنے صحابہ کرام کہ وہان
آرام فرماتے ہین رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعضے علما کے کلام کا محصل یہ ہے کہ ابتدا حضرت
عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ شریفہ سے کرے بعد اوسکے جو آگے بڑھ جاوے اسواسطے
کہ جسکی اونچی جلالت شان ہو اوسکے آگے سے بغیر سلام کے گذر جانا مروت و طریقہ ادب سے
نہایت بعید ہے بعضے کہتے ہین کہ یہی مقصد صالح ہے ساتھ اسکے خبر نہین کہ آیا نہ رعایت کرنا
و اشرف کا اور ایک جماعت علماے مدینہ سے ایسا نقل کرتے ہین کہ وہ لوگ جب قصد زیارت
بقیع کرتے تو پہلے موقف شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جاتے اور سارے اہل بقیع کے
واسطے دعا کرتے اور اپنا مطلب حق تعالی سے مانگتے اور پھر کھڑے ہوتے بغیر اسبات کے
کہ کسی خاص قبر پہ جا کر کھڑے ہون اور اس طریق کے اختیار کرتے مین مستندان حضرات کا
فعل ماثور حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا ہے پس اگر یہ بات ثبوت کو پہونچی ہے اور اخذ اسکا
قصد مجرد اتباع سنت ہے تو بہتر ہے اور بعضے علما نے کہا ہے کہ اگر یہ فعل حضرت صلی

مروی ہے ہر چند سنت کو نہ پہونچا ہو اور ان حضرات کا مقصود اتباع سنت ہو تو تمام ہو ولیکن اسباب میں شک نہیں کہ اگر موقف سید الکائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات مین سعادت وقوف حاصل کرکے زیارت مقربان آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مستفیض ہون تو نہایت مناسب ہے کہ موجب مزید اجر و برکات و ثواب و حسنات ہوگا والسلام تکمیل فی زیارۃ اھل البیت

فصل خطاب مین حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ وعلی سائر اہل بیت النبوۃ نقل کرتے ہین کہ فرمایا آپ نے جو شخص زیارت کرے کسی ایک کی ائمہ سے تو گویا اوسنے زیارت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کسی نے حضرت امام موسی رضا رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے آپ تعلیم کیجیے ایک قول بلیغ کامل کہ مین زیارت اہل بیت کے وقت اوسے پڑھا کرون آپ نے فرمایا کہ جب تو ارادہ کرے اہل بیت کی زیارت کا تو اول غسل اور کرا اوسکے بعد جا اول دروازے پر کھڑا ہوکر شہادتین ادا کر اوسکے بعد جب تو اندر داخل ہو اور تیری نظر قبر پر پڑے تو تیس مرتبہ اللہ اکبر پھر تھوڑا سا چل وقار کے ساتھ نزدیک نزدیک قدم ڈالتا ہوا پھر کھڑا ہوکر تیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ پھر قریب ہو جا قبر سے اور چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ یہ سو مرتبہ ہوے اوسکے بعد یہ السلام علیکم یا اھل بیت الرسالۃ ومختلف الملائکۃ ومھبط الوحی وخزان العلم ومنتھی الحلم ومعدن الرحمۃ واصول الکرم وقادۃ الامم وعناصر الابرار ودعائم الاخیار وابواب الایمان وامناء الرحمن وسلالۃ خاتم النبیین وعترۃ صفوۃ المرسلین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علی ائمۃ الھدی ومصابیح الدجی واعلام التقی وذوی النھی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علی محال معرفۃ اللہ ومساکن برکۃ اللہ ومعادن حکمۃ اللہ وحفظۃ سر اللہ وحملۃ کتاب اللہ وورثۃ رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علی الدعاۃ الی حکم اللہ والادلاء علی مرضاۃ اللہ والمظھرین لامر اللہ ونھیہ والمخلصین فی توحید اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انی مستشفع بکم ومتقدم بکم امام طلبتی وارادتی ومسئلتی وحاجتی اشھد اللہ انی مؤمن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرأ الی اللہ تعالی من عدو محمد وآل محمد من الجن والانس صلی اللہ علی محمد وآلہ الطیبین الطاھرین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

باب تیرھوان فضائل جبل احد مین کہ محب محبوب سید انبیا و منزل سید الشہدا ہے

علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ورضی اللہ عنہ تفصیل احوال غزوہ احد اور سارے غزوات کے ساتھ
کتب سیر وتواریخ مین مذکور ہے یہان مناسب بیان فضیلت احد اور قبور شہدا ہے جو اس غزوہ
مین شرف شہادت عظمی کو پہونچے ہین صحیحین مین آیا ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
نے جبل احد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ یعنی یہ ایک پہاڑ ہے کہ ہمکو
دوست رکھتا ہے اور ہم اسکو دوست رکھتے ہین اور اس کلمے کا صدور حضرت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ
والسلام سے اوقات متعددہ مین ثابت ہوا ہے چنانچہ تعدد روایات بخاری اس بات کا اظہار
ایک روایت مین حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ایک روز حضرت سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک جبل احد پر پڑی آپ نے اللہ اکبر کہکر فرمایا ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا
وَنُحِبُّہٗ عَلٰی بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ وَھٰذَا عَیْرٌ جَبَلٌ یُبْغِضُنَا وَنُبْغِضُہٗ عَلٰی بَابٍ مِنْ
اَبْوَابِ النَّارِ عیر بفتح عین مہملہ ایک پہاڑ ہے مقابل احد کے مکہ معظمہ کی راہ پر حضرت سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم اسکو دشمن رکھتے تھے علما کہتے ہین کہ اس جگہ سے معلوم ہوا کہ حسد و بغض
وسعادت وشقاوت جمادات مین بھی پیدا ہے امام نووی کہتے ہین کہ یہ جو محبت یہانتین سے
حدیث مین مذکور ہے کہ پہاڑ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھتا ہے اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اوس پہاڑ کو دوست رکھتے تھے محمول ہے حقیقت پر اسی واسطے اوسکی جگہ جنت
ہوئی کیونکہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اور یہ پہاڑ جبکہ محب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم ہے
اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سید اہل جنت ہین تو اس پہاڑ کی جگہ بھی حضرت کے جوار
ہوئی دروازہ بہشت پر اور اللہ تعالی نے محبت وعشق جبال مین اوس طور پر رکھا ہے
جیسا تسبیح کرنا رکھا ہے جمادات مین کہ آیہ کریمہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ اس بات
خبر دیتی ہے اور جب کہ جبال اور سارے جمادات اللہ تعالی کا ذکر وتسبیح کرتے ہین اگر وہ
حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبت اور عشق سے بھی موصوف ہون تو کیا مشکل بات
بیت * سر حب ازلی در ہمہ اشیا جاریست * ورنہ بر گل نزدی بلبل مسکین فریاد * اور تحقیق علما
یون کہتے ہین کہ حضرت حبیب رب العالمین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فقط جن وانس ہی
کیطرف مبعوث نہین ہوئے بلکہ ساری مخلوقات اور تمامی موجودات کے رسول ہین

تحیۃ السبانات ف الجمادات اور خطاب فرمانا آپ کا اس جبل کیطرف اسطور پر کہ اسکن یا احد فانما علیک نبی او صدیق او شہیدان اوسکی عقل و علم پر اول دلیل ہے ورنہ اس خطاب کے سمجھنے کا کیا طریق ہوا اور عشق و محبت لوازم فہم و عقل سے ہے اور سلام کرنا پتھر کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زمانۂ نبوت سے پہلے اور نالہ کرنا ستون مسجد شریف کا آپ کی مفارقت سے جیسا پہلے مذکور ہو چکا ہے اس مطلب کے دلائل واضحہ سے ہے اور جیسا کہ اہل مدینہ آپکی شان مین دو قسم ہوئے ہین مخلص اور منافق ویسا ہی اماکن مدینہ بھی قسمت پذیر ہوئے اسی سبب سے جبل عیر مسجد ضرار والی منافقون کی طرف پڑا اور آخرت مین بھی اونھین کے ساتھ دوزخ مین ہوگا اور غزوہ احد کے دن ابن ابی وغیرہ منافقین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مدینہ منورہ سے باہر آئے مگر جبل احد تک کہ مقام صدیقین و محبوبین ہے نجا سکے اور مدینے کے قریب ہی سے پھر کر شقاوت گاہ کی طرف رجوع کیا اور تاویل محبت و عداوت کے ساتھ محبت و عداوت ساکنین کی تاویل بعید ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہان محبت کنایہ ہے اوس سرور و خوشی سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر سے مراجعت فرماتے وقت قبل وصول بمدینہ اس جبل کو مشاہدہ فرمانے سے کہ اعظم وارفع علامات مدینۂ طیبہ ہے حاصل ہوا کرتی تھی اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب مدینۂ طیبہ و اہل مدینہ سے خبر بشارت اثر دیتا تھا اور یہ کام محبون ہی کا ہے اور اسوقت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عداوت کے آثار اُن دونون پہاڑون سے ظاہر ہین جسکا جی چاہے جاکر دیکھ لے جبل احد کی طرف جسوقت نظر کیجاتی ہے ایک نور و سرور اوس سے مشاہدہ ہوتا ہے اور جسوقت جبل عیر کیطرف نظر کیجاتی ہے ایک ظلمت و غم اوس سے حاصل ہوتا ہے اور اشتقاق لفظ احد کا توحد سے ہے بمعنی انفراد و انقطاع کے اور یہ معنی اوسپر صادق ہین اسواسطے کہ وہ ایک کوہ پارہ ہے مقابل مدینۂ منورہ کے اوتر کی جانب دو میل یا زیادہ کے فصل سے پڑا ہوا اور کسی پہاڑ سے میل نہین رکھتا اور یہ بھی ہے کہ وہ اہل ایمان و توحید کا چونکہ نصرت گاہ ہے اسواسطے یہ نام اوسکا کہ اوس معنی سے خبر دیتا ہے رکھا گیا اور کونسا نام اوس نام سے جو مشتق ہوا حدیث سے بہتر ہوگا بخلاف عیر کے کہ حمار وحشی کا نام ہے جو

طرح طرح کی برائیون کے ساتھہ موصوف ہے اور روایات مین آیا ہے کہ احد ایک پہاڑ ہے جنت کے
پہاڑون مین سے جب تم لوگ اوسپر سے گذرا کرو تو میوہ اوسکے درختون کا کھایا کرو اور اگر میوہ
نہو تو اوسکے جنگل کی گھاس ہی کھالو وہی حکم رکھتی ہے اور زینب بنت نبیط زوجہ انس بن مالک رضی اللہ
عنہما سے روایت کرتے ہین کہ وہ اپنی اولاد سے کہتی تھین کہ تم لوگ جاکر زیارت احد کرو
اور لاؤ میرے واسطے وہان کی گھاس وغیرہ اور حدیث مین آیا ہے کہ اُحُدٌ علیٰ رُکنٍ مِن
اَرکَانِ الجَنَّۃِ وَعَیرٌ علیٰ رُکنٍ مِن اَرکَانِ النَّارِ اور طبرانی روایت عمرو بن عوف سے
لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَربَعَۃُ جِبَالٍ مِن اَجبَالِ الجَنَّۃِ وَاَربَعَۃُ
اَنہَارٍ مِن اَنہَارِ الجَنَّۃِ وَاَربَعَۃُ مَلَاحِمَ مِن مَلَاحِمِ الجَنَّۃِ قِیلَ فَمَا الاَجبَالُ قَالَ
اُحُدٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ مِن اَجبَالِ الجَنَّۃِ وَوَرقَانُ جَبَلٌ مِن اَجبَالِ الجَنَّۃِ وَالطُّورُ
جَبَلٌ مِن اَجبَالِ الجَنَّۃِ وَلُبنَانُ جَبَلٌ مِن اَجبَالِ الجَنَّۃِ وَالاَنہَارُ الاَربَعَۃُ اَلنِّیلُ
وَالفُرَاتُ وَسَیحَانُ وَجَیحَانُ وَالمَلَاحِمُ بَدرٌ وَاُحُدٌ وَالخَندَقُ وَالخَیبَرُ
اور ابن شیبہ اس حدیث کو مختصر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے لائے ہین اور ذکر ملاحم
سے سکوت کیا ہے اور بعضی روایات مین آیا ہے کہ بیت اللہ الحرام زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً چھہ
پہاڑون کے پتھرون سے بنا ہے ابو قبیس اور طور اور قدس اور ورقان اور رضوی اور احد
اور ابن شیبہ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جب حضرت رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے جبل طور پر تجلی فرمائی
چھہ پہاڑ عظمت الٰہی سے ڈر کر اوڑ گئے اون مین سے تین مدینے مین آگرے اور تین
مکے مین وہ جو مدینے مین آگرے احد و ورقان و رضوی ہین اور وہ جو مکے مین آگرے
حرا و ثبیر و ثور ہین ورقان ایک پہاڑ ہے مکے کی راہ پر مدینہ منورہ سے قریب چنانچہ ذکر مسجد
ما ثورہ مین اسکی طرف بھی اشارہ ہوچکا ہے اور رضوی ینبع مین ہے اوتنی ہی مسافت پر
اور ثبیر منا کی پہاڑی کا نام ہے اور ابن شیبہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے
روایت لاتے ہین کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام
حج یا عمرے کے قصد سے مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور مراجعت کے وقت مدینہ مطہرہ

مین پہونچکر جبل اُحُد پر اوترے ناگاہ پیغام اجل حضرت ہارون علیہ السلام کو پہونچا اور وہین دفن
کیے گئے اس زمانے مین اونکی قبر شریف اس جبل عظیم الشان پر مشہور ہے اور اس جبل پر ایک
مسجد ہے کسی فقیر نے چند مدت ہوئی کہ بنائی ہے اور یہ تحقیق نہین ہوا کہ حضرت سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم اس پہاڑ پر کس طرف سے چڑھے تھے اور مسجد فتح مین نماز پڑھنے کے
باب مین ایک اثر ثابت ہوا ہے لیکن وہ غار جس مین کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم چھپے تھے اور مقام ہے جہان آدمی کے سر کا سا نشان ہے اور لوگ کہتے ہین کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا نشان ہے علما کے نزدیک ایسے اثر سے جو اعتماد
کے لائق ہو ثابت نہین ہوا اور خبر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن
عمیر رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر کھڑے ہوکر آیہ کریمہ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا
مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ الآیہ اور دعای اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ يَشْهَدُ اَنَّ هٰؤُلَاءِ
شُهَدَاءُ آخر پڑھکر فرمایا کہ آؤ اور شہداے اُحد پر سلام پڑھو کہ جبتک آسمان وزمین قائم ہے
جو شخص انپر سلام پڑھے اوسکو یہ جواب سلام دین گے پھر اور جگہہ دوسرے شہدا پر کھڑے
ہوکر فرمایا یہ میرے اصحاب ہین انپر قیامت کے دن گواہی دونگا حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے اصحاب نہین ہین فرمایا ہان
کیون نہین ہو لیکن مین نہین جانتا کہ تم بعد میرے کیا کروگے اور یہ لوگ میرے سامنے
اچھی طرح سے دنیا سے گئے ہین اور روایت کرتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر جاکر کھڑے ہوئے تو دیکھتے کیا ہین کہ کفار
نے اونکے ناک اور کان کاٹے ہین اور پیٹ پھاڑ کر جگر اونکا نکال لے گئے فرمایا اگر دو
خوف نہوتے ایک تو یہ کہ صفیہ کو غم ہوگا دوسرے یہ کہ میرے بعد یہ سنت رہے گی تو مین اسکو
یونہین چھوڑ دیتا کہ جانوران جنگلی اوسکے جسم باقی کو کھا جاتے اور فرمایا کہ ایسی مصیبت مجھے
اب ہرگز نہوگی اور اس سے زیادہ غم کی جگہہ پر کبھی نہ کھڑا ہونگا یعنی مجھے ایسی مصیبت
اور ایسا غم پہونچا ہے کہ اس سے زیادہ مصیبت وغم ہو نہین سکتا اوسی اثنا مین جبرئیل علیہ السلام
نازل ہوئے اور وحی لائے کہ ساتون آسمان والون کے پاس لکھا ہے حمزہ بن عبدالمطلب

اَشْہَدُ اَللّٰہَ وَاَشْہَدُ رَسُوْلَہٗ پھر اونکو ایک چادر مین لپیٹنے کا حکم دیا اور نماز جنازہ پڑھی ستر
تکبیرے اور دفن کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ شہداے احد پر علما مین مختلف
مشہور ہے اور ابو داؤد و حاکم اپنی صحیح مین لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب احد کے دن ہمارے بھائیون پر جو کچھ پہونچنا تھا پہونچا اللہ تعالی نے اونکی
روحون کو سبز جانورون کے جوفون مین اوتارا کہ جنت کی نہرون پر پہونچکر پانی پیتے
ہین اور بہشت کے میوے کھاتی ہین اور قندیلین سونے کی جو عرش کے نیچے معلق ہین
اون مین جاکر ٹھہرتی ہین اور آرام کرتی ہین عرض کیا ان شہیدون نے کہ لے رب العزت
کیا خوب ہو کہ ہمارے بھائیون کو جو دنیا مین ہین ہمارے اس آرام و آسائش کی خبر پہونچے
تاکہ وہ جہاد سے تقاعد نکرین اور اس کار بزرگ کے ادا کرنے مین کسل و سستی کو راہ ندین
حضرت حق تعالی و تقدس نے ارشاد فرمایا کہ مین تمہاری خبر اونکو پہونچاؤن گا (پہنچانے کی ١٢) پھر آیہ کریمہ
نازل فرمائی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ
يُرْزَقُوْنَ الآیہ خبر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شروع سال مین شہداے احد کی قبور شریفہ پر تشریف
فرما ہوتے اور فرماتے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ حضرت عبد اللہ بن
عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہین کہ فرماتے تھے کہ جو شخص شہداے احد پر گذرے اور اونپر
سلام بھیجے تو وہ قیامت تک اوسپر سلام بھیجتے ہین اور ان شہداے کے قبور شریفہ سے خصوصاً
قبر شریف حضرت سید الشہدا سے آواز رد سلام کی بارہا سنی گئی ہے اور اسباب مین سلف
آثار و اخبار بہت ثابت ہوئے ہین اور قول صحیح کے موافق عدد شہداے احد ستر ہین اور
سمہودی نے اپنی تاریخ مین اونکا شمار کیا ہے اور اونکے مواضع قبور کے تعیین مین بہت کوشش
کی ہے اور اب اس زمانے مین حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے مشہد مقدس کے پچھان کی طرف
ایک احاطہ کھنچا ہوا ہے اوسی مین قبور شہدا ہین لیکن قبرون کی صورتین معین نہین ہین رضوان
اللہ تعالی علیہم اجمعین اور روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو دو تین تین شہیدونکو
ایک ایک کپڑے مین لپٹواتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس جس کو علم قرآن زیادہ ہو اوسکو
لحد مین پہلے اوتارو اور اخبار صحیحہ مین آیا ہے کہ بعد مدت چھیالیس برس کے بعضے شہدا کے قبر

شریفہ کو کھودا تو ویسے ہی تروتازہ پھولون کی کلیان سی لاشین مع کفن نکلین گویا کہ کل ہی دفن ہوئین ہین اور بعضون کو اون مین سے دیکھا کہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھکر ویسے ہی رہ گئے ہین ہاتھ کو جدا کرتے ہین تو زخم سے خون جاری ہوتا ہے اور ہاتھ کو اوٹھا کر چھوڑ دیتے ہین تو پھر وہین زخم پر پہونچتا ہے اور ان قبور شریفہ کے کھلنے کے جو واقعی کہ سبب ہوئے ہین اون مین سے ایک یہ ہے کہ بعضی بعضی لاشون کے دفن مین خلط ہوگیا تھا قرابتی ایک کا دوسرے کے پاس دفن ہوا تھا تو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت صریح سے یا بدلالت حال سے یا قیاس واجتہاد سے اون لاشون کو نکال کر جدا جدا دفن کرتے تھے اور بعضی قبرون کے کھلنے کی وجہ سیل ہوئی تھی اور اکثر اس جہت سے قبرین کھلین کہ حضرت معاویہ نے اپنے زمان امارت مین ایک نہر کھدوا کر اسی مشہد مقدس کیطرف سے جاری کی تھی تو لاشین نکال نکال کر الگ جا کر دفن کرتے تھے اور امام تاج الدین سبکی شفاء الاسقام مین لاتے ہین کہ جسوقت حضرت معاویہ نے نہر نکالی اور نقل شہدا کا اپنے مواضع قبور سے حکم دیا اوسوقت ایک کدال حضرت سید الشہدا سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے پاے مبارک مین لگی کہ اوس سے خون جاری ہوا اور نقل کرتے ہین کہ نہر کھدنے کے وقت اونکے عامل نے منادی کی کہ امیر المومنین کی نہر آتی ہے جس کسی کا مردہ یہان دفن ہو آوے اور مردے کو یہان سے اوکھاڑ کر اور جگہ لیجاوے واللہ اعلم اور بعضے شہداے احد غیر احد مین بھی دفن ہوئے ہین اس جہت سے کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ انمین سے جسکا جہان انتقال ہو وہین دفن کیا جاوے چنانچہ مالک بن سنان کہ اوسی گروہ شہدا سے ہین اونکا انتقال مدینے کے اندر ہوا اون کو وہین دفن کیا جہان اب مشہور ہے رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اَللّٰھُمَّ اَحْشُرْنَا فِی زُمْرَتِھِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اٰمِیْن

باب چودھوان بیان فضائل زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین

کہ مقصد اعلی و مطلب اقصی مومنین و مسلمین ہے اور اثبات حیات انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات مین اب جانا چاہیے کہ باب زیارت حضرت رفیع الشان سرور کون و مکان رسول الثقلین وجان علیہ افضل صلوات الرحمن مین احادیث بہت سے وارد ہین بعضی بتصریح لفظ زیارت قبر مطہر اور بعضے دوسرے الفاظ ہین لیکن اسطور پر کہ اون سے

یہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے مگر وہ احادیث جو صریح لفظ زیارت میں واقع ہوئے ہیں اور نقل ثقات متعدد و طرق سے کہ بعضے اون میں درجہ صحت کو پہونچے ہیں اور اکثر مرتبہ حسن کو ثابت ہوئے ہیں یہ ہیں پہلی حدیث مَنْ زَارَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِی تخصیص زائرین کی اس فضیلت کے ساتھ باوجود اسبات کے کہ اس نعمت کی امیدواری ساری مومنین امت کو ہے یہ ہے کہ مراد اس شفاعت سے شفاعت خاص ہے کہ کوئی مرتبہ خاص اوسکی جہت سے انکو حاصل ہوگا کہ اونکے غیروں کو باوجود کثرت اعمال حسنہ کے وہ مرتبہ میسر نہوگا جیسا کہ بعضے صحابہ کو کہ تمام عمر میں سوا ایک زیارت جمال باکمال حضرت حبیب رب متعال صلی اللہ علیہ وعلی آلہ خیر آل کے اور کسی بات سے مشرف نہیں ہوئے بہ نسبت ساری امت کے ایک ایسی فضیلت حاصل ہے کہ اور ونکو حاصل نہیں اور یہ فضیلت حاصل نہیں ہوئی مگر بسبب زیارت کے پس اسی پر زیارت قبر شریف کو بھی قیاس کیا جا ہے یا یہ کہ یہ کلام بشارت انجام مشعر اسبات کا ہے کہ زائرین قبر شریف کے حق میں شفاعت واجب ہوگی اور غیر زائرین کے واسطے ممکن ہے یا یہ کہ جو زیارت قبر شریف سے مشرف ہوگا اوسکی موت آپ کی برکت سے دین اسلام پر ہوگی اور اوس جہت سے مستحق شفاعت ہوگا دوسری حدیث مَنْ زَارَ قَبْرِی حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِی تیسری حدیث مَنْ جَاءَنِی زَائِرًا لَا تَعْمَلُهُ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِی كَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَكُوْنَ لَهُ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یہ دونوں حدیثیں بیان معنی اور تعیین مراد میں پہلی حدیث کے حکم میں ہیں مگر اس تیسری حدیث میں ایک چیز زیادہ ہے وہ یہ کہ زیارت اخلاص اور صدق نیت سے ہو نہ یہ کہ مدینہ منورہ میں کسی اور حاجت سے گئے اوسکے ضمن میں قبر شریف کی زیارت بھی کرلی چوتھی حدیث مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِی بَعْدَ وَفَاتِی كَانَ كَمَنْ زَارَنِی فِی حَیَاتِی آپ فرماتے ہیں کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی بعد وفات کے گویا کہ اوسنے میری زیارت کی حالت حیات میں اسی حدیث کی بنا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے ثبوت پر یا اس مسئلے کی تحقیق بتفصیل اسباب کے آخر میں آئے گی اس حدیث کے مضمون سے بھی ظاہر ہوا کہ زائرین قبر شریف ایک فضیلت و سعادت خاص سے ممتاز ہیں کہ دوسروں

اوس سے بہرہ مین چنانچہ صحابہ کرام کو اور ویسے زیادتی فضل اور کثرت ثواب مین امتیاز حاصل ہے مگر اس تشبیہ سے یہ لازم نہین آتا کہ کمالات احکام مین اور سارے وجوہ فضل مین زائر کا حکم صحابی کا سا ہے یہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی حدیث سنے تو باوجود اسبات کے کہ آپ کو خواب مین دیکھنا حقیقت مین آپ ہی کو دیکھنا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین کہ مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ لیکن وہ شرائع و احکام کا مثبت نہوگا پانچوین حدیث مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ یہ وعید ہے سعادت زیارت حاصل نکرنے پر حاصل کرتے نعمت حج کے اور اسکا سبب آپ کی شفقت ہی امت پر اور حرص ہے اسبات پر کہ آپ کی امت کو ثواب ہو چھٹی حدیث مَنْ زَارَنِیْ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَشَہِیْدًا علما نے لکھا ہے کہ سفارش آپ کی گنہگارون کے حق مین ہوگی اور گواہی اہل طاعت کے حق مین اور دوسری روایت مین آیا ہے مَنْ زَارَ قَبْرِیْ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَشَہِیْدًا ساتوین حدیث مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَہُ اللّٰہُ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ آٹھوین حدیث مَنْ حَجَّ حَجَّةَ الْاِسْلَامِ وَزَارَ قَبْرِیْ وَغَزٰی غَزْوَةً وَصَلّٰی فِیْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ یَسْئَلِ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْمَا افْتَرَضَ عَلَیْہِ اس حدیث مین فضیلت حج اسلام اور زیارت قبر شریف حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰة والسلام اور جہاد اور نماز بیت المقدس کی مذکور ہے اور احتمال رکھتا ہے کہ جزا سے خاص یعنی لم یسئل سے سوال نہونا مخصوص ہو ان سب باتون کے اجتماع کے ساتھ یا ان مین سے ہر ایک پر بھی مترتب ہو واللہ اعلم نوین حدیث مَنْ حَجَّ اِلٰی مَکَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ کُتِبَتْ لَہٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ جاننا چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرنا اور آپ کی مسجد شریف سے مشرف ہونا حج مبرور و مقبول کے برابر ہے بلکہ سبب ہے اوس حج کی مقبولیت کا بھی جو اوسکے حاضر ہوا ہے اور حج مبرور کی جزا مین جنت ہے یقینا جیسا کہ احادیث مین آیا ہی اور حج مبرور اوس حج کو کہتے ہین جو پاک ہو محرمات اور منہیات شرعی سے اور ریا و سمعہ کو اوس مین دخل نہوا در حقیقت مین حج مبرور وہی ہے جو خدا ے تعالی کی درگاہ مین مقبول ہو اور یہ موقوف ہے خدا کے فضل پر دسوین حدیث مَنْ زَارَنِیْ مَیِّتًا فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ حَیًّا وَمَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ

شفاعتی یوم القیامۃ وما من احد من امتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی فلیس لہ عذر
اس حدیث کے شامل ہین پہلی اور چوتھی حدیث کے مضمون کو اور خلاصہ مضمون حدیث
خامس کو جیسا کہ گیارھوین حدیث کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہین من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری
فقد جفانی چوتھی اور پانچوین حدیث کے موافق ہے بارھوین حدیث حضرت
امیر المومنین سے ہے کہ من سأل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدرجۃ والوسیلۃ حلت لہ
شفاعتہ یوم القیامۃ ومن زار قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جوار رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کے حاصل معنی اور حاصل معنی ساتوین حدیث کے
پہلے جزو کے ایک ہین مگر اسمین ایک فائدہ اور زیادہ ہے وہ یہ کہ جو شخص حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے لیے درجہ اور وسیلہ مانگے اس طور پر کہ اللھم آت سیدنا محمدن الوسیلۃ
والدرجۃ الرفیعۃ تو اونکی شفاعت آپ کرینگے یہ تینو حدیثین ہین جنکو ذکر کیا ان ہین بہر
حدیث کے ثبوت کے طرق متعددہ ہین اگر اونکو جدا جدا ذکر کرین تو احادیث کے
عدد اوس سے زیادہ ہو جائین جو مذکور ہو چکے ہین جیسا کہ سید علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے
فصل قرآن کے نص سے حیات زمرۂ شہدا اور مقاتلین فی سبیل اللہ کی ثابت ہی اور
احادیث جو مثبت حیات انبیا علیہم السلام ہین ازجملہ اون احادیث کے وہ حدیث ہے جو ابو یعلی
نے نقل ثقات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہین کہ فرمایا حضرت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون اور جس حدیث سے کہ ناحق حیات حضرت
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوتی ہے وہ یہ حدیث ہے بہت مشہور و معروف کہ فرمایا
آپ نے ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام لیکن علما نے اختلاف
کیا ہے اس بات مین کہ یہ فضیلت جواب سلام حاصل ہونے کے ہر سلام کرنے والے کو عام ہے
خواہ زائر قبر شریف ہو خواہ اوس حیات سے غائب ہو یا خاص اوس شخص کو جو زائر قبر شریف
ہو اور وہان حاضر ہو کر سلام عرض کرے بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ فضیلت حاصل
زائرین ہے خاصتہ بقرینہ اوس قید کے جو روایت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ مین آئی

مثامین اصحاب تسلیم علی غنی فرما دی تحقیق کا اس امر میں طور پر کہ بعضے فضلای متاخرین کی ہو
یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کے دو نوع ہیں ایک یہ کہ مقصود سلام بھیجنے
والے کا سلام بھیجنے سے دعا اور سوال ہے اثبات کا کہ حضرت حق تعالی و تقدس حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمائی آمین وہ سلام خواہ بلفظ خطاب ہو خواہ
بصیغہ غیب اور خواہ قائل اوسکا حاضر درگاہ عالم پناہ ہو خواہ غائب اگرچہ چنانچہ سے کہے
اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ یا کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اس نوع کو بعضے علما انبیا
علیہم الصلوۃ والسلام ہی کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور اسکا اطلاق اوروں پر منع کرتے
ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ اوروں پر حضرت کے طفیل و تبعیت میں ہو تو کیا مضائقہ ہے اور دوسری
نوع یہ ہے کہ مقصود اوس سے تحیت اور اکرام ہے کہ زائر قبر شریف پر حاضر ہو کر کہے جیسا
کوئی کسی کی مجلس میں داخل ہونے والا اہل مجلس پر سلام کہے اس نوع کو کسی نے حضرت
ہی کے ساتھ خاص نہیں کیا بلکہ سلام بحکم شریعت غرّا واجب کرتا ہے جواب کو وسلام کو مسلمانوں
پر خواہ بے واسطہ ہو بالمشافہہ خواہ بواسطہ قاصد ہو اور شارع علیہ الصلوۃ والسلام اس
واجب کے ادا کرنے کی رعایت میں احق و اولی ہیں سارے عالم سے اور اگرچہ یہ حکم
یعنی رد سلام پہلی نوع میں بھی ثابت ہو تو بعید نہیں اور دوسری نوع پہلی نوع سے ممتاز
ہو تو ثبوت شرف قرب اور تشریف مخاطبت میں اور وہ جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حق سبحانہ
و تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جو کوئی شخص تمہاری امت سے ایکبار
تیرے سلام بھیجے میں اوسپر دس بار سلام بھیجوں ظاہر یہ ہے کہ اثبات کو مخصوص پہلی نوع کے
ساتھ کریں جیسا کہ علما نے کہا ہے اور نسائی باسناد صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالی و تقدس نے
ایک ایسے فرشتے پیدا کیے ہیں کہ زمین پر پھرا کرتے ہیں اور سلام میری امت کا مجھے
پہونچاتے ہیں یہ غائب کے حق میں ارشاد ہوا ہے اور جو اوس آستانہ شریف پر حاضر ہے
اوسکے باب میں دو حدیثیں آئی ہیں ایک اثبات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت علیہ الصلوۃ
والسلام اوسکا سلام سنتے ہیں اور آپ بنفس نفیس اوسکے جواب سلام کے متکفل ہوتے ہیں

چنانچہ یہ معنی حدیث سے سمجھا گیا اور بھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یون مروی ہے کہ
مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ قَبْرِیْ رَدَدْتُ عَلَیْہِ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ مَکَانٍ اٰخَرَ بَلَّغُوْنِیْہِ اور
دوسری حدیث وہ ہے جو دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اس حالت مین بھی یعنی حضور ری
کے ساتھہ بھی ایک فرشتہ موکل ہے کہ اوسکا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچاتا ہے
اور جواب سلام آپکی طرف سے دینے کا متکفل ہوتا ہے روایت ہے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَا مِنْ عَبْدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ
اِلَّا وَکَّلَ اللّٰہُ بِہَا مَلَکًا یُبَلِّغُنِیْ وَکُفِیَ اَمْرَ اٰخِرَتِہٖ وَدُنْیَاہُ وَکُنْتُ لَہٗ شَہِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
اور وجہ موافقت کی ان دونون حدیثون مین واللہ اعلم یہ ہوسکتی ہے کہ سنت الٰہی عز اسمہ
اسباب پر جاری ہو کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک فرشتہ موکل ہو کہ بندون کی
تسلیمات حضور مین پہونچاتا ہو جیسا بادشاہون کے دربار مین ہوا کرتا ہے اور باوجود اسکے
بعضے خاص بندون کو خود بنفس نفیس بھی جواب سلام و کلام سے مشرف فرماتے ہون
تُبٰا لَہُمْ سَعَادَۃٌ مَنْ نَالَ بِذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ مصرع سب تمہین
چاہتے ہین تم چاہو جسے پس کسکو ہو اور عبد الحق کہ اکابر ائمہ حدیث سے ہین احکام صغریٰ
مین باسناد صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی ایسا شخص نہین کہ اپنے بھائی مسلمان کے قبر کیطرف
سے ہو نکلے اور دنیا مین اوسکو پہچانتا ہو اور اوسپر سلام کرے مگر یہ کہ بھائی اوسکا یعنی صاحب
قبر اوسکو پہچان لیتا ہے اور اوسکو جواب سلام دیتا ہے اور ابن عبد البر نے اس حدیث کی
روایت کی ہے اور اسکو صحیح ٹھہرایا ہے چنانچہ ابن تیمیہ نے نقل کیا ہے تھوڑا سا الفاظ مین
تفاوت کے ساتھہ اور بھی امام عبد الحق کتاب عاقبت مین حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کرتے ہین کہ مَا مِنْ رَجُلٍ یَزُوْرُ قَبْرَ اَخِیْہِ فَیَجْلِسُ عِنْدَہٗ اِلَّا اسْتَاْنَسَ بِہٖ حَتّٰی یَقُوْمَ
اور ابن ابی الدنیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ اگر کوئی اپنے آشنا کی
قبر کیطرف سے گذرے تو وہ آشنا اوسکو پہچان لیتا ہے اور اگر یہ سلام اوسپر کرے تو وہ جواب
دیتا ہے بعضو دی کہتے ہین کہ اس باب مین احادیث بہت سے وارد ہوئے ہین اور کئے ہین

جب یہ بات امتیون اور عامۂ مومنین مین پائی جائے تو سید الاولین والآخرین وصفوۃ المتقین
وامام الانبیا والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کیونکر نہ پائی جائے گی باز ری توثیق عرى
الایمان مین سلیمان بن سحیم سے نقل کرتے ہین کہ اونھون نے کہا ہے کہ مین نے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ جو آپ
کی زیارت کو حاضر ہوتے ہین اور آپ پر سلام بھیجتے ہین آپ انکا سلام سنتے ہین فرمایا نَعَمْ وَاَرُدُّ
عَلَیْہِمْ یعنی ہان سنتا ہون اور اونکے سلام کا جواب دیتا ہون اور ابن نجار ابراہیم بن بشار
سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ ایک سال مین نے حج کیا اور حضرت سید المرسلین
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے مدینہ طیبہ مین حاضر ہوا جب مین قبر شریف
کے پاس پہونچا اور مین نے سلام کیا تو اندر سے آواز آئی وَعَلَیْکَ السَّلَامُ مثل
اسکے اور قصص بھی اولیاے کرام وصلحاے امت سے بہت منقول ہین اور باتفاق علما کے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین بعد وفات کے کچھ شبہہ نہین ہے اور اسی طرح سارے
انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبر شریف مین بحیات کامل تر اور بتحقیق تر حیات شہدا سے جسکی خبر
اللہ تعالی قرآن مجید مین دیتا ہے زندہ ہین اور کیونکر نہو حال یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سید الشہدا ہین اور اعمال شہدا کے آپ کی میزان مین ہین اور آپ نے فرمایا ہے
عِلْمِی بَعْدَ وَفَاتِی کَعِلْمِی فِی حَیَاتِی روایت کیا اسکو حافظ منذری نے اور ابن عدی نے کامل مین
اور ابو یعلی بنقل ثقات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت
سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِی قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ
اور بیہقی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین اور اوسکی تصحیح کرتے ہین
کہ اَلْاَنْبِیَاءُ لَا یُتْرَکُوْنَ فِی قُبُوْرِهِمْ بَعْدَ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً وَلٰکِنَّهُمْ یُصَلُّوْنَ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ
حَتّٰی یُنْفَخَ فِی الصُّوْرِ بیہقی کہتے ہین کہ اگر یہ صحت کو پہونچے کہ لفظ حدیث کے یہی ہین تو مراد یہ ہے
کہ حیات انبیا علیہم السلام کی قبور مین ہمیشہ ہے ولیکن چالیس رات کی مدت مین اونکو نماز وغیرہ
کی طاقت نہین ملتی اور بھی بیہقی کہتے ہین انبیا علیہم السلام کی حیات پر دلائل احادیث صحیحہ
سے بہت ہین بعد اوسکے ذکر کی وہ حدیث جسکا مضمون یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت

ف یعنی بعد انتقال [illegible] کی حالت حیات مین [illegible] ۱۲

ف یعنی انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبرون مین زندہ ہین اور نماز پڑھتے ہین ۱۲

ف یعنی انبیا علیہم السلام اپنی قبرون مین چالیس رات [illegible] اور یہ بات [illegible] ۱۲

موسیٰ علیہ السلام کی قبر شریف کی طرف سے گذرے اور آپ نے اونکو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا
اور سوا اسکے اور احادیث بھی ذکر کین ہین جنسے آپ کا ملاقات کرنا انبیا علیہم السلام کے ساتھہ
اور ساتھہ اونکے ملکر آپ کا نماز پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور بیہقی کہتے ہین کہ ان سب حدیثون کی بنا
اس بات پر ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ انبیا علیہم السلام پر بعد اونکی موت کے ارواح شریفہ کو پھیر دیگا
اور مثل شہیدون کے خداے تعالیٰ کے سامنے زندہ ہین اور بعد اوسکے صاعقہ نفخہ اولیٰ بحکم نص
فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ان حضرات مین بھی راہ پاوے گا اور لازم نہین آتا
کہ وہ بھی ہر طرح پر موت ہے مگر اس معنی کر کہ اوس حالت مین شعور جاتا رہے گا اور بعضے کہتے
ہین کہ اللہ تعالیٰ وتقدس نے شہدا کو اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ کی قید لگا کر اورون سے چھانٹ لیا
اور بھی بیہقی کہتے ہین کہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ سارے دنون سے افضل جمعے کا دن ہے اوس
دن تم لوگ مجھپر بہت سا درود بھیجا کرو اسواسطے کہ اوس دن تمھارا درود مجھپر عرض کیا جاتا ہے
صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے صلوات آپ پر کیونکر عرض کیے جائینگے
اور حال یہ کہ آپ بوسیدہ ہو گئے ہونگے فرمایا حق تعالیٰ نے زمین پر نبیون کا بدن کھانا حرام
کر دیا ہے اور بزار بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھہ فرشتے ہین سیر کرنے والے زمین
مین کہ میری امت کے اعمال مجھے پہونچاتے ہین اور فرمایا کہ میرا وفات فرمانا بہتر ہے تمھارے
واسطے اسواسطے کہ تمھارے اعمال میرے سامنے عرض کیے جائینگے اگر بہتر ہونگے
تو مین اوسپر خداے تعالیٰ کا شکر کرونگا اور اگر بد اعمال دیکھونگا تو تمھارے حق مین طلب
مغفرت کرونگا استاد منصور بغدادی کہتے ہین کہ محققین متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین بعد وفات کے اور خوش ہوتے ہین طاعت امت سے اور انبیا علیہم
السلام کے ابدان شریفہ بوسیدہ نہین ہوتے قبر مین اور بیہقی کتاب الاعتقاد مین کہتے ہین کہ انبیا
علیہم السلام کی ارواح شریفہ بعد قبض کر لینے کے اونکی طرف پھیردی جاتی ہین اور شہیدون
کی طرح سے خدا کے سامنے زندہ ہین اسواسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج مین
ایک جماعت انبیا علیہم السلام کے ساتھہ اکٹھا ہوئی اور ان سے ملاقات کی اور صحابہ نے

کہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مال چھوٹا تھا وہ آپ ہی کی ملک مین باقی ہا جیسا کہ حالت
حیات مین تھا ورثا کی طرف منتقل نہین ہوا جیسا کہ اور اموات کا مال منتقل ہو جاتا ہے اور سبیل اوسکی
یہ ہے کہ آپ کے اہل و عیال پر انفاق کر دیا جاوے بغیر اعتبار کرنے اوس تقسیم کے جو میراث
مین ہوا کرتی ہے اور اسبات کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے شمار کیا ہے
اور امام الحرمین نے اس قول کی تصحیح کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
سیرت کے موافق ہے انتہی اور ان ائمہ اعلام کے کلام سے نکلتا ہے کہ احکام دنیا بھی ثابت
ہین پس انبیا علیہم السلام کی حیات شہدا سے اتم و اکمل و اخص ہوئی چنانچہ مذہب مختار و
منصور ہے تو جیسا کہ ظاہر کلام بیہقی مواضع مین اسبات کیطرف ناظر ہے کہ حیات انبیا علیہم
السلام مثل حیات شہدا ہے بلکہ مراد بیہقی کی فقط تشبیہ ہے اصل حیات مین اور اوٹھا دینے
استبعاد مین نہ ساری خصوصیات مین پس وارد نہوگی وہ جو یہان پر بعضے علما نے
نزاع کی ہے اور کہا ہے کہ اگر مراد اس حیات سے وہ حیات ہے کہ حق سبحانہ و تعالی نے
شہدا کے واسطے ٹھہرا کر فرمایا ہے بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ تو صحیح ہے لیکن اسبات مین نزاع
لیکا نہین ہے کہ شہیدون پر موت کے احکام مثل منقطع ہو جانے ملک وغیرہ کے جاری ہوتے
ہین اور کہا ہے اسنے بعضے نے کہ امام سے تعجب ہے کہ آپ ہی کہتے ہین مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
عَنْ تِسْعِ النِّسْوَةِ وَمَاتَ وَھُوَ رَاضٍ مِنَ الْعَشَرَةِ اور نسبت موت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف
کرتے ہین پھر آپ ہی حیات کس طرح ثابت کرتے ہین اور زرکشی کہتے ہین کہ کچھ تعجب کی بات
نہین ہے مَاتَ فَاَحْیَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور شہرستانی نہایۃ المرام مین امام الحرمین سے نقل کرتے ہین
کہ فرمایا اونھون نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین اور جو لوگ آپ پر صلوۃ و سلام بھیجتے
ہین آپ اونکو سنتے ہین اور سبکی شفاء الاسقام مین کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت استمراری
کی نہین ہے اور حق سبحانہ و تعالی نے آپ کو بعد چکھانے لذت موت کے اور جاری فرمانے
طریقہ امانت کے زندہ فرمایا اور انتقال ملک وغیرہ مشروط ہے اوس موت سے جو ہمیشگی کی ہو
اور یہ حیات شہیدون کی حیات سے اعلی اور اکمل ہے اور ثبوت اسکا روح کے واسطے بے اشتباہ
ہے اور لیکن بدن پس احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ انبیا علیہم السلام کے بدن بوسیدہ نہین ہوتی

اور روح کا پھر آنا بدن کیطرف تو ثابت ہے سارے اموات کے واسطے اس میں شہید ہوں کہ
غیر شہید کلام فقط روح کے پھر آنے کے بعد باقی رہنے میں ہے اس طرح پر کہ بدن اوس سے
زندہ ہو جاتا ہے جیسے دنیا میں زندہ تھا یا بدن بے روح کے زندہ رہتا ہے اور یہ بات کچھ خدا
تعالی کی قدرت سے بعید نہیں اسواسطے کہ زندگی کا ملازم ہونا روح کے ساتھ اہل سنت و جماعت کے
نزدیک ایک امر عادی ہے کچھ عقلی نہیں عقل کے نزدیک وہ جائز ہے پس اگر اس پر کوئی دلیل صحیح
کو پہونچے تو اسکا اعتقاد واجب ہو جائیگا اور ایک گروہ علما اسکے قائل ہوئے ہیں اور اوسکو
ثابت کیا ہے اور نماز پڑھنا موسی علیہ السلام کا قبر میں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اسکا مثبت ہے
اسواسطے کہ نماز پڑھنا بغیر بدن کے نہیں ہوتا اور اسی طرح وہ صفات جو شب معراج میں مذکور
ہوئے اور انبیا علیہم السلام کیطرف منسوب ہیں وہ سب صفات اجسام ہیں اتنی جاننا چاہیے
کہ سارے اہل سنت و جماعت کو اسبات کا اعتقاد ہے کہ سارے اموات کو عموماً اور انبیا علیہم
السلام کو خصوصاً ادراکات مثل علم و سمع کے ثابت ہیں اور ہمکو یقین ہے اسبات کا کہ مردہ قبر میں
پھر زندہ ہوتا ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے اور کوئی حدیث اسبات میں وارد نہیں ہوئی
کہ بعد زندہ ہو جانے کے پھر دوسری دفعہ قبر میں مر جاتا ہے بلکہ نعیم قبر اور عذاب قبر کو تمام
قیامت تک ادراک کرتا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ ادراک کرنا بشرط حیات ہے لیکن کفایت کرتی ہے
حیات کسی ایک جزو میں اوسکے اجزا سے اس طرح پر کہ جس سے اوسکا جثہ قائم نہو جیسا کہ دنیا
میں قائم تھا لیکن ان دلیلوں سے جو حیات انبیا علیہم السلام پر دلالت کرتی ہیں اونکے ابدان
شریف کی حیات ثابت ہوتی ہے جسطرح پر دنیا میں تھی مگر اتنا فرق ہے کہ حیات دنیاوی
مقتضی غذا ہے اور اس حیات میں غذا کی طرف احتیاج نہیں اور حق تعالی قادر ہے کہ
جس طرح دنیا میں بدن کو کھانے پینے کے ساتھ زندہ رکھتا ہے وہاں بغیر کھانے پینے زندہ
رکھے اور ایسے بعضے کیفیات بدن میں پیدا کر دے کہ جسکی جہت سے غذا کیطرف احتیاج اور
التفات نہو چنانچہ دنیا میں بھی بعضی احوال میں کسی غم یا کسی خوشی کے لاحق ہونے سے
کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مدتوں آدمی کو کھانے پینے کیطرف التفات نہیں ہوتا اور حاجت نہیں
پڑتی اور اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ حیات کھانے پینے سے ہوتی ہے تو دلیل حصر نہیں جائز

ہے کہ اللہ تعالی نے جیسا کھانے پینے کو حیات کا سبب ٹھہرایا ہے اسی طرح اور اسباب بھی اوسکے پاس ہون کہ جن پر بقای ابدان منوط ہوا ہو اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور قدوۃ المحققین کمال الدین بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ مسایرہ فرماتے ہین کہ بعد اتفاق کرنے اہل حق کے اسبات پر کہ قبر مین روح اس مقدار اعادہ کرتی ہے کہ جس سے مردہ نعیم و عذاب کو قبر مین ادراک کرسکتا ہے بہت سے اشاعرہ اور حنفیہ نے روح کے اعادہ مین تردد کیا ہے کہتے ہین کہ روح اور حیات مین کچھہ ملازمہ نہین کہ بغیر روح کے حیات ہو نہین سکتی اللہ تعالی قادر ہے کہ بدن کو بغیر روح کے زندہ رکھے اور یہ جو دنیا مین معاین ہے کہ بقاے حیات روح سے ہوتی ہے یہ ایک امر عادی ہے کچھہ عقلی نہین پس بعضے علماے حنفیہ قائل ہوئے ہین ساتھہ وضع روح کے جسد مین اور بعضے قائل ہین کہ اتصال روح مٹی کے ساتھہ ہوتا ہے اور روح و مٹی دونون الم پاتے ہین انتہی

فصل جاننا چاہیے کہ حیات انبیا علیہم السلام اور ترتب آثار حیات مین کسی عالم کا خلاف نہین ہے مگر اسمین البتہ بعضے علما کا خلاف ہے کہ وہ حضرات علیہم السلام زندہ اپنی قبرون مین ہین ٹھہرے رہتے ہین یا اونکو کہین اور لیجاتے ہین شیخ علاء الدین قونوی کہ محققین علماے شافعیہ سے ہین کہتے ہین کہ اسباب مین جو کچھہ مجھپر ظاہر ہوا ہے یہ ہے کہ اعتقاد موجود اور زندہ رہنے انبیا علیہم السلام کا قبرون مین ویسی حیات سے جو وفات سے پہلے ثابت تھی کچھہ قطعی مسئلہ نہین ہے کہ اسمین دلیل ظنی پر اکتفا ہو مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ اون حضرات کی اپنی حیات زائل ہو گئی اب اوسی حیات کے عود کرنے کے اثبات پر دلیل قطعی درکار ہے تاکہ اعتقاد اسبات پر راسخ ہوا ور ساتھہ اسکے کہ ہم اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ حضرات علیہم السلام اللہ تعالی کے پاس زندہ ہین ایسی حیات سے جو اس حیات متعارف سے اکمل و اشرف و اعلی ہے اور ہم اعتقاد رکھتے ہین کہ حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ساتھہ رفیق الاعلی کے سموات علا مین موجود ہین اور یہ حالت افضل و اکمل ہے اوس سے کہ قبر شریف مین ٹھہرے رہین اگرچہ حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ مومن کی قبر مین جہان تک نگاہ جاتی ہے وہان تک وسعت اور فسحت کر دیتے ہین چہ جا قبر شریف سید اہل اصطفا و سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ کہان تک وسعت ہو گی لیکن آپکا رہنا قبر شریف سے جنت اعلی مین جسکا عرض سموات و ارض اکمل و اعلی ہے ساتھہ اسکے کہ

حدیث شریف مین آیا ہے کہ انبیا علیہم السّلام چالیس روز سے زیادہ اپنی قبرون مین چھوڑے نہین جاتے
اپنے پروردگار کے سامنے نماز پڑھتے ہین صور پھنکنے تک اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ
مین اپنے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہون اسبات سے کہ مجھے بعد تین روز کے قبر مین چھوڑ دے
پس قطعیت انبیا علیہم السّلام کی قبور شریفہ مین زندہ موجود رہین گے جیسا کہ پہلے وفات کے
تھے متعذر ہے اور مگر نماز پڑھنا موسیٰ علیہ السّلام کا اپنی قبر شریف مین ہمیشہ قبر مین رہنے پر دلالت
نہین کرتا اور کیونکر دلالت کرے اور حال آنکہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے شب معراج مین حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ مع اور انبیا علیہم السّلام کے آسمانون پر
ملاقات کی پس وجہ توفیق درمیان ان دونون کے یہ ہے کہ یہ حضرات باوجود اسکے کہ آسمانون پر
رہتے ہین مگر کبھی کبھی اور جگہ بھی تشریف لیجاتے ہین خواہ قبر ہو خواہ کوئی اور مقام اور اس
جگہ سے لازم نہین آتا کہ قبرون مین ہمیشہ رہتے ہین یہ کلام ہے قونوی کا اس سے صریح
یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قونوی کو انبیا علیہم السّلام کے زندہ قبرون مین موجود رہنے مین تردد ہے
لیکن اصل مدعی مین کہ ثبوت حیات ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ گفتگو نہین اس جہت سے
کہ یہ دلیل قطعی سے ثابت ہے چنانچہ خود قونوی بعد اس کلام کے کہتے ہین کہ مگر دوسری قسم
کی حیات کے اثبات مین جو حیات متعارفہ کی مغائر ہے اور کھانے پینے پر موقوف نہین کسیطرح
کی نزاع اور تردد نہین ہے پس ثابت ہوا کہ خلاف فقط اسبات مین ہے کہ ابدان شریفہ انبیا
علیہم السّلام کے قبور شریفہ مین ویسی زندگی کے ساتھ جو وفات فرمانے سے پہلے دنیا مین
حاصل تھی دوام و استمرار کے ساتھ ہین یا نہین یہان پر ایک گفتگو ہے اگر کان رکھکر سنین تو شاید
محل قبول مین پہونچے وہ یہ کہ بعد ثابت ہونے اصل حیات کی دلیل قطعی سے استمرار اور عدم استمرار
مین جانبین سے کسی کی دلیل قوی نہین جو کہتے ہین کہ ابدان شریفہ انبیا علیہم السّلام کے
ہمیشہ قبور مین نہین رہتے انکی دلیل یہ دو حدیثین ہین ایک اَلْاَنْبِیَاءُ لَا یُتْرَکُوْنَ اور دوسری
وَاَنَا اَکْرَمُ عَلٰی رَبِّیْ الخ اور جو قائل ہین ہمیشہ قبور مین رہنے کے انکی دلیل بھی دو حدیثین
ہین ایک اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِہِمْ یُصَلُّوْنَ اور دوسری وہ حدیث جس مین موسیٰ علیہ السّلام
نماز پڑھتے دیکھا جانا مذکور ہے اور یہ قاعدہ مقررہ ہے اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا اور کچھ شک نہین

کہ اجساد انبیاء علیہم السلام کا قبور مین رکھا جانا معاین اور مشاہد ہے اور اصل باقی رہنا ہو اپنے حال پر اور نہ منتقل ہونا جبتک کہ کوئی دلیل قطعی اوسکے خلاف پر قائم نہو اور حقیقت مین قائم نہین ہے پس ثابت ہوا کہ جس حیات کی کیفیت ثابت ہوئی ہو وہ قبور مین ہوگی نہ سموات مین واللہ اعلم اور محققین اہل حدیث اور شراح اوسکے اسبات پر ہین کہ حدیث الانبیاء لا یترکون اور ایسے ہی انا اکرم علی ربی الی آخرہا صحت کو نہین پہونچی ہین اور ثابت نہین ہوئین اور ان حدیثون کی روایت کرنے والون مین کوئی ایسا ہو کہ سوء حفظ وغیرہ سے مطعون ہو اور اگر یہ حدیثین صحیح ہون تو تاویل اوسکی یہ ہو کہ مراد ترک سے بے شغل رہنا ہی عبادت سے اور بعد گذر جانے مدت کے بھی قبر ہی مین مشغول نماز و طاعت حق تعالی و تقدس ہین بلکہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل مین آیا ہو کہ کوئی پیغمبر ایسا نہین کہ بعد تین روز کے اپنی قبر سے اوٹھایا نہ جاسے سوا میرے کہ مین نے اپنے پروردگار تعالی سے اپنی امت مین قیام قیامت تک رہنا مانگ لیا ہو تاکہ میری امت بحکم مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ نزول بلا و عذاب سے محفوظ رہے اور بموجب سیاق اس حدیث کے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ استمرار و ہمیشگی قبر مین تحقیقیہ حیات حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اور سارے انبیا علیہم السلام کو اصل حیات عند اللہ تعالی ثابت ہے جسپر سب کا اتفاق ہے واللہ اعلم روایت کرتے ہین کہ جب مفسدون نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تو بعضے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اونکے حضور مین عرض کیا کہ ہم لوگون کے نزدیک مصلحت یہ ہے کہ آپ اہل شام سے جا ملیے تاکہ اس بلا سے آپ کو نجات ہو فرمایا کہ مین ہرگز روا نرکھون اسبات کو کہ اپنے دار الہجرت سے جدائی اختیار کرون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے کو چھوڑ دون اور قضیہ سعید بن مسیب کا ایام واقعہ حرہ مین حجرۂ مبارک سے اذان کا تین روز تک سننا مشہور ہے مگر وہ جو قونوی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہشت برین مین تشریف رکھنے کو ترجیح دی ہو آپکے ہمیشہ رہنے پر قبر مین اوسکا جواب یہ ہو کہ جب ایک ایک ادنی مومن کی قبر ایک باغچہ ہی باغچون جنت سے ہے تو ضرور ہے کہ قبر شریف حضرت سید الاولین و سید الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ریاض جنت ہوگی اور یہ بھی ہو سکتا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو قبر شریف ہی مین تصرف و نفوذ سے ایک ایسی حالت ہو کہ آسمان و زمین و جنت سے حجاب
اوٹھ گیا ہو بغیر اسباب کے کہ آپ ان سے نقل فرما دین اسواسطے کہ آخرت اور برزخ کے
احوال دنیا کے احوال پر قیاس نہین کیے جاسکتے اور وہ جو اون دو باتون کی تطبیق مین ایک
حضرت موسی علیہ السلام کا قبر مین نماز پڑھنا دوسرے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا
ملاقات کرنا اونکے ساتھ آسمانون مین تورپشتی نے کہا ہے کہ انبیا علیہم السلام باوجود اسکے
کہ اونکا ٹھہراؤ آسمانون مین ہے کبھی اپنی قبرون کیطرف بھی نزول فرماتے ہین تو وہ شخص جو اونکے استقرار
کا قبور مین دعوی کرتا ہی اسکے عکس کیطرف جاتا ہے اور کہتا ہے کہ باوجود اونکے قائم رہنے کے
اپنے قبور شریفہ مین بعضے اوقات قوت نفوذی سے کہ اوس عالم مین اونکو عنایت کی گئی ہے
سموات پر بھی عروج فرماتے ہین یا کہہ سکتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیا
علیہم السلام کو قبرون مین اپنے مرور کی وقت آسمانون سے دیکھا جس ترتیب سے کہ مذکور ہے
تو اس صورت مین حال فاعل سے ہے نہ مفعول سے پس استقرار آسمانون مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی صفت ہے نہ صفت انبیا علیہم السلام کی اگرچہ یہ تاویل خلاف ظاہر ہے اور شیخ ابن ابی جمرہ کہتے
ہین کہ دیکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیا علیہم السلام کو سموات مین کئی وجہ کا
احتمال رکھتا ہے اول یہ کہ اونکو اونکی قبرون مین آسمانون پر سے دیکھا ہو اور جائز ہے کہ حضرت
حق تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کی قوت بصری عنایت فرمائی ہو مثال اِس
اوسکے جو آپ نے فرمایا ہے کہ رَأَیْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فِیْ عَرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ یہ دو طرح کا
احتمال رکھتا ہے ایک تو یہ کہ جنت و نار کو اسی جگہ سے ملاحظہ فرمایا ہو جیسا کہ کوئی کہے کہ
رَأَیْتُ الْهِلَالَ فِیْ مَنْزِلِیْ مِنَ الطَّاقِ تو مراد موضع طاق ہے دوسری یہ کہ صورت جنت
و نار کو اللہ تعالی نے عرض حائط مین متمثل کی ہو اور قدرت دونون کی صلاحیت رکھتی ہے
دوسری وجہ یہ کہ جائز ہے کہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے آسمانون مین انبیا علیہم السلام کے
اجساد کو نہ دیکھا ہو بلکہ اونکی ارواح شریفہ کو دیکھا ہو اونہین کی صورتون مین تیسری وجہ یہ کہ
قادر مطلق جل و علا شانہ اوس رات کو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و اجلال کے واسطے
انبیا علیہم السلام کو قبرون سے اوٹھا کر آسمانون پر لے گیا ہو تا کہ اونکی حیثیت سے حضرت کو

بشارت واس حاصل ہوا کوئی اور امر مشکور ہو کہ اوسپر اطلاع دین یہ ساری تحقیق
ان مین سے کسی ایک کو دوسری پر رجحان نہین اور قدرت کاملہ کی صلاحیت
انتہی اور جو کچھ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود با وجود سے قبر شریف مین اد
کرتا ہے ازانجملہ اوسکے واقعہ سلطان سعید نور الدین شہید ہے کہ تین بار خواب مین دیکھا
ہوا یعنی سلطان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات مین تین بار خواب مین دیکھنا
سلطان سے کہ ان دو نصرانی کے شر سے مجھے بچا اور پہونچنا سلطان کا ایک ہزار دن مین
مدینہ طیبہ مین اور اون دونون ملعونون کو پکڑنا اور قتل کر کے اونکو جلوا دینا اوسکے بعد حجرہ شریفہ
کے گرد خندق کھدوا کر سیسا گلوا کر اوسکو بھرا دینا چنانچہ تفصیل اسکی بیان فضائل مسجد مین ذکر ہوچکی
ہے اور اس قصے کو سارے مورخین مدینہ طیبہ نے ذکر کیا ہے اور اسکی تصحیح کی ہے اور اون مورخین
مین ہر ایک ہے سب علماے مشہورین داخل ہین جیسے شیخ جمال الدین مطری اور مجد الدین فیروزآبادی
او مثال اسکے علماے اعلام سے اور امام عبد اللہ یافعی لکھتے ہین کہ بعضے علماے اہلسنت نے
کہا ہے کہ سلطان نور الدین شمار کیا گیا ہے چالیس اولیا مین سے اور نائب اوسکا صلاح الدین
تین سو مین سے اور ابن اثیر کہتے ہین کہ مین نے تواریخ ملوک کو تتبع کر کے دیکھا تو بعد
خلفاے راشدین اور عمر بن عبد العزیز کے کوئی بادشاہ نور الدین سے برابر نیک سیرت
نہین پایا اور مجکو عجب ہے کہ اوسکے ترجمے مین اس قصہ مشہورہ کو ذکر نہین کیا واللہ اعلم
بعد اسکے جاننا چاہیے کہ علامہ قونوی بعد اسکے کہتے ہین کہ یہ گمان نکرنا چاہیے کہ انتقال سے
تعلق انبیا علیہم السلام کا قبور کیطرف سے بالکل منقطع اور مرتفع ہوگیا ہے بلکہ درمیان ان کے
اونکے قبور شریفہ کے ایک ایسا علاقہ خاصہ مستمرہ ثابت ہے کہ دوسری جگہہ مین ثابت نہین
اسی طرح درمیان سارے قبور مومنین اور ارواح مومنین کے ایک نسبت خاص مستمر ہے
کہ جسکی جہت سے اپنے زائرین کو پہچان لیتے ہین اور جواب سلام دیتے ہین اور دلیل اسکی
یہ ہے کہ سارے اوقات مین زیارت کا استحباب آیا ہے بعد اسکے بہت سے احادیث
اس باب مین نقل کر کے کہتے ہین کہ یہ سب احادیث دلالت کرتی ہین اسبات پر کہ حضرت کو
ادراک سماع حاصل ہے اور اسمین شک نہین کہ سمع ایک ایسی صفت ہے کہ مشروط ہے

حیات کے ساتھ پس سچا مُردے زندہ ہین لیکن زندگی اونکی حیات شہداسے مرتبے مین کم ہے
اور حیات شہداسے حیات انبیا علیہم السلام کی کامل تر ہے اور تحقیق اسباب مین کہ مختار جمہور
علماسے وہی ہے جو تاج الدین سبکی سے نقل کیا ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ
فصل چونکہ اس مطلب کی تحقیق مین بیان بسط و تفصیل کا اتفاق ہوا تو بعضے مباحث کیطرف
جو اس مطلب سے متعلق ہین اشارہ کرنا بھی مناسب نظر آیا کہ اس مطلب کی تکمیل و تتمیم کا
موجب ہوگا وَمِنَ اللّٰہِ التَّوْفِیْقُ **بحث اول حدیث** اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ مین اشکال
مشہور ہے وہ یہ ہے کہ یہ عبارت یعنی پھر آنا روح مبارک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن شریف مین
رد سلام کے واسطے کسی ایک امتی کے سلام کرنے کے وقت دلالت کرتی ہے اسبات پر
کہ آپ کی حیات دائم اور ہمیشگی کے ساتھ نہین ہے اسواسطے کہ اگر آپ کی حیات دائم اور مستمر ہو
تو سلام کے وقت پھر آنے روح مبارک کے کچھ معنی نہون گے کیونکہ معنی تو اوسکے یہی ہین
کہ سلام کے وقت پھر آنا روح مبارک کا حادث ہوتا ہے کہ ساتھ اوسکے رد سلام کرتے ہین
اور جواب اس اشکال کا علما نے بہت سی وجہون سے بیان کیا ہے ایک وجہ یہ کہ معنی
حدیث کے یہ ہین کہ حق تعالی وتقدس پھیر لایا ہے میری روح کو مجھپر کہ مین رد سلام کرتا ہون
مگر اس وجہ مین بعض طالب علمون کو بسبب رعایت کرنے قواعد نحویہ کے گفتگو ہے کہتے ہین
کہ حاصل اوسکا لزوم اقتران حال ہے زمان فعل کے ساتھ اسواسطے کہ وہ کلام چاہتا ہے
اسبات کو کہ رد سلام اور اعادہ آپ کی روح کا امتی کے سلام کے وقت سے مقارن ہو
نہ پہلے اوسکے وفیہ مافیہ دوسری وجہ یہ کہ رد روح سے مراد روح کا پھیرنا نہین ہے بلکہ عبارت
ہے روح اقدس واطہر واعطر کے متوجہ ہونے اس عالم کیطرف شہود حق تعالی ومشاہدہ ملاء اعلی
کیطرف سے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ کلام خطاب ہے اہل ظاہر کے فہم کے مقدار پر
کہ پہچانا نامُردون کا بغیر پھر آنے روح کے ممکن ومتصور نہین ہوتا اور خلاصہ کلام کا کتابہ ہے
سننے سے اور جواب اس اشکال کا بوجہ اتم واکمل باین طور ہے کہ اگر رد روح کا ظاہر معنی پر
حمل کرین تو بھی لازم آتا ہے کہ قالب شریف مین بقای روح شریف دائم ومستمر ہو اسواسطے
کہ جب پہلے کسی امتی کے سلام کے وقت روح مبارک قالب شریف کیطرف جواب سلام

دینے کو پھیر لائی گئی تو پھر دوبارہ قبض ہو جانے کا اعتقاد بغیر دلیل کے ثابت نہوگا ورنہ لازم آئیگا کہ بے حساب موتیں طاری ہون اور اسبات کا کوئی قائل نہین اور کوئی عاقل اسکا التزام نکرے گا اسواسطے کہ یہ ایک نوع تعذیب ہے ساتھ اسکے کہ کوئی ساعت ایسی نہین ہے کہ ایک امتی آپکا آپ پر سلام نہ بھیجتا ہو پس لازم آئیگا دوام حیات اور دوام رد سلام اور شیخ مجدالدین شیرازی کہتے ہین کہ حدیث شریف مین اگر ردّ روحی فی باقی جسدی وارد ہوتا تو البتہ ہمیشہ زندہ نرہنے کا توہم ہوتا اور یہ تو وارد نہین ہوا بلکہ وارد ہوا ہے علیّ روحی بحرف استعلا وہ دلیل ہے ثبوت ہویّت و انانیت و ورود و نزول پر پس گویا کہ روح عبارت ہے کسی خاص وضع کے پیدا ہونے سے ساتھ اصل وجود حیات کے فلیفہم بحث دوسری کہتے ہین کہ اسکے معانی کیا ہین کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا ایسے ہی اور انبیا کو شب معراج مین اور حضرت موسیٰ و حضرت یونس علیہما السّلام کو حج کے واسطے آتے دیکھا اور لبیک پکارتے چنانچہ دوسری حدیث مین وارد ہوا ہے کہ گویا مین موسیٰ کو دیکھ رہا ہون کہ ثنیہ سے اترا ہے اور لبیک کہتا ہے اور اسی طرح فرمایا کہ گویا کہ مین دیکھ رہا ہون کہ یونس لبیک کہہ رہا ہے اور حالانکہ نماز و حج وغیرہما من العبادات اعمال دنیا سے ہین جو تکلیف و امتحان کا گھر ہے اور دار آخرت مین کسی قسم کی تکلیف و امر و نہی نہین ہے علمانے اس سوال کے جواب بھی چند وجہ سے دیے ہین اوّل یہ کہ یہان صلوٰۃ بمعنی ذکر اور دعا کے ہے اور ذکر و دعا اعمال آخرت سے ہے دوسری یہ کہ انبیا علیہم السّلام افضل ہین شہدا سے اور شہدا زندہ ہین خدا کے پاس پس اب حج و نماز کرنا انکا کچھ بعید نہین تیسری یہ کہ یہ انبیا علیہم السّلام کے حالات زندگی کے وقت کے ہین جو حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دکھائے گئے اسی واسطے آپ نے ارشاد فرمایا وکانّی انظر الی یونس اور بعضے کہتے ہین کہ برزخ مین جاری ہونا احکام دنیا کا ثابت ہے اور استکثار اعمال اور زیادت اجر کو منافی نہین اور منقطع ہوجانا اعمال کا قیامت کے دن کے ساتھ خاص ہے اور قیامت مین بھی جو منقطع ہے تو تکلیف و امتحان ہے نہ مطلق عمل ورنہ وہ جو حدیث مین آیا ہے کہ سید کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم

غرض خالط میں مثلاً متحمل ہوجاتی ہے انتہی کلام الشیخ اور حقیقت یہ ہے کہ تحقیق مسئلہ حیات انبیا علیہم السلام اور غیر انبیا کے موقوف ہے اِس عالم کے سمجھنے پر اور تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کی حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام کو اوس شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جو روحانیات کے زمان و مکان کو سمجھے اور تمیز اور فرق کرے درمیان اون ان کے مکان کے اور درمیان زمان و مکان جسمانیات کے جیسا محققین صوفیہ نے کیا ہے کہتے ہین کہ اوس عالم مین زمانہ طرف ماضی و مستقبل و حال کے منقسم نہین ہے اور حالت ہونی یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ مین و عبور کرنی موسی علیہ السلام کی دریای نیل سے اور حالت وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی ہے حالت رویت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اون حضرات علیہما السلام کو قصد حج مین اور لبیک پکارتے وہی حالت ہے جو اون حضرات نے اپنی حیات مین قصد حج کیا تھا اور لبیک کہا تھا اور حقیقت اِس حالت کی اور پہچاننا اوسکا اعلیٰ و ارفع ہے اس سے کہ اوسکے تمثیل کے قائل ہون اور کہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اونکی صورت مثالیہ مین ملاحظہ فرمایا اور چونکہ اِن مباحث مین طول دینا اصل مقصود سے دور پڑتا ہے اس واسطے اتنے ہی پر اقتصار لازم ہوا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَحْکَمُ

باب پندرھوان بیان حکم زیارت قبر اعطر و اطہر و اقدس سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کہ واجب ہے یا مستحب و بیان توسل و استمداد مین ساتھ اوس جناب منقبت قباب وجنت مآب کے علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام

زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی باجماع علمای دین قولاً و فعلاً سب سنتون سے افضل ہے اور سارے مستحبات سے موکد تر قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہین کہ زیارت قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ سنت ہے جسپر سب کا اجماع ہے اور وہ فضیلت ہے جسمین سب کی رغبت ہے اور بعضے علمای مالکیہ اوسکو واجب کہتے ہین اور دوسرے اس قول کے تاویل سنن واجبہ کر کرتے ہین اور گویا کہ مراد سنن واجبہ سے سنن موکدہ ہین نہایت تاکید کر اور اکثر علما اِس بات پر ہین کہ سنت زیارت بعد ادا کرنے فرض حج کے ہے قاضی حسین کہتے ہین کہ جب حج سے فارغ ہو چکے تو چاہیے ہے کہ ملتزم کے پاس جاکر ٹھہرے اور دعا کرے بعد اوسکے مدینے کو روانہ ہو اور حضرت سید الرسل

صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرف حاصل کرے قاضی ابو الطیب کہتے ہین کہ بعد حج وعمرہ
کے مستحب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرے اور حسن بن زیاد امام اعظم ابو حنیفہ
سے روایت کرتے ہین کہ احسن بات حاجی کے واسطے یہ ہے کہ پہلے مکے مین آوے
اور مناسک حج بجالاوے بعد اوسکے مدینے مین آوے اور زیارت سے مشرف ہو اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حضرت امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک سارے مندوبات سے
افضل ہے اور سارے مستحبات سے موکد قریب بدرجہ واجبات ہے اور چار دن مذہب کے
علمانے حج کے مقدم کرنے کی تصریح کی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اگر مدینہ منورہ حج کی راہ
مین پڑے تو اولی یہ ہے کہ پہلے مدینہ منورہ کی زیارت کرے بعد اوسکے حج کرنے کو جاوے
اور بعضے سلف باوجود اسبات کے کہ راہ حج مدینہ منورہ کی طرف سے نہوتی اسپر بھی زیارت
مدینہ منورہ کو مقدم رکھتے اور لوازم وقت سے مُظہر اتے اور بالجملہ بعضے تابعین کو قصد مکہ معظمہ
زیارت مدینہ مطہرہ کے مقدم کرنے مین کسی قسم کا خلاف نہین ہی اور تاج الدین سبکی نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی فضیلت کو باصول اربعہ شرع بیان کیا ہی مگر کتاب اللہ بس حق تعالی
کے قول سے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ الآیہ اور کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ دلالت
کرتی ہے درگاہ رسالت پناہ مین حاضر ہونے کی ترغیب اور اسبات کی ترغیب پر کہ اوس
آستانہ شریف پر حاضر ہو کر سوال مغفرت کرین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استغفار
مانگین اور یہ ایک رتبہ عظیمہ ہے کہ منقطع ہونے والا نہین اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی حالت حیات وممات برابر ہے اور استغفار فرمانا آپ کا امت کے واسطے بعد
وفات کے وقت ملاحظہ کرانے ملائکہ کے نامہای اعمال امت کو جیسا کہ فصل سابق مین مذکور
ہوچکا ہے ثابت ہے اور آپ کے کمال رحمت سے کہ امت کے حال پر بندول ہو امید ہے
کہ آستانہ شریف پر حاضر ہونے والے کے حق مین بہ نسبت اورون کے استغفار نہایت
ابلغ و اوکد ہوتا ہوگا اور سارے علما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات وممات کا
برابر ہونا اس آیہ مجیدہ سے سمجھکر آداب زیارت مین حکم دیا ہے کہ اس آیت کو حضوری کے
وقت پڑھکر طلب مغفرت اوس جناب رسالت مآب سے کیا کرین اور حکایات اوس اعرابی کی

جو لعد آپ کی وفات فرمانے کے زیارت کو حاضر ہوا تھا اور یہ آیت پڑھی تھی مشہور و معروف ہے اور جس کسی نے مذاہب اربعہ والون سے مناسک حج مین کتاب لکھی ہے اوسنے یہ حکایت بھی نقل کی ہے اور اوسکے پڑھنے کا استحسان کیا ہے اور بہت سے ائمۂ اعلام نے باسانید معتبرہ صحیحہ روایت کی ہے کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہین کہ مین نے مدینے مین جا کر ہوکر زیارت قبر شریف سے شرف حاصل کیا ایک روز مواجہہ شریفہ مین حاضر تھا کہ ایک اعرابی نے آکر زیارت قبر مطہرہ کی اور عرض کیا کہ یا خیر الرسل حق سبحانہ و تعالی نے ایک سچی کتاب آپ پر اوتاری ہے اور اوسمین فرمایا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ الآیہ اور مین آپ کے حضور مین حاضر ہوا ہون اپنے گناہون سے استغفار مانگتا ہون اور آپکی جناب سے طلب شفاعت کرتا ہون پھر اوس اعرابی نے روکر یہ بیت پڑھی **نظم** يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ ✽ فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ ✽ نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ ✽ فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ ✽ پھر وہ اعرابی چلا گیا بعد اوسکے جانے کے مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ تو اوس اعرابی کے پاس جا اور اوسکو بشارت دے کہ حق سبحانہ و تعالی نے میری شفاعت سے اوسکی مغفرت کی اور اوسکے گناہون کو بخش دیا اور حافظ ابو عبد اللہ مصباح الظلام مین حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ بعد تین دن کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے ایک اعرابی نے آکر اپنے تئین قبر شریف پر گرا دیا اور خاک مین لوٹنے لگا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ جو کچھ آپ نے خدا سے سنا ہے وہ ہمنے آپ سے سنا ہے اور جو کچھ آپ نے خدائے تعالے سے سیکھ کر یاد کیا ہے ہمنے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے اور از جملہ اوسکے کہ آپ پر اوترا ہے یہ آیت ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا اور مین نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کی جناب مین آیا ہون کہ آپ میرے واسطے استغفار کیجیے قبر مبارک مین سے آواز آئی قَدْ غُفِرَ لَكَ اور مکرر وارد ہوا سنت کا باب زیارت مین وہ احادیث ہین جو باب فضیلت زیارت مین مذکور ہو چکی ہین ساتھ اسکے

ہر سنت صحیحہ متفق علیہا جو زیارت قبور کے باب مین وارد ہوئی ہے زیارت قبر سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب ثبوت استحباب مین کافی ہے کیونکہ قبر سید المرسلین سید القبور ہی اوسکی زیارت
بطریق اولی مستحب ہوگی اور اجماع امت فضیلت زیارت قبر شریف اور اوسکے استحباب پر زیادہ
بھی مذکور ہوچکا ہے ولیکن اختلاف مادہ نسا مین ہے بعضے کہتے ہین کہ عورتون کو زیارت قبور
جائز نہین کیونکہ اونکی زیارت کے باب مین نہی وارد ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور دونون صاحبون کی مرد و عورت سبکو عموماً مستحب ہے اور عموم
نہی جو زیارت نسا مین وارد ہے ان قبور شریفہ کی زیارت مخصوص ہے اور بعضے کہتے ہین کہ
نہی سابق حدیث نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا الخ سے منسوخ ہوگئی اور مشہور یہ ہی
کہ متاخرین ائمہ شافعی سے ہین اولیا و صالحین کے قبور کو بھی اس حکم مین داخل کرتے ہین
اور ثبوت زیارت سیدۃ النسا رضی اللہ عنہا کا شہداے احد کو اور تشریف لیجانا اونکا سید الشہدا
رضی اللہ عنہ کی زیارت کو بعد چند روز کے جیسا کہ باب فضیل بقیع مین مذکور ہوچکا ہی اور وارد ہونا
روایت کا اس مضمون مین کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عبدالرحمن بن
ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی قبر شریف کی مکہ معظمہ مین زیارت کی موید قول مشہور ہی واللہ اعلم
اب رہا قیاس وہ یہ ہے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قبور بقیع اور شہداے احد کی زیارت
کو تشریف لیجاتے تھے پس جب دوسرون کی قبور کی زیارت مستحب ہوئی تو زیارت قبر
مبارک سلطان زمین و زمان سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم ما تعاقب الملوان
ودار القمران بطریق اولی مندوب و مستحب ہوگی اور بعضے علما نے کہا ہی کہ زیارت قبور
سے مقصود فقط تذکر آخرت ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے زوروا القبور فانہا تذکرکم
الآخرۃ اور کبھی زیارت قبور سے مقصود دعا و استغفار ہوتا ہے اہل قبور کے حق مین جیسا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم قبور بقیع کی زیارت کرتے تھے اور کبھی مقصود زیارت سے نفع اوٹھانا
ہوتا ہے اہل قبور سے چنانچہ زیارت قبور صالحین مین آثار ثابت ہوئے ہین امام حجۃ الاسلام
کہتے ہین کہ جس کسی سے کہ اوسکی حالت حیات مین نفع اوٹھاوین اوس سے بعد اوسکے
مرنے کے بھی تبرک و انتفاع لین امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ قبر شریف حضرت امام موسی کاظم

سلام اللہ علیہ کی قبولیت دعا کے واسطے تریاق اعظم ہے اور بعضے مشایخ نے کہا ہے کہ میں نے
چار آدمیوں کو اولیائے کرام سے پایا کہ اپنے قبوروں کے اندر بھی ویسا ہی تصرف رکھتے ہیں
جیسا کہ حالت حیات میں رکھتے تھے یا زیادہ اون سے ایک شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
دوسرے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دو شیخ اور ذکر کیے ہیں اور بعضے علمائے
مذہب نے قبوروں کے ساتھ استمداد کرنے میں خلاف کیا ہے جیسا کہ شیخ کمال الدین بن ہمام
نقل کرتے ہیں واللہ اعلم ابو محمد مالکی کہتے ہیں کہ سوا مزار مقدس حضرت سید الرسل صلی اللہ
علیہ وسلم اور مزارات جمیع انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے اور قبوروں سے قصد انتفاع کرنا بدعت
ہے امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مستثنیٰ کرنا اس بعض قبور شریفہ انبیا علیہم السلام
کو صحیح ہے مگر اور قبور کے ساتھ قصد انتفاع کو بدعت کہنا محل نظر ہے انتہی اور کبھی زیارت
قبور واسطے حق ادا کرنے اہل قبور کے بھی ہوتی ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ بہت مانوس
حالت میت اوس وقت ہے جبکہ کوئی اوسکے آشناؤں میں سے اوسکی قبر کی زیارت کو آوے
اور اسبات میں احادیث بہت وارد ہوئی ہیں اور حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ مَنْ زَارَ قَبْرَ
اَبَوَیْهِ فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ اَوْ اَحَدِهِمَا کُتِبَ بَارًّا فَاِنْ کَانَ فِی الدُّنْیَا مَا قَبْلَ ذٰلِكَ عَاقًّا اور
قبر مبارک حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میں یہ سب معانی مذکورہ حاصل
ہیں اور امام مالک سے نقل کرتے ہیں کہ وہ مکروہ رکھتے تھے اسبات کو کہ کوئی شخص کہے
زُرْنَا قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اور اس قول کی وجہ کراہت میں اختلاف ہے عبد الحق
صقلی کہتے ہیں کہ وجہ اوسکی یہ ہے کہ زیارت ایک فعل ہے کہ کرنا اور نکرنا اوسکا برابر ہے اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت واجب ہے اور قاضی عیاض مالکی کا مختار یہ ہے کہ یہ کراہت
زیارت کی اضافت قبر کیطرف کرنے سے پیدا ہوئی ہے پس اگر زرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کہے تو کچھ کراہت نہیں اور قبر کیطرف اضافت ایک حدیث کے وارد ہونے کی جہت سے
مکروہ ہے وہ یہ کہ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ
اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ اور اصل زیارت اگرچہ اس قبیل سے نہیں ہے لیکن اوس سے زبان کے نگاہ
رکھنے میں احتیاط ہے جیسا کہ طریقہ امام مالک رحمۃ اللہ کا ہے سد ذرایع میں لیکن واقع ہونا لفظ قبر کا

حدیث میں اسبات کا جتنابی ہے سبکی کہتے ہیں کہ شاید یہ حدیث امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو نہ پہونچی
ہو گی یا خود محمد و رقبور غیر نبی میں ہوگا اور ابن رشد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ
وہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی کہے زُرتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو میں مکروہ رکھتا ہوں
کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعظم اعلیٰ ہیں اسبات سے کہ اونکی زیارت کیجائے
اور بھی ابن رشد کہتے ہیں کہ وجہ کراہت کی یہ ہے کہ کثرت استعمال لفظ زیارت کا اموات
میں ہوتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں ہر زندہ سے سواے اللہ کے اور بعضے
کہتے ہیں کہ زیارت اکثر اوقات و اغلب احوال میں مردے کو نفع پہونچانے کے واسطے
ہوتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ایسی حیثیت سے بہر تقدیر منع اور کراہت
راجع باعتبار ظاہر و رعایت لفظ کے ہے اور دوسروں کے نزدیک مختار عدم کراہت ہے
اور یہی حق ہے

فصل

اور مکرر اختیار کرنا سفر کا زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے
اور شد رحال کرنا یعنی لاد پھاند کر جانا اس نعمت عظمیٰ کے حاصل کرنے کو پس ہر گاہ زیارت قبر
شریف کا استحباب ثابت ہوا تو مشروعیت و استحباب سفر بھی اوسکو لازم ہے اور یہ بھی ثابت
کر دلیلوں میں جو مذکور ہے اور ان سے قرب و بعد کا آئین استوا نکلتا ہے اور مگر حدیث
لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مراد اس سے سوا اس کے ہے کہ مساجد ثلثہ کے اور کسی
مسجد کیطرف شد رحال کرنے کی ممانعت ہے چنانچہ قاعدہ نحوی استثنا مقتضی ہے اور قاعدہ
نحوی یہ ہے کہ مستثنیٰ مفرغ میں واجب ہے کہ مستثنے کی جنس سے ہو پس ممانعت مطلق سفر
کی سوا ان مساجد کے لازم نہیں آتی ہے اور کیونکر ہو اور حال آنکہ سفر حج اور سفر جہاد اور
ہجرت واجب ہے اور سفر تجارت اور اسفار جمیع مصالح دنیوی کے باتفاق جائز اور مشروع
ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مقصود حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس
خبر رسانی سے یہ ہے کہ قربت مقصودہ کسی مسجد کے قصد میں نہیں ہے سوا ان مساجد ثلثہ کے
یعنی مسجد حرام اور مسجد النبی اور مسجد اقصیٰ کے ساتھ اسکے کہ قصد زیارت نبوی کو قصد
مسجد شریف لازم ہے کیونکہ مسجد شریف کے پہلو ہی میں مزار شریف واقع ہے اور
واقع ہونے سے دونوں امر میں مسجد سے برکت حاصل کرنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

تعظیم بجالانا جیساکہ حالت حیات مین آپکی ملازمت حاصل کرنے کا قصد کرین نہ فقط تعظیم قبر
شریف کی اور بعضے کہتے ہین کہ شد رحال ان تین مسجدون کے سوا اور طرف مطلقاً ممنوع
نہین ہے بلکہ اگر ممنوع ہے تو باعتقاد تعظیم و فضیلت و مضاعفت ثواب ہوا کرتا ہے اسطرح
اور طرف نہ کرنا چاہیے اور بغیر اعتقاد تعظیم وغیرہ ہو تو کچھ منع نہین اور جو مقامات ان مساجد
فاصلہ کے شہرون سے قریب ہین وہان مسجد قبا پر قیاس کرکے پیادہ و سوار جانا درست ہے
کیونکہ لفظ شد رحال چاہتا ہے دور دراز جانے کو جیساکہ بعضے علما نے کہا ہے اور جمہور
علما اسبات پر ہین کہ نذر ساتھہ غیر مساجد ثلثہ کے جائز نہین اور بعضے مطلقاً جائز رکھتے
ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اگر بغیر شد رحال کے ہے تو جائز اور اگر نہین تو نہین اور بعضے
لوگون نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نذر مانے
مسجد قبا جانے کی تو وفا کرنا اوسکا اوسپر لازم ہوگا یا نہین فرمایا لازم ہوگا
اور ورود فضائل مسجد قبا سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ مسجد شریف بھی مساجد
ثلثہ کے حکم مین ہوگی شد رحال وغیرہ مین کیونکہ وارد ہوا ہے کہ نماز اس مسجد کی عمرے
کے برابر ہے اور وارد ہوا ہے کہ دو رکعت اوس مین افضل ہے ہزار رکعت سے مسجد اقصی مین
اور ثبوت کو پہونچا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیجاتے تھے سوار اور پیادہ اور
مروی ہے قول حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا کہ اگر یہ مسجد کسی کنارے پر کنارون
مین سے ہوتی تو اوسکے طلب مین کسقدر اونٹ ہلاک ہوتے اور نہ مذکور ہونا اس مسجد کا
مساجد ثلثہ کے ساتھہ حکم مذکور مین ہے کیونکہ مدینہ سے یہ مسجد قریب ہے اور حکم اسکا اوس سے
علیحدہ نہین پایا یہ کہ اس مسجد کی فضیلتین اور جگہہ مذکور ہو چکین ہین پس اوسی پر اکتفا کرکے
اوسکو ان مساجد کے ساتھہ مذکور نہین کیا واللہ اعلم اور جو کوئی نذر مانے ساتھہ زیارت
حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو اوسکے وجوب وفا مین کسی کا خلاف نہین
اور سوا آپکے اورونکی زیارت کے ساتھہ نذر ماننے مین خلاف ہے اور مسافرت اختیار
کرنا سلف کا حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے بہت ثابت ہے
از جملہ اوسکے حکایت ہے حضرت بلال مؤذن رضی اللہ عنہ کی آنے کی شام سے مدینہ طیبہ مین

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ابن عساکر حضرت ابی درداء رضی اللہ عنہ سے روایت
لاتے ہیں کہ بلال نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں
کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہے کہ تو کبھی ہماری زیارت کو نہیں آتا بلال رضی اللہ عنہ اوسی وقت
خواب سے بیدار ہوکر اپنی اونٹنی پہ سوار ہوکر مدینہ منورہ کے قصد سے نکل پڑے اور مدینہ
منورہ میں پہونچکر قبر شریف پر حاضر ہوکر بہت روئے اوسوقت حضرت امام حسن و حضرت امام حسین
علیہما السلام حجرۂ مبارک سے باہر نکل آئے بلال رضی اللہ عنہ نے اون دو صاحبزادوں کو
گود میں لیا اور سر اونکا چوما اور وہی تھوڑے دن ہوئے تھے کہ حضرت سیدہ نساء العالمین
رضی اللہ عنہا نے رحلت اس جہان سے فرمائی تھی لوگوں نے چاہا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ
اذان دلوادیں تو یہ سب نے ملکر ٹھہرائی کہ حضرات حسنین علیہما السلام سے اسباب میں کہلوایا جائے
کہ صاحبزادوں کی فرمائش کرنے سے ناچار ہوجائیں گے اذان کہنی پڑے گی ورنہ انھوں نے
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے واسطے اذان نہیں کہی ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے بعد رحلت فرمانے کے جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بلال تم
ہمارے واسطے اذان دیا کرو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ آپ نے
اپنے مال سے مجھے خریدا اور خدا کی راہ میں آزاد کیا آیا اپنے واسطے کیا تھا
حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ اب بھی مجھے آپ خدا کے
واسطے چھوڑ دیجئے تاکہ اپنے طور پر رہوں مجھے اب طاقت نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے بعد پھر کسی کے واسطے اذان کہوں بس شام کو چلے گئے اور وہاں سے بقصد
زیارت مدینۂ طیبہ میں آئے الغرض جب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام نے حضرت بلال سے
اذان کہنے کی فرمائش کی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ مجبور ہوکر مسجد کی چھت پر چڑھ گئے
اور جس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کھڑے ہوکر اذان کہا کرتے
تھے اوسی جگہ کھڑے ہوکر کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ آدمیوں میں ایک شور پڑ گیا گویا کہ تمام
مدینہ جنبش میں آگیا اور جب کہا اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو اور زیادہ تزلزل ہوگیا اور
رونا پیٹنا شدت سے پڑ گیا پھر جب اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا تو ایک اور ہی

قیامت قائم ہوگی کوئی مرد و عورت اور چھوٹا اور بڑا مدینے مین ایسا نتھا کہ اپنے گھر سے روتا
چلاتا باہر نکل آیا ہو گویا روز مصیبت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا تازہ ہو گیا روایت
کرتے ہین کہ حضرت بلال اوسوقت کمال تنگی دل اور بیقراری اور فرط غم اور وفور الم سے
اذان تمام نکر سکے اور کوٹھے سے نیچے اوتر آئے اور نقل کرتے ہین کہ جب حضرت امیر المومنین
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ملک شام فتح کیا اور بیت المقدس والون کے ساتھہ مصالحہ
کیا حضرت کعب احبار حضور امیر المومنین مین حاضر ہو کر شرف اسلام سے مشرف ہوئے
حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اونکے اسلام لانے سے نہایت خوش ہوئے
اور وہان سے مراجعت کے وقت حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا
کہ اے کعب تمہارا دل چاہتا ہے کہ ہمارے ساتھہ مدینے چلو اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی زیارت سے مشرف ہو کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ نَعَمْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَا
اَفْعَلُ ذٰلِکَ پھر جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینے مین پہونچے تو سب
کامون سے پہلے مزار معلاے سلطان انس وجان پر حاضر ہو کر سلام سے مشرف ہوئے
اور عبد الرزاق باسناد صحیح روایت لاتے ہین کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب
کسی سفر سے آتے پہلے قبر شریف پر حاضر ہوتے اور کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَتَاہُ اور موطا امام مالک مین بھی یہ روایت
مذکور ہوئی ہے اور ایک شخص نے حضرت نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ آیا آپ نے
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے کہ قبر مبارک پر سلام کرتے تھے فرمایا مین نے
دیکھا ہے اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہے کہ قبر شریف پر کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے
اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ اور مسند امام اعظم مین حضرت
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ اونھون نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ قبر
شریف نبوی پر قبلے کیطرف سے آوے اور پیٹھ قبلے کیطرف کر کے کھڑا ہو اور کہے
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اور نقل کرتے ہین کہ مروان بن حکم نے
ایک شخص کو دیکھا کہ اپنا منھہ قبر شریف پر رکھے تھا مروان نے اوسکی گردن پکڑ کر کہا کہ تو جانتا

ہے کہ یہ کیسا فعل تجھسے ہو رہا ہے اوسنے کہا چھوڑ مجھے مین پتھر پر منہ نہین رکھتے ہون بلکہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت مبارک پر میرا منہ ہے اور کہا کہ مین نے سنا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرماتے تھے کہ رو دو تم دین پر اوسوقت کہ نااہل صاحب ولایت ہو جاوے رضی اللہ عنہ وآلہ
اور عمر بن عبد العزیز شام سے قاصد بھیجتے تھے کہ حضور رسالت پناہ مین اونکا سلام پہنچاوے
اور یہ فعل اونکا صدر زمان تابعین مین تھا اور روایت اس خبر کی مشہور ہے آپ یا وہ جو حسن
بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے ایک قوم کو قبر شریف کے گرد
کھڑے دیکھکر منع کیا اور فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری قبر کو عید
نہ ٹھہراؤ اور اپنے گھرون کو قبرین نہ بناؤ اور جہان کہین تم ہو وہان سے مجھپر درود بھیجو تحقیق
تمھارا درود پہونچتا ہے اور وہ جو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ اونھون نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑکی کیطرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر
شریف پر آتا ہے اور دعا کرتا ہے اوسکو منع فرمایا اور اسی حدیث مذکور کا مضمون اوسے سنایا
اور وہ جو دوسری روایت مین آیا ہے کہ سہل بن سہیل کہتے ہین کہ مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے
سلام کو آیا اور حسن بن حسن بن علی رضوان اللہ علیہم حضرت جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی
اللہ عنہا کے گھر مین تعشی کرتے تھے مجھے بلایا مگر مجھے بوجہ اسکے اوسوقت کھانے کیطرف رغبت
کم تھی نہ کیا فرمایا کہ قبر شریف کے پاس کیا کھڑے کرتے ہو سلام کر دو اور وہان سے ہٹو
اور فرمایا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تتخذوا قبری عیدا الحدیث اور فرمایا تم اور
جو اندلس مین ہے دونون برابر ہین قرب مین اور جو مثل اسکے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
سے نقل کرتے ہین ان سب کا جواب یہ ہے کہ شاید اون شخص نے جسکو ان اماموں نے منع
فرمایا حد اعتدال سے قدم آگے رکھا ہوگا یا اوسمین بناوٹ کا اثر پایا اس منع سے ان حضرات
کو تعلیم وتنبیہ اسباب کی مقصود ہوگی کہ حضور معنوی مین قرب اور بعد مسافت ایک ہی ہے
جیسا کہ کسی نے کہا ہے شعر در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست می بینمت عیان و دعا می فرستمت
اور امام مالک کے مذہب مین قبر شریف کے پاس بہت ٹھہرنا بلکہ وہ ہے حضور جیسا اہل مدینہ کو والا
اصل زیارت کا اور قبر شریف پر حاضر ہونیکا اور اوس مقام معلی مین ٹھہرنے کا ہو نہین سکتا

اسواسطے کہ روایت صحیح ان ائمہ اہل بیت سلام اللہ علیہم سے آئی ہے کہ جب یہ حضرات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو حاضر ہوتے تھے تو اوس اسطوانہ کے پاس جو روضہ شریف سے ملا ہوا ہے کھڑے ہوتے اور سلام بھیجتے اور فرماتے کہ اسی جگہ پر سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطری کہتے ہین کہ پہلے حجرہ شریف کے داخل کرنے سے مسجد مین طریقہ سلف کا یہی تھا جو مذکور ہوا اور اس زمانے مین کھڑے ہونے کی جگہ سلام کے واسطے چاندی کی میخ کے مقابل ہے جو چہرہ مبارک کے سامنے دیوار مین بٹھلائی ہے چنانچہ باب زیارت مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لا تجعلوا قبری عیدًا حافظ منذری کہتے ہین کہ احتمال رکھتا ہے کہ مراد اس سے ترغیب ہو کثرت زیارت قبر شریف پر اور اشارہ ہو اسبات کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو مثل عید کے نہ ٹھہراؤ کہ سال بھر مین ایک دو بار سے زیادہ نہین آتے اور منذری کہتے ہین کہ قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا لا تجعلوا بیوتکم قبورًا سے مراد یہ ہے کہ اپنے اپنے گھرون مین بغیر طاعت و عبادت کے پڑے مت رہا کرو اور اپنے گھرون کو مثل قبرون کے نہ بناؤ کہ جیسے قبرون مین مردے پڑے رہتے ہین بے طاعت و عبادت ویسے ہی تم بھی پڑے سویا کرو ان اقوال شریفہ کا حمل ان معانی پر بہت مناسب معلوم ہوتا ہے جیسا منذری نے کہا سبکی کہتے ہین کہ مراد منع تعیین وقت ہے زیارت کے واسطے جیسا کہ عید کے واسطے تعیین روز و وقت ہوتا ہے بلکہ تمام سال اور مدت عمر وقت زیارت ہے یا مراد تشبیہ ہے عید کے ساتھ اظہار زینت و اجتماع وغیرہ مین کہ عید مین یہ امور ہوتے ہین بلکہ چاہیئے یہ ہے کہ زیارت و سلام و دعا پر اکتفا کرین انتہی اس جگہ سے لازم نہین آتا کہ قبر مطہر کے سامنے ٹھہرنے اور تطویل دعا و کثرت تضرع و التجا مین کسیطرح کی کراہت ہو فیالہا من سعادۃ رزقنا اللہ الرجوع الیہا وتکرار الاعادۃ

فصل اب رہی یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ ٹھہرانا اور تشفیع لانا جناب الٰہی مین چاہیئے ہے یا نہین سو تحقیق اسکی یہ ہے کہ وسیلہ ٹھہرانا اور تشفیع لانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب باری مین اور طلب مدد اوس جناب سے کرنا فعل انبیا و مرسلین اور سلف و خلف صالحین ہے کیا آپ کے پیدا ہونے سے پہلے کیا بعد پیدا ہونے کے حیات دنیویہ مین بھی

اور عالم برزخ میں بھی اور عرصۂ قیامت میں بھی کہ انبیای مرسل کو وہاں دم مارنے کی تاب نہوگی
ہمارے حضرت سرور عالم سردار آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم باب شفاعت مفتوح فرماوینگے
اور اولین و آخرین کو مستغرق بحار رحمت و نعمت کرینگے اور باب استمداد میں وہ جناب عالم و
عالمیان مآب سے ان چاروں مواطن میں اخبار و آثار وارد ہوئے ہیں پہلی موطن میں تو از جملہ
اخبار و احادیث یہ حدیث ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ جب آدم صفی اللہ
علیہ السلام سے وہ خطیہ صادر ہوا تو اپنی توبہ قبول ہونے کے واسطے یہ کہا کہ یا رب
اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ درگاہ مجیب الدعوات سے فرمان آیا کہ تونے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو کیونکر پہچانا در حال آنکہ ابتک میں اونکے جوہر روحانی کو صدف جسمانیت میں
نہیں لایا اونہوں نے عرض کیا کہ جسدن تونے مجھے پیدا کیا اور روح علوی کو میرے قالب
بشری میں پھونکا تو میں نے قوائم عرش پر لکھا دیکھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
اوس دن میں نے پہچانا کہ یہ تیرا بندہ محبوب ترین خلق ہے تیرے نزدیک اور مقرب ترین تیری
درگاہ کا فرمان آیا کہ اے آدم تو اوسکو ہماری درگاہ میں اپنی مغفرت کا وسیلہ لایا ہے
میں نے گناہ بخشے اے آدم اگر محمد نہوتا تو ہم تجھے پیدا نکرتے اور بعضی روایات میں آیا ہے
کہ جن کلمات سے کہ آدم صفی اللہ علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی چنانچہ آیۂ کریمہ فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ
مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اوسپر ناطق ہے وہ کلمات یہ تھے اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ
اِغْفِرْ لِیْ سبکی کہتے ہیں کہ جب توسل اعمال صالحہ کے ساتھ باوجود اسبات کے کہ
وہ اعمال صالحہ افعال انسان ہیں اور افعال انسان قصور و نقصان سے متصف ہوا
کرتے ہیں درست و جائز ہے تو شفیع لانا اور وسیلہ ٹھہرانا حضرت حبیب رب العالمین کو کہ
محب و محبوب حضرت غافر الذنوب جل و علا ہیں بطریق اولی ہوگا شعر یَا اَكْرَمَ [illegible]
مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ ۔ اور دوسرا موطن یعنی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب کے ساتھ توسل کرنا آپ کی مدت حیات دنیا میں وہ اتنے بار
واقع ہوا ہے کہ حصر سے زیادہ ہے خبر میں آیا ہے کہ ایک اندھے نے حضرت صلی اللہ
آلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ دعا کیجے کہ حق سبحانہ

مجھے عافیت عنایت فرما دے آپ نے فرمایا کہ اگر تو بصارت چاہتا ہے تو مین دعا کرون اللہ
تعالی تجھے بینا کر دے اور اگر اجر آخرت چاہتا ہے تو صبر کر کہ یہ تیرے حق مین بہتر ہے اوس نے
عرض کیا کہ آپ دعا کیجیے یا رسول اللہ فرمایا وضو کر اوسنے وضو کیا فرمایا پڑھ اَللّٰھُمَّ اِنِّی
اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی تَوَجَّہْتُ بِکَ
اِلٰی رَبِّی فِی حَاجَتِی ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِی اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ ترمذی کہتے ہین کہ یہ حدیث حسن
صحیح غریب اور بیہقی بھی اسکی تصحیح کرتے ہین اور آخر مین اسکے اتنی عبارت اور بھی زیادہ
کرتے ہین فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَبَرَءَ اور اخبار باب توسل
اور استمداد اور باب حاجات مین اوس جناب عالم و عالمیان مآب کے حساب ثابت ہین
اور مکر تیسرا موطن یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب کے ساتھ توسل کرنا اور آپ کو
شفیع لانا بعد آپ کے رحلت فرمانے کے اسمین بھی بہت سے آثار وارد ہوئے ہین طبرانی
معجم کبیر مین حضرت عثمان بن حنیف سے روایت لاتے ہین کہ ایک شخص کو حضرت
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی حاجت تھی اور روا نہوتی تھی اور حضرت
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مد نظر التفات اوسکی طرف اصلا نہ تھی وہ شخص انکے پاس
آیا یعنی حضرت عثمان بن حنیف کے اور اسنے اوس حاجت کے روا ہونے کی تدبیر
پوچھی اونھون نے کہا کہ تو وضو کر کے مسجد مین جا اور دو رکعت نماز پڑھ اور کہہ اَللّٰھُمَّ
اِنِّی اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ
یَا مُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّی لِیَقْضِیَ حَاجَتِی ۔ بعد اسکے اپنی حاجت عرض کر اوس
شخص نے موافق اونکے فرمانے عمل کیا اور پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے
در دولت پر گیا دربان نے آگے بڑھکر لیا اور بہ تعظیم و تکریم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ کے حضور مین لے گیا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اوس شخص کو اپنے
فرش خاص پر بٹھایا اور پوچھا کہ تمھاری کیا حاجت ہے اوسنے جو حاجت بیان کی آپ نے
روا فرمائی اور فرمایا کہ اسکے بعد جو حاجت ہوا کرے تم ہمارے پاس آیا کرو ہم فوراً روا کر دیا
کرین گے وہ شخص بہت خوشحال ہو کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلکر

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اللہ تعالی تمکو جزائے خیر دے
شاید تم نے کچھ میری حاجت روائی کے باب میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ وہ اس طرح مجھ سے پیش آئے اور اس سے پہلے التفات میری طرف متوجہ نہوتے تھے
حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا کہ واللہ میں نے تمہارے باب میں حضرت عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں کہا سوا اسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے دیکھا تھا
کہ آپ کے پاس ایک اندھا حاضر ہوا اور اوسنے اپنے بینا ہو جانے کے باب میں آپ سے
دعا چاہی اور ساری اوس حدیث سابق کو ذکر کیا اس میں نے اوسپر قیاس کیا کہ توسل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجب قضائی حاجت اور سبب انجاح مرام ہے اور قاضی عیاض مالکی
رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا میں لاتے ہیں کہ ایک دن مسجد نبوی میں درمیان ابو جعفر خلیفہ اور
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مناظرہ واقع ہوا شاید کہ اثنائی گفتگو میں ابو جعفر کی آواز
کچھ بلند ہو گئی حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں کیوں آواز بلند کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ حق تعالی اپنی کتاب عزیز
میں ایک قوم کو ادب دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ
الآیہ اور ایک قوم کی مدح کرتا ہے اور فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ
اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ الآیہ اور تو اسبات کو جان لے کہ پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت بعد وفات کے ویسی ہی ہے جیسے آپ کے حالت حیات
میں تھی خلیفہ کو یہ بات سنکر ایک رقت پیدا ہوئی اور خشوع وخضوع اوسپر طاری ہوا اور
کہنے لگا کہ یا ابا عبد اللہ دعا کے وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کیطرف حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیوں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
منھ پھیرے گا اور حال یہ ہے کہ پیغمبر تیرا بھی وسیلہ ہے اور تیرے باپ آدم صفی اللہ کا بھی
خدا سے تعالی کی درگاہ میں پس تو اوسکی طرف منھ کر کے طلب شفاعت کر تاکہ وہ تیرا
شفیع ہو جاوے اور آگے باب آداب زیارت میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف منھ کرنے
اور آپ کو وسیلہ ٹھہرانے اور آپ کے حضور میں دعا کرنے کا استحباب اور مضمون عنایت کرنے

کمال ادب اور نہایت تعظیم کا مذکور ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ اور پہلے ذکر قبر حضرت فاطمہ بنت اسد ام علی
ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما مین مذکور ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی قبر مین
اوترے اور فرمایا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی اس حدیث مین دلیل ہے توسل پر دونو
حالتون مین بہ نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات مین اور بہ نسبت اور انبیا
علیہم السلام کے بعد وفات کے اور جبکہ اور انبیا علیہم السلام کے ساتھ بعد وفات کے توسل
جائز ہو گا تو سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بطریق اولیٰ جائز ہو گا بلکہ ساتھ اس
حدیث کے اولیای کرام کے ساتھ توسل کو بھی کہ بعد وفات ہو قیاس کرین تو دور نہین بات
مگر اگر کوئی دلیل تخصیص حضرات رسل علیہم السلام پر قائم ہو تو البتہ جائز نہو گا مگر ایسی دلیل
کہان واللہ اعلم اور ابن ابی شیبہ بسند صحیح نقل کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
زمانے مین قحط پڑا ایک شخص قبر شریف نبوی پر حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ
استسق لامتک فانہم قد ہلکوا بعد اسکے اوس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم
کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ جا عمر کو بشارت دے کہ پانی برسے گا اور یہ نوع
توسل طلب دعا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اپنے پروردگار تعالیٰ و تقدس سے عرض
کرکے اس حاجت کو روا کروا دین جیسا کہ حالت حیات مین ہوا کرتا تھا چنانچہ مضمون عبارت
یا محمد انی توجہت الی ربی فی حاجتی لتقضیٰ لی اسی بات کا مشعر ہے فافہم
اور ابن جوزی روایت کرتے ہین کہ ایک وقت مدینے والون کو قحط شدید آیا لوگ حضور حضرت
عائشہ صدیقہ محبوبۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ عنہا مین اسکی شکایت لائے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہوا ور ایک
کھڑکی حجرہ مبارک مین آسمان کیطرف کھولو کہ قبر شریف اور آسمان کے بیچ مین کوئی چیز
حائل باقی نرہے لوگون نے مطابق حکم کے عمل کیا خدا کے فضل سے آپ کی برکت
شفاعت سے خوب پانی برسا اور قحط جاتا رہا یہان پر ایک بات سمجھنا چاہیے وہ یہ کہ حضرت
جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریچہ کشائی کا جو حکم دیا تو اوسمین ایک رمز ظاہر ہے
اسباب کیطرف کہ موجب فتحیاب مطلوب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا و سوال ہے

درگاہ جناب باری جل جلالہ میں اور اسی قبیل سے ہے سوال کسی سائل کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے کہ کہا اوسنے اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ اور مکرر جو تھا موطن یعنی حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سارے عالم کا بوسیلہ شفاعت قیامت کے دن توسل کرنا بھی
اخبار متواترہ سے ثابت ہے اور علما کا اجماع اسپر منعقد ہے اور صالحین کے ساتھ بھی جو
اوس جناب سے علاقہ رکھتے ہیں توسل کرنے میں اخبار وآثار ثابت ہوئے ہیں چنانچہ
قصہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طلب باران کرنے کا بتوسل حضرت
عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسباب کا مثبت ہے کہ خبر
صحیح میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ جب کبھی قحط پڑتا تھا اور امساک
باران ہوتا تھا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ طلب باران میں حضرت عباس عم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ توسل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خداوندا اس سے پہلے
جو قحط پڑتا تھا تو ہم تیرے پیغمبر کے ساتھ توسل کرتے تھے اور تیری درگاہ عالیجاہ میں اپنی
قبولیت دعا ومغفرت کے واسطے اونکو وسیلہ ٹھہراتے تھے اب تیرے پیغمبر کے چچا کے ساتھ
توسل کرتے ہیں ہمارے واسطے پانی بھیج اور ایک روایت میں حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا خداوندا ہم تجھسے پانی مانگتے ہیں
میرے پیغمبر کے چچا کے وسیلے سے اور اونکے بڑھاپے کو تیری درگاہ معلی میں شفیع لاتے ہیں اور اوس وقت
حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں یہ کہتے تھے کہ خداوندا یہ قوم میری طرف توجہ لائی ہے اوس
قرابت کی جہت سے جو مجھے تیرے پیغمبر کے ساتھ ہے خداوندا مجھے اس قوم کے آگے
شرمندہ نکرنا اسی معنی میں کہا ہے عباس بن عتبہ بن ابی لہب نے شعر بِعَمِّی سَقَی اللّٰہُ الْحِجَازَ
وَاَھْلَہٗ ✽ عَشِیَّۃَ یَسْتَسْقِیْ بِشَیْبَتِہٖ عُمَرُ ؎ اور حصول مطالب میں کہ استغاثہ اور طلب کے وقت مقصد
مشہور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محتاجوں اور مسکینوں کو ہوئے ہیں اخبار وآثار
بہت آئے ہیں محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ ایک شخص میرے باپ کے پاس اسی دینار امانت
رکھکر جہاد کو چلا گیا اور اذن دے گیا کہ اگر تمکو حاجت پڑے تو اسمیں سے خرچ کر ڈالنا
باپ نے وہ سب اپنی حاجت میں خرچ کر ڈالے جب وہ شخص آیا تو او

اپنے دینار طلب کیے اور میرا باپ اوسکے ادا کرنے سے عاجز ہوا تو میرے باپ نے اون سے کہا کہ تو کل میرے پاس آنا میں اسکا جواب تجھے دونگا اور رات کو میرے باپ نے مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شب باشی اختیار کی اور حال اونکا یہ تھا کہ غایت اضطراب سے کبھی حضور شریف میں جاتے تھے اور کبھی منبر شریف کے پاس آکر استغاثہ و فریاد کرتے تھے ناگاہ تاریکی شب میں ایک مرد ظاہر ہوا اور اتنی دینار کی تھیلی انکے ہاتھ میں دے کر چلا گیا اونھوں نے صبح کو یہ اتنی دینار اوسکو دیے اور زحمت مطالبہ سے خلاصی پائی اور امام ابوبکر بن مقری کہتے ہیں کہ میں اور طبرانی اور ابوالشیخ یہ تینوں آدمی حرم شریف مصطفوی میں تھے کہ بھوک نے ہمارے اوپر غلبہ کیا اور اوسی حال میں دو دن گذر گئے جب عشا کا وقت پہنچا تو میں نے قبر مبارک کے سامنے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ الجوع اور اسکے سوا کوئی کلمہ نہیں کہا اور پھر کر چلا آیا اور میں اور ابوالشیخ سو رہے اور طبرانی بیٹھے کسی چیز کے آنے کا انتظار کرتے تھے کہ ناگاہ ایک مرد علوی نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا اور اوسکے ساتھ دو غلام تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک زنبیل تھی کھانے سے بہ بھری دروازہ کھول دیا وہ آکر بیٹھ گیا اور ہمارے ساتھ اوسنے کھایا اور جو کچھ کھانے سے باقی رہا وسکو ہمارے پاس چھوڑ کر اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے قوم شاید تمنے اپنی بھوک کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی کہ اسوقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے آپ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کو کھانا کھلا آؤ اور ابن جلا کہتے ہیں کہ میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آیا تو مجھپر ایک دو فاقے گذرے میں نے قبر شریف نبوی کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ اَنَا ضَيْفُكَ يَا رَسُولَ اللهِ بعد اوسکے سو گیا تو دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہاتھ میں ایک روٹی عنایت کی میں نے آدھی خواب ہی میں کھالی جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ دوسری آدھی میرے ہاتھ میں باقی ہے اور ابوبکر اقطع کہتے ہیں کہ میں مدینے میں آیا پانچ روز ایسے گذر گئے کہ کھانا نہیں ملا میں نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا اَنَا ضَيْفُكَ يَا رَسُولَ اللهِ بعد اوسکے میں سو گیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت

سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے ہین اس عنوان پر کہ ابو بکر صدیقؓ آپ کے داہنے
ہین اور عمر فاروقؓ آپ کے بائین اور علی مرتضیؓ آگے آگے ہین علی مرتضیؓ نے مجھ سے
فرمایا کہ اوٹھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہین مین نے اوٹھکر آپ کے
دونون چشم مبارک کے بیچ مین بوسہ لیا آپ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی مین نے
کھائی جب مین بیدار ہوا تو مین نے ایک ٹکڑا اوسکا اپنے ہاتھ مین پایا اور احمد بن محمد
صوفی کہتے ہین کہ تین مہینے تک مین جنگلون جنگلون گھومتا تھا اور میرے بدن کا چمڑا سب
پھٹ گیا تھا مین مدینے مین آیا اور مزار متبرک پر حاضر ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور دونون صاحب رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجا اوسکے بعد سو گیا دیکھتا کیا ہون
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھسے فرماتے ہین کہ احمد تو آیا کیا حال ہے تیرا
مین نے عرض کیا اَنَا جَائِعٌ وَاَنَا فِی ضِیَافَتِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ آپ نے فرمایا کہ ہاتھ اپنا
کھول مین نے ہاتھ کھولا آپ نے چند درہم میرے ہاتھ مین رکھ دیے مین بیدار ہوا تو
دراہم میرے ہاتھ مین تھے مین نے بازار مین جاکر فطیر وفالودہ خرید کرکے کھایا اور
پھر جنگل کو چلا گیا امثال ان حکایات کے بہت کثرت سے ہین اکثر اونمین سے مشائخ صوفیہ
سے منقول ہین کہ محرمان اسرار ومقربان درگاہ جناب رسالت پناہ ہین صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ورضی اللہ عنہم اور اکثر اونمین جو کھانے پینے سے متعلق ہے تو یا آپ بنفس نفیس
اوسکے متکفل ہوے ہین یا کسی کو اہل بیت مین سے حکم دیا ہے اور کسی کو نہین بھیجا جیسا کہ
مقتضای کرم ہے شعر اگر خیریت دنیا وعقبی آرزو داری + بدین درگاہ بیا وہرچہ میخواہی تمنا کن
شعر حَاشَاهُ اَنْ یَحْرِمَ الرَّاجِیْ مَکَارِمَهُ + اَوْ یَرْجِعَ الْجَارُ مِنْهُ غَیْرَ مُحْتَرَمٍ صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا تتمہ یہ بات ٹھہری ہوئی ہے کہ ان چار
مواطن مین پہلا موطن اوس جناب عالم وعالمیان مآب کے ساتھ خاص ہے یعنی جیسا
کہ توسل کیا گیا آپ کی روح مبارک کے ساتھ قبل آپ کے خلعت جسمانی پہننے کے اور
کسی نبی یا ولی کی روح شریفہ کے ساتھ وقوع مین نہین آیا اور کوئی نبی یا ولی اس منقبت
عظمی مین آپکے ساتھ شریک نہین اور نہ وارد ہوا نص کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا

اسباب مین کفایت کرتا ہے مگر توسل اوس جناب سے ساتھ نشاۃ حیات دنیا مین جائز ہر کہ
آپ کے خصائص سے نہین ہے بلکہ آپ کے بعضے تابعین کو بھی کہ آپ کے شرف اتباع
اور نسبت قرابت سے مشرف ہین ثابت ہے اور ثبوت کرامات اور تصرفات غیر متناہیہ
ان حضرات کا تکوینات مین اس مطلب کے اثبات مین کافی ہے اور توسل عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ سے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ قضیہ طلب باران مین بھی
ظاہر ہوتا ہے اور کسی عالم کا اسمین خلاف معلوم و متحقق نہین ہے اور اسی طرح توسل
اور طلب مدد بوسیلہ شفاعت قیامت کے دن انبیا اور اولیا سے امت کو بھی جائز
ہے چنانچہ عقائد کی کتابون مین مذکور ہے اب رہا تبرک و توسل عالم برزخ اور موطن قبر مین
وہ بھی حضرات انبیا علیہم السلام کے ساتھ خاص نہین بلکہ اولیا و صلحا سے امت کے
ساتھ بھی جائز ہے واللہ اعلم اس جہت سے کہ حالت حیات مین تو جواز توسل عام ہے
اور یہ ٹھہرا ہوا ہے کہ بعد موت کے روح میت باقی رہتی ہے اور بسبب ایمان و عمل صالح و حسن
اتباع حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوسکو شعور و ادراک و قرب و منزلت
خدا تعالی کے نزدیک حاصل ہوتا ہے تو بعد مرنے کے بھی اونکے ساتھ توسل کرنے
سے کوئی چیز مانع نہین ساتھ اسکے کہ حقیقت معنی توسل و استمداد اوسکے سوال و دعا ہے
جناب باری سے بواسطہ اوس محبت و کرام کے جو اوس بندہ خاص کے ساتھ رکھتا ہے یا اوس
مردے کی روح سے طلب و التماس ہے اسبات کی کہ حضرت حق تعالی و تقدس کی جناب
مین بوسیلہ اپنے قرب و کرامت کے ہمارے واسطے یہ دعا کرے اور اسمین نص صریح
کے وارد ہونے کی حاجت نہین کیونکہ جسکو وسیلہ ٹھہرایا ہے اوسکی ذات باقی ہے بخلاف
پہلے موطن کے بلکہ نہ وارد ہونا نص کا اوسکے منع پر کافی ہے ہان اگر کوئی دلیل قاطع قائم
ہو اسبات پر کہ سوا انبیا علیہم السلام کے اور کسی کے ساتھ توسل کرنا درست نہین
تو البتہ منع کرنا درست ہوگا اور ظاہر یہ ہے کہ کوئی دلیل نہین اگر کوئی کہے کہ سوا معصوم کے
یعنی انبیا علیہم السلام کے اور کسی کی موت ایمان پر متیقن نہین تو ہم کہین گے کہ بقا اوسکا
ان لوگون مین جو بشر ہین خصوصا و عموما یقینی ہے پس توسل اونکے ساتھ جائز ہوگا

ہے اور اس میں تفرقے کا قائل کوئی نہیں ہے ساتھ اسکے کہ وارد ہونا اخبار و آثار و مشائخ کبار سے
کہ ارباب کشف و شہود و محرمان اسرار عالم مثال میں اس شبہے کے ماسوے کا جاہم ہیں اون
بعضے فقہا کو اس مسئلے میں گونہ خلاف ہے ولیکن حق مستحق اسیکا ہی کہ اوسکی اتباع کیجائے واللہ اعلم
باب سوطہواں ذکر آداب زیارت فیض بشارت حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مدینہ
منورہ کی اقامت اور مع الخیر اپنے وطن کے پہونچنے میں و السلام چونکہ قصد زیارت ایک سفر
مخصوص ہے تو ضرور ہیں آداب متعلقہ سفر بعضے اون میں سے متعلق ہیں مطلق سفر کے ساتھ جیسے
استخارہ کرنا اور نئے سفر سے توبہ کرنا اور رد مظالم کرنا اور اہل حقوق کو راضی کرنا اور عیال
کو نفقہ دینا اور زاد راہ کی آمادگی کرنا اور طلب رفیق کرنا اور بھائیوں کو وداع کرنا اور دعائیں
اپنے ساتھ لینا جنکا پڑھنا نکلتے وقت اور سوار ہوتے وقت اور منزل میں اوترتے وقت مسنون
و ماثور ہے اور سارے آداب جو ابتدا سے سفر اور وسط راہ میں وصول مقصد تک اور وطن کو
آنے تک مستحب و منقولات ہیں یہ سب ہمنے کتاب آداب الصالحین میں ذکر کیے ہیں جو ہماری
کتاب احیاء العلوم کا ترجمہ ہے اسی جہت سے یہاں اوتنے ہی آداب کے ذکر پر اقتصار کیا
جو اس سفر مبارک اثر کے ساتھ مخصوص ہیں از جملہ اون آداب کے جنکی سب سے زیادہ رعایت
درکار ہے نیت خالص کرنا ہے کیونکہ اوسی پر سارے اعمال و افعال کا دار و مدار ہے فمن کانت
هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله الحدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی زیارت میں نیت تقرب الی اللہ ہے اور کرنا تقرب و توسل علی وا کمل ہوگا حبیب رب العالمین سید
المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں حاضر ہونے سے من یطع الرسول فقد اطاع
الله وان الذين يبايعونك انما يبايعون الله اور مستحب ہے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے ساتھ مسجد شریف نبوی میں حاضر ہونے کو بھی مقصود و ملحوظ
رکھے جیسا کہ ابن صلاح و امام نووی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسکے ساتھ تصریح کی ہے
کہ اس مسجد شریف کیطرف شد رحال کرنے میں اور اس مسجد شریف میں نماز پڑھنے
باب میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں اور شیخ الحنفیہ کمال الدین ابن الہمام بھی
مشائخ سے ایسا ہی نقل کرتے ہیں ولیکن بعد اوسکے کہتے ہیں کہ اولیٰ تجرید نیت ہی زیارت

کے واسطے یعنی فقط حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت کرکے جاوے اور بعد مدینہ میں
پہونچنے اور حصول زیارت کے مسجد کی نیت علیحدہ کر لے یا دوسرے سفر میں دونون کی نیت
بجالاوے اس صورت مین شان زیارت کی تعظیم و اجلال بہت ہے اور بہت موافق ہے حدیث شریف
مَنْ جَاءَنِي زَائِرًا لَا تَعْمَلُهُ حَاجَةٌ إِلَّا زِيَارَتِي کے ساتھ اور حق یہ ہے کہ مسجد شریف کی نیت کو نیت زیارت
کے ساتھ ملانا اخلاص نیت زیارت کو منافی نہین ہے کیونکہ مسجد شریف کا قصد کرنا اور اوس
سے برکت حاصل کرنی اور اوسمین نماز پڑھنی اور دعا کرنی آپ کے حکم سے عین ملاحظہ اور
مشاہدہ ہے آپ ہی کی نسبت کا اور از قبیل اون حاجات کے نہین جنکا عمل مین لانا سعادت
شفاعت کے حاصل کرنے مین کچھ خلل ڈالے بلکہ زیارت کے متمات سے یہ ہے کہ نیت
اعتکاف مسجد شریف کی جسقدر کہ ہو سکے کرے اگرچہ ایک ساعت ہو اور تعلیم و تعلم خیر اور
ذکر الٰہی اور کثرت درود و ختم قرآن مین مشغول رہے اور اگر کوئی مدینہ مطہرہ مین پہونچنے سے
پہلے نیت مسجد کی کرتے تو اوسکے ثواب نیت پانے مین کچھ شبہہ نہین ہے اور از جملہ آداب سفر زیارت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے کہ اس راہ عظیم کو بڑے جوش خروش اور کمال شوق و ذوق
کے ساتھ ور پاسے محبت محبوب رب العالمین مین مستغرق عبادت و طاعت الٰہی مین مشغول
شوق وصل مین چور فرح و سرور سے معمور حسن اخلاق اور کثرت خیرات مین ڈوبا ہوا ذاکر و
شاغل فرحان و شادان بغیر کسل و ملال طے کرے تا قابل انعکاس انوار محمدی و اسرار احمدی
ہوجاوے مثنوی اور اچشم پاک توان دید چون ہلال * ہر دیدہ جاے منظر آن ماہ پارہ نیست *
مصرع پاک شو اوّل و پس دیدہ بران پاک انداز * اور از جملہ آداب سفر زیارت یہ ہے کہ اس راہ
مین اکثر احوال بلکہ سارے اوقات مین سواے اداے فرائض و قضاے ضرورات کے
برعایت شرائط آداب کہ خاتمہ کتاب مین لکھی جائین گے شوق و حضور و طہارت و لطافت
کے ساتھ حضرت سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ و سلام بھیجتا رہے کہ اس باب
مین بہت سیدھی راہ اور بڑا قوی وسیلہ یہی ہے اور اگر خدا چاہے تو اوسکے وسیلے سے
زیارت جمال باکمال میسر ہو خصوصًا اوقات متبرکہ مین جیسے صبح کی نماز کے بعد اور خصوصًا مدینہ
منورہ کے پاس پہونچکر حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک گروہ فرشتون کا فقط

السلام کے واسطے مخلوق کیا ہے کہ قاصدین زیارت جو راہ مین صلوۃ وسلام حضرت سید الانام
علیہ الصلوۃ والسلام پر بھیجتے ہین تو یہ اوسکو حضور مین اسطور پر پہونچاتے ہین کہ فلان بن
فلان حضور کے زیارت کو آتا ہے اور یہ تحفۂ سلام پیش پہونچاتا ہے اور غور کرنا چاہیے
کہ کون سی سعادت اس سے بڑھکر ہوگی کہ اوسکا نام اور اوسکے باپ کا نام حضور مجلس پرنور
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ذکر کیا جائے اور از جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ جتنے
مساجد محمدی اور آثار احمدی مدینے کی راہ مین واقع ہین اون سب کی زیارت و تتبع کو لازم
وقت جانے اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب مدینۂ طیبہ مطیبہ مطہرہ زادہا اللہ شرفا و تعظیما
و تکریما کے قریب پہونچے اور علامات شہر مشاہدہ کرے تو خضوع و خشوع و تضرع و حضور
بڑھاوے اور بتصور حصول مقصود و وصول بلوغ بغایت مطلوب و محبوب کمال فرحت و سرور
و نشاط پیدا کرے **شعر** وَاَعْظَمُ مَا يَكُونُ الشَّوْقُ يَوْمًا ✤ اِذَا دَنَتِ الْخِيَامُ مِنَ الْخِيَامِ
شعر وعدۂ وصل چون شود نزدیک ✤ آتش شوق تیز تر گردد ✤ خبر مین آیا ہی کہ جب زیارت کا
قصد کرنے والا مدینۂ منورہ کے قریب پہونچتا ہے تو فرشتے ہدایای رحمت ساتھ لے
اوسکی پیشوائی کو آتے ہین اور بہت قسم کی بشارتین اوسکے شامل حال کرتے ہین اور
طبقہاے انوار حضور و سرور اوسکے نثار وقت کرتے ہین **شعر** ہر دمم از دل سروری تازہ
سر برمیزند ✤ غالبا روز وصال یار نزدیک آمدست ✤ اور چاہیے ہے کہ بعد مجاور ہوجانے
منزل شریف کے ایسا تصور کرے کہ گویا سلطان عالم کے دربار مین حاضر ہوا ہے اور مشاہدہ
آثار و علامات مدینہ مطہرہ سے مثل اون پہاڑون وغیرہ کے جو قریب اوسکے واقع ہین
اور علیہ شوق زیارت و عظمت پیغمبر سے کہ باطن سے منبعث ہی ایک حالت عظیم پیدا ہوجاے
اور عمدہ اسباب مین محافظت دل اور خشوع باطن ہے ساتھ محافظت اعضاے ظاہرہ
کے گناہون سے اور جاری رکھنا ہے زبان کا صلوۃ وسلام مین ساتھ تفکر کرنے کے
ملاحظہ عظمت و جلال مین نہ یہ کہ فقط زبان پر ورد جاری رہے اور دل مین
طاری ہوا اور باز رہنا ہے آواز بلند سے کہ طریقۂ عوام ہے لیکن اگر کمال مراقبہ کسی
ہو تو خضوع ظاہر کو ساتھ سعی کرنے کے طریقۂ تشبہ اہل دل ہاتھ سے نہ

بھی جب دوام و استقامت قبول کرے گا تو البتہ اوس حالت تک یا اوس حالت کے قریب تک
پہونچا دے گا انشاء اللہ تعالی چنانچہ بعضوں نے کہا ہے شعر یا صاحبی ہذا العقیق فقفوا بہ
متولہا ان کنت لست بوالہ ٭ از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب جبل مفرح تک پہونچے تو
اوسکے اوپر نہ چڑھے اگر جانے کہ اوپر چڑھتے ہین لوگون کو اس فعل کے واجب یا سنت
ہونے کا توہم ہوگا یا یہ موجب ہوگا ایذا کا خواہ اپنے خواہ غیر کے اور اگر ان باتون سے
خالی ہو اور جانے کہ جمال جہان افزاے مدینہ کے مشاہدہ کرنے سے ولولہ اور تعظیم و ہیبت
بڑھجاوے گی تو اوپر چڑھنے کی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہے بلکہ موافق قواعد و دلائل کے
چڑھنا ہی مستحب و مستحسن معلوم ہوتا ہے اور وہ جو کسی نے کہا ہے کہ مشاہدہ مدینہ کے واسطے
اس پہاڑ پر چڑھنا بدعت سیئہ ہے یہ قول پایہ تحقیق سے گرا ہوا ہے بلکہ بہت تشنیع ہی اور انصاف سے
بہت دور ہے کیونکہ مشاہدہ کرنا در و دیوار آرامگاہ حبیب کا موجب ازدیاد شوق اور وسیلہ
امر محبوب ہے اور یہ ٹھہرا ہوا ہے کہ وسائل کو مقاصد کا حکم دیا کرتے ہین نظم قرب الدیار
یزید شوق مالوالہ ٭ لاسیما ان لاح نور جمالہ ٭ او بشر الحادی بان لاح النقا ٭ وبدت
علی البعد ما رؤس جبالہ ٭ فہناک عیل الصبر من ذی صبرہ ٭ وبدا الذی یخفیہ
من احوالہ ٭ بیت چنین کہ رقص کنان گرم میرود مجنون ٭ مگر ز دور نگاہش بمحمل افتادست
اور کیونکر ہوسکے گا اوس مشتاق سے کہ لقاے حبیب کے شوق مین اسقدر منازل طی کرکے
سرحد قرب و منزل وصول کو پہونچا ہو اور مقام وصال مین پہونچنے سے پہلے کسی طور پر
مشاہدہ در و دیوار آرامگاہ محبوب ممکن ہو اور نہ دیکھے اور صبر و تحمل کرجاوے بیت جامی کہ
عاشق صابر بود مگر سنگست ٭ عشق و ناصبوری ہزار فرسنگست ٭ اور اپنی عمر پر کسیکو اعتماد ہے
شاید حرم شریف مین پہونچنے سے پہلے موت آجاوے بیت بامن کہ کعبہ نمایان شود زپا
منشین ٭ کہ نیم گام جدائی ہزار فرسنگست ٭ بارے اوسکے مشاہدہ سے محروم نرہے اور
جب مسجد ذو الحلیفہ تک کہ آبار علی کے پاس واقع ہے پہنچے تو وہان ٹھہر کر دو رکعت نماز اوس
بشرطیکہ جان و مال کی طرف سے بے کھٹکے ہو اور یہ علی جسکی طرف یہ کنوئین منسوب ہین
مراد اوس سے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نہین ہین بلکہ کوئی اور شخص تھا زمانہ

۱ے اے میرے رفیق یہی ہے مقام عقیق بیچ اوسکے کھڑے ہو جاؤ حیران و سرگردان اوس حالمین اگر تو نہین ہے عاشق ۱۲

۲ے بیچ نزدیک ہونے دیارون کے بڑھجاتا ہے شوق عاشق کا خصوصًا جبکہ ظاہر ہو نور جمال اوسکا یا بشارت دے حدی خوان کہ ظاہر ہوا پہاڑ نقا کا اور دور سے ظاہر ہوئین چوٹیان اوسکے پہاڑون کی پس یہان جاتا رہا صبر صابر کا اور ظاہر ہوگیا وہ جو چھپاتا تھا اوسکے احوال سے ۱۲

سابق مین اسی طرح وادی فاطمہ جو مکہ معظمہ سے قریب ہے وہ بھی حضرت فاطمہ زہرا کی طرف منسوب
نہین ہے کوئی اور فاطمہ ہین اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب مدینہ مطہرہ اور منارہ مسجد اور
قبے نظر پڑین تو تعظیماً و اجلالاً و تبرکاً اور اپنے تئین سواری سے زمین پر گرا دے اور اگر
ہو سکے تو مسجد شریف تک پیادہ جاوے زر نظم ہذا قباب و ہذہ یا رب الیثرب فقد حصل
المنا و المطالب * انتہی فقد حصل التواصل فانقضے * زمن الجفا والوقت وقت
طیب * والریح قد اہدت لنا من طیبہ * عرفا کنشر المسک بل ہو اطیب * واحل
تربۃ احمد قبابہ * یاوی الفقیر و یستجیر المذنب * حدیث مین آیا ہے کہ جب وفد
عبد القیس کی نظر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جمال جہان آرا پر پڑی تو بغیر
اونٹ بٹھلانے کے فوراً سب نے اپنے تئین زمین پر گرا دیا اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے انکو اس سے منع نہ فرمایا بیت فاذا المطی بنا بلغن محمداً * فظہورھن
علی الرحال حرام * شعر کو طاقت آنکہ باین جا و پہ شوق * رخسار تر آستیم و بتیاب نگردم
واز جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ قاصد زیارت جب حرم شریف مدینہ سکینہ سے مشرف ہو تو حضرت
سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام پر صلوۃ و سلام بھیجکر یہ دعا پڑھے اللّٰہم ہذا حرم
رسولک فاجعلہ لی وقایۃ من النار و امانا من العذاب و سوء الحساب اللّٰہم
افتح لی ابواب رحمتک وارزقنی فی زیارۃ نبیک ما رزقتہ اولیاءک و اہل
طاعتک واغفرلی وارحمنی یا خیر مسئول اور عمدہ اسباب مین استغراق ظاہر و باطن
سے صلوۃ و سلام مین اور تصور عظمت و جلالت عتبہ عالیہ محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام مین اور رقت
کے لوازم سے ہے فرحت و سرور اور شکر گزاری حق تعالی و تقدس کی کہ اوس مفضل لمنعام جلت نعماءہ
و تعالت آلاءہ نے اپنے فضل و کرم سے یہ دن دکھلایا اور بخت خفتہ کو جگایا شعر حبذا رسید وقت
حبذا الیوم وصال * باغ من گل میکند امروز بعد از چند سال * اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ اوس
بلدۂ طیبہ مطیبہ مطہرہ معظمہ مکرمہ محترمہ مین داخل ہونے کے واسطے غسل کامل بجا لاوے
اور مسواک کرے اور جامہ لطیف پہنے اگر سفید ہو تو بہتر ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
سب کپڑون مین سفید کپڑے کو زیادہ دوست رکھتے تھے اور زیور حلم و وقار سے آراستہ

اور لباس احرام سے جیسا کہ بعضے عوام کرتے ہین پرہیز کرے کیونکہ وہ مخصوص حیات مکہ معظمہ
اور خواص حج و عمرہ سے ہے بعد اوسکے عظمت و جلال شان مصطفوی ہین نگاہ کرکے کمال
خضوع و خشوع ظاہری و باطنی کے ساتھ داخل مدینہ منورہ ہو اور اسبات کو جانے کہ یہ
وہ مکان ہے کہ پروردگار جہان نے اپنے حبیب و صفی سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اختیار کیا ہے اور جتنے فتوحات و برکات عالم مین شائع و
ظاہر ہین اون سب کا منبع و منشا یہی مکان متبرک ہے شعر ہر گل و سبزہ کہ در باغ نمودی
دارد ✽ آن از اثر باد صبا این ہمہ آوردہ تست ✽ اور اس تصور سے غافل نہو کہ یہ زمین وہ ہے
کہ جسنے حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کے اقدام شریف چومے ہین اور پاے مبارک
اسپر رکھے گئے ہین اور اوس زمین مقدس پر پاؤن رکھنے اور اوٹھانے مین ہیبت
و سکینت کو جگہ دے جو صفت لازمہ حضرت سید الکائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات تھی اور
جانے کہ یہ درگاہ عالم پناہ اتنی بزرگ ہے کہ یہان ادنی سوء ادب مثل رفع صوت وغیرہ
کے موجب حبط عمل ہوتا ہے قطعہ طَابَتْ بِطِيبِكَ يَا تُرْبَ يَثْرِبَ تُرْبُهَا مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ
طَيْبَةً سَمَّاهَا ✽ وَذَهَبْ لَوْلَاكَ صُبْحَ نُورِهَا صُبْحَ نُورِهِ ✽ وَهَبَّتْ رِيَاضُ قِبَابِهَا وَقِبَاهَا
وَقُودُ لَكَ يَا خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ جِئْنَا بِفَاقَتِنَا وَاَنْتَ غِنَاهَا ✽ جِئْنَا اِلَيْكَ بِبِضَاعَةٍ قَدْ اُزْجِيَتْ
فَاَتِمَّ بِضَاعَتَنَا وَهَبْ لَنَا ✽ اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ دروازہ شہر پناہ مین داخل
ہونے کے وقت کہے بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ
وَاَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا حَسْبِيَ اللّٰهُ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ
تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ وَبِحَقِّ
مَمْشَايَ هٰذَا اِلَيْكَ فَاِنِّي لَمْ اَخْرُجْ بَطَرًا وَلَا اَشَرًا وَلَا رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً خَرَجْتُ اتِّقَاءَ سَخَطِكَ
وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ اَسْئَلُكَ اَنْ تُعِيذَنِي مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ
اور یہ دعا مسجد مین داخل ہونے کے وقت بھی مستحب ہے اور حدیث حضرت ابی سعید خدری
رضی اللہ عنہ مین آیا ہے کہ جو شخص اس دعا کو مسجد کی راہ مین پڑھے اللہ تعالی ستر ہزار فرشتے
اوسپر موکل کرتا ہے تاکہ اوسکے واسطے استغفار کرین اور رب العزت جل جلالہ اوسکی طرف

ہوتا ہے و ازجملہ آداب زیارت یہ ہے کہ مسجد شریف میں داخل ہونے سے پہلے صدقہ دے کیونکہ
صدر اسلام میں یہی معمول تھا کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قصد تخلیہ کرتا تھا
اوسپر واجب تھا کہ کچھ پہلے صدقہ دیتا تھا بعد اوسکے ملازمت شریف میں حاضر ہوتا تھا چنانچہ
آیہ کریمہ اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً دلیل
اسپر دال ہے کہتے ہیں کہ اول جسنے اسبات پر عمل کیا وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے اور بعد
منسوخ ہوجانے اسکے وجوب کے استحباب اپنی جگہ پر باقی رہا کہ وہ صفت لازمہ مطلق
صدقہ ہے اور زیارت حضرت علیہ الصلوۃ والتسلیمات کی وفات کے بعد حکم ملازمت کا ہے
حالت حیات میں صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم وازجملہ آداب زیارت یہ ہے کہ قصد
زیارت حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام مسجد شریف میں داخل ہونے کو سب
کاموں سے مقدم رکھے اور پہلے اوس سے کسی کام میں مشغول نہو مگر وہ جو ضروری امر
ہو اور اوسکے خاطر مطمئن ہو اور دل اوس طرف لگا رہے اور جب داخل ہو تو اوس مکان
عظیم کی عظمت و ہیبت کے تصور رہے اور اوسکے شرف و عزت کے ملاحظہ سے غفلت
نکرے اور جانتا رہے کہ یہ مکان مہبط وحی اور منزل رحمت اور مقام عزت اور مسجد خاتم الانبیا
سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ
اجمعین وازجملہ آداب زیارت یہ ہے کہ مسجد شریف میں داخل ہونیکے وقت تھوڑا سا
وقفہ کرے گویا کہ اوس جناب سے اندر حاضر ہونے کا اذن مانگتا ہے اور بعضے علما
کہتے ہیں کہ اسکی کچھ اصل نہیں واللہ اعلم اور مسجد شریف میں داخل ہونے کے
وقت پہلے داہنا پاؤں رکھے اور یہ دعا پڑھے جسکا پڑھنا ہر مسجد میں داخل ہونے
کے وقت مستحب ہے اَعُوْذُ بِاللهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَبِسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ مَا شَاءَ اللهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِيْ وَاَعِنِّيْ عَلٰى كُلِّ مَا يُرْضِيْكَ
وَمُنَّ عَلَيَّ بِحُسْنِ الْاَدَبِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا

وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ہیں دعا کو مسجد میں آنے کے وقت اور اوس سے باہر جانے کے وقت ترک نکرے لیکن باہر جانے کے وقت وافتح لی ابواب فضلک کہے بجائے رحمتک کے اور کم سے کم جو امین کفایت کرتا ہے یہ کلمات ہیں اعوذ باللہ بسم اللہ الحمد للہ السلام علی رسول اللہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اذا دخل احدکم المسجد فلیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس داخل ہونے والے کو چاہیے ہے کہ کمال انکسار و عاجزی اور ہیبت اور وقار اور تعظیم کے ساتھ زینت مسجد وغیرہ سے آنکھیں چراتے ہوئے جوارح کو فعل عبث سے بچاتے ہوئے خاطر کو اور اشتغال سے اوٹھاتے ہوئے عظمت محمدی اور سطوت احمدی اپنے دل میں جماتے ہوئے مسجد شریف میں داخل ہو اور یہ اعتقاد رکھے کہ حضرت سید الانس والجان حبیب خالق کون و مکان علیہ الاف التحیۃ والسلام من الملک المنان موجود و حیات ہیں اور ہمارے احوال کو ملاحظہ اور ہماری آوازوں کو سمع فرماتے ہیں اور اگر اوس وقت کوئی شخص ایسا سامنے آجائے کہ اوسکے ساتھ بغیر سلام و کلام کے چارہ نہیں تو جہانتک ہو سکے اپنے تئیں اوس سے بچا جائے اور چشم پوشی کر جائے اور اگر ضرورت پڑ جائے تو بقدر ضرورت سے آگے نہ بڑھجائے اور دل ہمہ تن اوس طرف مشغول ہو اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب داخل مسجد شریف ہو تو اعتکاف کی نیت کرلے اگرچہ اندر ٹھہرنے کا زمانہ تھوڑا ہی ہو کیونکہ یہ بعضے علما کے نزدیک صحیح ہے اور فضیلت و ثواب حاصل کرنے کو کافی ہے اور کل مساجد میں داخل ہونے کے وقت یہ ادب مرعی ہے اور سہل انگاری نہیں کرنا چاہیے کہ اگرچہ یہ عمل تھوڑا ہے مگر اثر عظیم رکھتا ہے بعد اسکے روضہ مبارک میں آوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھنے کی جگہ پر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد ادا کرے اور اوسکی قرات میں طوالت نہ کرے قل یا ایھا الکافرون و قل ہو اللہ احد پر اکتفا کرے اور اگر اوس جگہ آدمیوں کی کثرت کی جہت سے نہ پہونچ سکے تو اوسکے قریب کسی اور جگہ کھڑے ہو کر پڑھ لے اور اگر اوس وقت نماز فرض کی تکبیر ہوتی ہو یا نماز فرض کے فوت ہو جانے کا خوف ہو

تو تحیۃ مسجد نیت کے ساتھ قید ہو کیونکہ یہ غرض نماز فرض سے بھی حاصل ہے اور جب
تحیۃ المسجد کر چکے خدا کا شکر بجا لائے کہ اس نے توفیق دی اور قبول کرے اس نعمت عظمیٰ سے مشرف
کیا اور حصول سعادت دارین کی دعا مانگے اور یقین کرے کہ یہ وہ درگاہ ہے کہ نا امید ہو کر
کوئی طالب صادق اور فقیر سائل یہاں سے مردود و نا امید نہیں پھرا اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ
الکَرِیْمُ الرَّاجِیْ مَکَارِمَہٗ ۔ اَفَیَرْجِعُ الْجَارُ مِنْہُ غَیْرَ مُغْتَنِمٍ ۔ اور جیسا کہ کہا ہے ایک بزرگ
نے فقط علی بابک الاعالی ملک دت بک الرجے ۔ ومن جاء ھذا الباب لا یخشی
الرد ۔ السلام علی انوار طلعاتک التی ۔ اغنت بہا شکرا وانتہا جلا لعلک
تعطف علینا بنظرۃ تزیل ما اثر الوحید فینا وما ابلی ۔ وانت ملاذ العبد فی
غایۃ المنی ۔ وسیلۃ من سادمن جاء کا عبدک ۔ وانت اذا ادری وانت مسلیہ ربا
حبک انت الوسیلۃ والقصد ۔ علما کا اختلاف ہے کہ پہلے تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے
یا پہلے زیارت حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کرنا بعض علمائے مالکیہ کے زیارت کی
تقدیم کو تحیۃ المسجد پر تجویز کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اگر چہرہ مبارک کے سامنے
سے گذر ہو تو زیارت کو مقدم کرنا مستحب ہے اور اکثر علما کے نزدیک مستحب ہے تقدیم
تحیۃ المسجد ہے زیارت پر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں
میں کسی سفر سے پھر کر آیا تھا حضور حضرت رسالت پناہ خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کہ
میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ تو مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھی میں نے عرض کیا
نہیں یا رسول اللہ فرمایا جا مسجد میں داخل ہو اور نماز ادا کر اور اس کے بعد ہم کو آکر سلام کر اور
خلاف اس سلام کے سوا ہیں سے جو آداب دخول مسجد سے ہے اسواسطے کہ وہ تقدیم
تحیۃ المسجد پر بالاتفاق جیسا کہ گذرا اور جواز سجدۂ شکر میں بھی تحیۃ المسجد کے پہلے ہو
اختلاف ہے شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر کوئی نعمت تازہ ہوا اور مصیبتوں کے دور ہونے
والہام میں عنایت ہو تو جائز ہے اور اس کے جواز میں علمائے حنفیہ کی روایات بھی آئے
ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل شریف سے بھی منقول ہوا ہے واللہ اعلم
فصل بعد اس کے کہ تحیۃ المسجد ادا کر چکے زیارت شریف کی طرف متوجہ ہو اور ادا

کی جناب سے رعایت ادب مین استعانت کرے کہ اوس مقام منیف اور موقف شریف مین بغیر اللہ تعالی کی مدد اور اعانت کے ٹھہرنا ممکن نہین اشعار ولما رایتنا قابرا حتمد کح بین سناء ونہار اجمل الشمس والبدر + وثما ممتا امما اشرف اللہ انہ یذکر با من فرط ہیبتہ الحسن + دجئنا الہ وشلہ من نفوسنا + فجئنا الفس ادلیہ ربنا البدر بہو البحر الکون سلسبیل وان تردہ تجد سلسبیلا الہ کوثر یرا + بسمر یات فی سبل الغایۃ واصیاگ + الیہ بہ حتی تری ذاتہ جہرا + ہو الکنز انزل اللہ بیت علو درتہ دمن ادیع الرحمن فی قلبہا ۱۲ اور جسقدر ممکن ہو سکے ظاہر و باطن مین خضوع و خشوع و عجز و انکسار سے ایک ذرہ فروگذاشت نکرے یہ البتہ ہے کہ سجدہ نکرے اور منھہ خاک پر نہ ملے اور جالی شریف کو نہ چومے اور جو فعل اسکے خلاف شرع امر ہون اون سب سے اجتناب کرے اگرچہ ظاہر بینون کی نظر مین وہ ادب کے قبیل سے معلوم ہوتے ہون بلکہ یقین اسبات کا رکھے کہ حقیقت ادب آپکی اتباع اور امتثال امر مین ہے اور جو اسباب مین وہ باطل ہے اور اگر کوئی امر غلبہ حال و شوق سے پیدا ہو تو بھی اگر لوگون کے جمع ہونے کے وقت نہو تو بہتر ہے اور بعضے علما کو اسباب مین کچھہ گفتگو ہے لیکن مفتی بہ اور مختار وہی ہے جو کہا گیا اور سلام کے وقت داہنے ہاتھہ کو بائین ہاتھہ پر رکھکر کھڑا ہو جیسے نماز مین کھڑے ہوا کرتے ہین چنانچہ کرمانی نے اسبات کی تصریح کی ہے اور قبلے کی طرف پیٹھہ کرے اور مسمار فضہ کیطرف منھہ اور قندیل کے نیچے کھڑا ہو مترجم غفر اللہ لہ کہتا ہے کہ اس زمانے مین کہ سن بارہ سو اسی ہین مقابل چہرہ مبارک کے تین ہیرے دیوار حجرہ مبارک سے لگے ہین اور وہی مواجہ شریفہ کی پہچان ہے اوسی کے سامنے کھڑے ہوکر سلام پڑھتے ہین اور مسمار فضہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے زمانے مین ہوگی اب نہین ہے اور حجرات شریفہ کو مسجد شریف مین داخل کرنے سے پہلے قدما کی کھڑے ہونے کی جگہ اوس مقام کے اندر تھی جس مقام مین اب جالی شریف ہے اور وہ قبر مبارک سے تین چار گز کے فاصلے سے ہوگی اور اس زمانے مین زائرین شباک شریف کے باہر کھڑے ہوتے ہین بہرحال جالی شریف کے قریب کھڑا ہو یا دور

ادب کو ملحوظ رکھے اور یقین رکھے اس بات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے
کھڑے ہونے اور حاضر رہنے پر مطلع ہیں اور آواز معتدل سے کہ نہ بہت اونچی ہو
نہ بہت پست بصفت حیا و وقار سلام عرض کرے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر تین بار کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ
النَّبِيِّيْنَ آخر عبارت تک جو زیارت کے رسالوں میں لکھی ہے اور معلم لوگ پڑھاتے ہیں اور
مختار بعض سلف کا مثل حضرت عبد اللہ بن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم کے اختصار ہے اور
اقتصار مقدار اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے
منقول ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت شریف کو حاضر ہوتے کہتے
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَتَاهُ
اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اور غالب یہ ہے واللہ اعلم کہ اقتصار اس مقدار پر روزمرہ کی
زیارت میں ہوگا یا تنگی وقت میں مثل اقامت نماز کے یا دوسری ضرورت سے ورنہ
اوس عاشق زار سے کہ با دل پر اشتیاق و سینہ پر از شکایت فراق ایک مدت میں جنگل
بیابان طے کرکے حبیب کے دروازے پر پہونچا ہو کب ہو سکتا ہے کہ اس مقدار پر
اکتفا کرے بیت طے نسازی از خدا خواہم در روز محشری چہ پیش تو تابیان کنم حال شد
ور ندرا ہ اور اکثر علما نے تطویل و تکثیر کو اختیار کیا ہے اس واسطے کہ نبی کریم کے حضور
کھڑا ہونا اور اوس جناب کے ساتھ مخاطبت کرنا ایک بڑا امر عظیم اور بڑی سعادت
ہے کما قال الشاعر شعر حَمَّا مَا جَرَى بِحَوْمَةِ الْجَنْدَلِ يَنْجَعُ فَاَنْتَ بِمَرْأًى مِنْ سُعَادَ
وَمَسْمَعٖ اور اگر اس زائر کو کسی نے حضور حضرت رسالت پناہ میں سلام پہونچانے
کی وصیت کی تو عرض کرے اس عنوان پر کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ
فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ یا اس عنوان پر کہ فلان بن فلان يُسَلِّمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بعد ا
داہنی طرف ایک گز شرعی کے قدر ہٹ کر کھڑا ہووے کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا

ن الصدیق یا صفی رسول اللہ وثانیہ فی الغار جزاک اللہ عن امۃ محمد صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر السلام علیک یا عمر الفاروق الذی اعز اللہ بہ
الاسلام جزاک اللہ عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر السلام علیکما
من فلان بن فلان اگر کسی نے وصیت کی ہو تو پھر مواجہہ شریف حضرت سید الرسل
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو اور بطور سابق پھر سلام عرض کرے اور توسل
اور تشفع اور استمداد و استعانت میں نہایت تذلل و انکسار و خضوع و خشوع بجالاوے
اور آثار سلف سے ثابت ہے کہ جو شخص قبر مبارک کے پاس یہ آیت پڑھے ان اللہ
وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا
تسلیما بعد اوسکے ستر بار کہے صلی اللہ علیہ وسلم علیک یا محمد تو فرشتہ آسمان سے
ندا دیتا ہے کہ صلی اللہ علیک یا فلان کوئی تیری حاجت وہ نہیں ہے کہ آج بر نلائی گئی ہو
اور بعضے علماء نے بخیال اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام مبارک کے ساتھ
ندا کرنے میں نہی وارد ہے کہا ہے کہ اگر صلی اللہ وسلم علیک یا رسول اللہ بجائے یا محمد کے کہے
تو اچھا ہے میں کہتا ہوں کہ یا نبی اللہ کہے تو اور اچھا ہے کیونکہ نظم قرآنی کے ساتھ
موافق تر ہوگا بعد اسکے اوسکی طرف آوے اور درمیان قبر مبارک اور درمیان اسطوانہ
کے اسطوانہ پر کہ سر مبارک کی طرف ہے بیٹھ نہووے یا رہے قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو جاوے
اور حمد وثنا اور درود اور دعا اور درود و سلام میں مشغول ہو پھر روضہ مبارک میں آوے منبر
شریف کے پاس اور دعا کرے کہ دعا اوس جگہ مستجاب ہے فصل آداب اقامت مدینہ
منورہ میں از جملہ اون آداب کے یہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں جتنی مدت ٹھہرا ہو اوس مدت کو
غنیمت سمجھے اور رات دن مسجد شریف سے لپٹا رہے اور حضوری مسجد شریف کو انواع
خیرات و صدقات و طاعات و صلوات کے ساتھ لازم سمجھے اور اسمین شک نہیں ہے
کہ اوس قدر مسجد میں جو زمان نبوت میں تھی تخصیص طاعت کرنا افضل و اکمل ہوگا اور
از جملہ آداب اقامت مدینہ یہ ہے کہ اگر زائر مسجد شریف کے اندر ہو تو حجرہ مبارک سے
نظر نہ اوٹھاوے اور اگر باہر ہو تو قبہ مبارک پر کمال ہیبت و تعظیم و خضوع و خشوع سے

نظر رہے کہ قبہ مبارک پر نظر کرنے کا حکم استحباب میں حکم ہے پر نظر کرنے کا جو ادب جو نورانیت
اور ذوق قبہ مبارک کی طرف نظر کرنے سے عاشقان مشتاق اور مشتاقان عاشق شہر
کے باہر سے حاصل کرتے ہیں اوسکا دریافت کرنا موقوف ہے اوسی حالت پر اس وقت
اوس کیفیت و ذوق و نورانیت کی شرح ممکن نہیں مصرع ذوق این مے نشناسی بخدا تا نچشی
اور جملہ آداب اقامت مدینہ منورہ کے یہ ہے کہ ہو سکے تو مسجد شریف میں احیای لیل کو ہاتھ
سے نہ دے اگرچہ ایک ہی رات ہو کہ اوس رات کی قدر شب قدر سے کچھ کم نہیں بلکہ زیادہ
ہے مصرع آن شب قدرے کہ گویند اہل خلوت امشب ست شعر فکل اللیالی لیلۃ
القدر ان دنت کما کان یوم اللقا یوم جمعۃ فقط شعر نحن فی حضرۃ الحبیب
جلوس یقظۃ ھذہ ولا منام یا رسول الالہ انی محب بفنائک اللہ عاشق
مستھام یا رسول الالہ انی نزیل و نزیل الکرام لیس یضام یا رسول
الالہ انت رجائی و اصحابی نعم الوسادۃ ھم اور اگر وہاں کی شب باشی کی اجازت
لینے میں کچھ تردد و تذلل کی نوبت آوے اور حکام کے پاس دوڑ دھوپ کا اتفاق پڑے تو
اوسکو اپنی سعادت وقت اور شرف روزگار سمجھے اور طواشی و اغوات کے ساتھ
تعظیم و تکریم سے پیش آوے کہ اوس جناب عرش مآب کے خدام ہیں اور از آداب وسرا ہے
از جملہ آداب اقامت مدینہ منورہ کہ ہر دل کی طرف آنکھیں خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا نظر
عظمت و عزت سے نگاہ ڈالے اسواسطے کہ ہر تقدیر پر اور ہر حال میں یہ لوگ اوس جناب
کے ساتھ ایک نسبت و اضافت خاص رکھتے ہیں شعر کفے شرفا انی مضاف الیکم
وانی بکم ادعی وانی اعرف اور چاہیے ہے کہ اوس رات میں کہ تمام عمر کی ایک رات
ہے سارے اپنے اعمال و اشغال ورد وظیفہ کو چھوڑ کر اللھم صل علی محمد و آلہ صلوۃ
انت لھا اھل و صل و سلم علیہ صلوۃ تکون لھا اھلا صلوۃ ثابتۃ حیث عاین
السر الذی بینک و بینہ یعرف قد دھاہ انت واہ صلوۃ متی معراج
قدسہ الیک وسمۃ انسہ لدیک اور اسقدر کیفیت و ذوق بہم پہونچاوے کہ نیند
اوسکے پاس پھٹکنے نپاوے اور نہ اوسکا اشتیاق جان بالکل حبیب کے جمال صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم حیران کو اوس درگاہ باعظمت وعزت وجلال مین نیند آئے مصرع قرار چیست
صبوری کدام وخواب کجا شعر گفتی ام درخواب روتا بہ بینیش اندر خیال + این سخن بیگانہ را گوں
آشنا را خواب نیست + اور آن صاحب دولت کی خدمت مین جو سعادت واقبال اوس سب صالح کا
باوجود ہے میری التماس یہ ہے کہ اس فریفتہ جمال محمدی وشیفتہ کمال احمدی بیمار فراق سراپا
اشتیاق کو فراموش نکرے اور اگر کچھ اپنے سے خبر باقی رہے تو اس دیوانے کو یاد کرنا
ضرور ہے شعر چو با حبیب نشینی وبادہ پیمائی + بیاد آر حریفان بادہ پیما را + کیونکہ اگر یاد کرو
تو تمکو بھی اس دیوانے نے اپنے وقت مین یاد کیا ہے اور اگر اسمین کچھ تمکو شک ہو تو
اوس جناب سے دریافت کر لو تاکہ تمکو یہ شک باقی نرہے سبحان اللہ کہان تھے اور
کہان آ گئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور از جملہ آداب یہ ہے کہ مسجد شریف مین داخل ہونے کے
وقت سے نکلنے کے وقت تک دل وزبان وجوارح کو ہر چیز مکروہ سے نگاہ رکھے اور
ہر اوس چیز سے جو اولی وافضل کے خلاف ہو اور برابر اس تصور وملاحظہ مین رہے
کہ مین ایک بڑے ادب کی جگہ مین حاضر ہون اسمین اگر کوئی شخص ایسا کہ جسکے ساتھ
مجالست اور مکالمت سے حضور دل مین فتور پڑتا ہے ہمنشینی وہمکلامی اس سے چاہے
تو اسکو چاہیے کہ اپنے تئین اوس شخص کے ہاتھ سے بلطائف الحیل چھڑا وے
اور اکتفا کرے ایک کلام مختصر پر جو قدر ضرورت پر حصول مقصود مین کفایت کرے
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَتَقَبَّلْ مِنَّا مَا عَمِلْنَا بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ وَاَجْبِرْ مَا فَاتَ عَنَّا
بِعَفْوِکَ وَحِلْمِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور از جملہ
آداب یہ ہے کہ جیسا بعضے عوام الناس تحرصیا فی مسجد شریف مین کھا کر گٹھلی مسجد ہی وال دیتے
مین ایسا نکرے اسواسطے کہ یہ فعل رعایت ادب وتعظیم مسجد سے دور ہے اور تحقیق وارد
ہوا ہے کہ مسجد کو ایذا ہوتی ہے اوس چیز سے جو اوسمین پڑ جاوے جیسے آنکھ کو ایذا ہوتی
ہے خس وغیرہ کے پڑ جانے سے اور ذکر اس اوب کا آداب زیارت کی کتابون مین بنا بر
ملاحظہ عادات خلق ہوا ہے کہ اگلے زمانے مین تھے ورنہ اس زمانے مین تو اسباب کا

اثر بھی نہیں ہے شاید اسلئے لوگ اصحاب صفہ کے فعل کو اپنے فعل کی سند ٹھہراتے ہوں گے
کہ وہ حضرات رضی اللہ عنہم اجمعین مقیمان بارگاہ الٰہی تھے مسجد ہی میں رہتے تھے
اور مسجد ہی میں تمر وغیرہ نوش فرمایا کرتے تھے واللہ اعلم اور از جملہ آداب یہ ہے کہ پہلے
ہی سے اپنی جانماز کسی خاص جگہ میں روضۃ من ریاض الجنۃ سے ڈال نہ رکھے اور
لوگوں پر جگہ کو تنگ نہ کرے بلکہ اگر اوس مکان شریف کی فضیلت جمع کرنے کی حرص
رکھتا ہے تو سب سے پہلے آوے اور مصلی ڈالکر ایک جگہ بیٹھے نہ یہ کہ مصلی ایک خاص
جگہ پر ڈال دیا اور آپ تشریف لے گئے پھر جسوقت امام محراب میں کھڑا ہوا
آپ تشریف لاکر اپنے مصلی پر نماز میں مشغول ہوئے اس فعل کی کراہت و منع میں
گفتگوے علما ثابت ہے اور فتوے اسکی کراہت پر دیا ہے اور اسی کے حکم میں ہے وہ جو
صبح سے پہلے دروازہ مسجد شریف کھلتے ہی کچھ لوگ جو باہر دروازے کے اگر پہلے ہی سے
منتظر بیٹھے ہیں وفتۃً دوڑ پڑتے ہیں اور پہلی صف میں جگہ گھیر کر اپنی جانمازیں
ڈالکر زیارت شریف کیطرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور ادب و سکینہ و وقار کو کہ حضورنا
اوس مسجد شریف میں داخل ہونے کو درکار ہے ہاتھ سے دیتے ہیں بلکہ بعضے سادہ
لوح غایت حرص کی جہت سے کہ تعیین مکان اور اوس فضیلت کے حاصل کرنے
میں رکھتے ہیں زیارت سے بھی مقید نہیں ہوتے اور اگر ہوتے بھی ہیں تو باستعجال تمام

شعر حافظا علم و ادب ورز که در حضرت شاه * هر که را نیست ادب لائق قربت نبود

شعر ادبوا النفس ایہا الاصحاب * طرق العشق کلہا آداب

نعوذ باللہ من القسوۃ والغفلۃ ربنا لا تجعلنا من الغافلین

اور از جملہ آداب یہ ہے کہ مسجد میں تھوک نہ ڈالے کیونکہ فتوی اوسکی حرمت پر ہی اور وہ جو
وارد ہوا ہے کہ دفن کر دینا تھوک کا کفارہ ہو جاتا ہے ڈالنے کا اوسکو بعضے کہتے ہیں کہ مراد
اوس سے یہ ہے کہ دفن اوسکی گناہ کو مانع ہی اسوقت ہے نہ یہ کہ گناہ کا محو کرنے والا ہی
پہلے سے اور وہ حکایت جو رسالہ قشیریہ میں حضرت سلطان ابا یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
سے منقول ہے کہ آپ ایک شخص کی زیارت کو تشریف لے گئے تھے ناگاہ اوس شخص

مسجد مین تھوک دیا آپ پھر کھڑے ہوئے اور اوسکی زیارت نہ کی مشہور و معروف ہی جملہ ساجد مساجد مین ہرچہ جای آنکہ مسجد خاتم الانبیا ہو اور ادب تھوک ڈالنے مین جمیع احوال مین یہ ہے کہ بائین پائون کیطرف ڈالے اور قبلے کیطرف اور داہنی طرف سے احتراز کرے اور از جملہ آداب یہ ہے کہ اس مسجد شریف مین کہ محل نزول قرآن اور ہبط جبرئیل ہی ختم قرآن مجید مین اگرچہ ایک ہی بار ہو قصور نکرے اور اگر ہو سکے تو کسی کتاب کی قرأت و مطالعہ کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و شمائل پر مشتمل ہو اوسکے ساتھ ختم کرے یا کسی سے سنے تاکہ صفات و فضائل نبویہ مکرر سنکر باعثہ شوق لقای انجناب و داعیہ ورود و تعظیم آن جنجی مآب علیہ الصلوۃ والتسلیمات قوی تر اور تازہ تر ہو جائے اور از جملہ آداب یہ ہے کہ جتنے ہو سکین مدت اقامت مین روزے رکھے خصوصاً اگر مدت اقامت کم ہو اور ہو اگرم تاکہ کچھ شدت مدینہ منورہ کا مزا چکھ لے اور از جملہ آداب یہ ہے کہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ وسلم کی زیارت کے زیارت بقیع کہ آل و اصحاب کرام و ازواج مطہرات و اتباع و تبع اتباع اور علما و صلحای اُمت کا مرقد پاک ہی اور زیارت سید الشہدا عم النبی المصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور زیارت مسجد قبا وغیرہ من المساجد و زیارت آبار اور سائر الکنہ و آثار سید الابرار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو غنیمت سمجھے اور بیان اون مواضع اور احوال و اخبار ان مواضع کا پہلے ہو چکا ہے لیکن کلام اسمین ہے کہ زیارت بقیع کو ہر روز بعد زیارت حضرت صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ کے جایا کرے یا فقط جمعے کے دن جیسا کہ اب جاری ہے امام نووی اور اونکے تابعین اسبات پر ہین کہ زیارت بقیع ہر روز کرنا چاہیے اور بعضے علما اس کلام مین مناقشہ کرتے ہین کہ اسکے واسطے کوئی دلیل مستند نہین ہی شیخ ابو الحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ زیارت قبور سنت موکدہ ہی اور یہ شامل ہے ہر روز کو غایۃ الامر یہ ہے کہ جمعے کے دن افضل و اوکد ہوگی اور از جملہ آداب یہ ہی کہ جب مرتبہ قبر مبارک کے پاس سے ہو نکلے اگرچہ باہر مسجد سے ہو کھڑا ہو جائے اور صلوۃ و سلام آپ پر بھیجے اور اگرچہ ہو نکلنا دن بھر مین کتنے ہی مرتبہ واقع ہو نقل کرتے ہین کہ اس ادب کے ترک کرنے مین ایک شخص بزرگان قدیم مین سے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جناب سے

خواب میں معاتب ہوئے ہیں اور مسجد کے اندر چاہیے ہے کہ جب مرتبہ داخل ہو حضرت علیہ الصلوۃ
والتسلیمات پر سلام بھیجے اور بیٹھے اور اگر ہر مرتبہ مواجہہ شریفہ سے مشرف ہو کر طریق زیارت
بھی بجا لایا کرے تو افضل و اکمل ہوگا سارے مذاہب میں سوائے مذہب امام مالک رحمہ اللہ
کے کہ وہ کثرت سے زیارت کرنے کو مستحب نہیں رکھتے چنانچہ اوپر اسبات کی طرف
اشارہ ہو آیا ہے اور حاصل و خلاصہ سارے آداب کا یہ ہے کہ رعایت تعظیم و مہابت
و استغراق اور حضور اور شوق اور محبت اور طاعت اور عبادت اور ساری نیکیوں کو
حفظ قلب و جوارح کے ساتھ ظاہر و باطن میں اور ساتھ غنیمت جاننے مدت اقامت
کے باعتقاد و اسبات کے کہ خلاصہ عمر یہی ایک زمانہ ہے بوجہ اتم و اکمل و اولی و افضل
بجا لاوے اور ایک دم نسبت توجہ و حضور سے غافل نرہے اور بمعطش طلب اور
درد و طریق ادب سے فارغ نہ بیٹھے چنانچہ کسی نے کہا ہے شعر نادیدہ رخت ای عمر
سوا سے تو ورزیدم + فارغ ز تو کی باشم اکنون کہ ترا دیدم + اور اگر اوس جناب
کی طرف سے جاذبہ عنایت قوی ہے تو ہرگز نچھوڑے گا کہ دوسری جگہ جاوے
شعر با آنچہ دلم قرار گیرد بے تو + آتش بہت اندر زن و آنہم بستان + آداب جملہ آداب مہمہ کہ
لوگوں میں بعضے عوارض کی جہت سے اوسکی رعایت میں قصور واقع ہوتا ہے یہ ہے
کہ مدینہ مطہرہ کے رہنے والوں کے ساتھ محبت و رعایت تعظیم میں علی حسب مراتبہم
کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکرے تا بحدی کہ نسبت جوار صوری سید کونین کا مرتبہ و فضیلت زیادہ
رکھتا ہو بلکہ ہر چند فسق و بدعت اور سارے اقسام گناہ سے مطعون ہو اس واسطے
کہ شرف جوار حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کافی ہے اور یہ شرف کسی معصیت
و بدعت سے زائل نہیں ہوتا اور حسن خاتمہ اور عفو و مغفرت سے محروم نہیں کرتا التمعی

فیا ساکنی اکناف طیبۃ کلکم + الی القلب من اجل الحبیب حبیب + نظم
رأی المجنون فی البیداء کلبا + فمد له من الاحسان ذیلا + فلاموه علی ما کان
منه + وقالوا لم منحت الکلب نیلا + فقال دعوا الملامة ان عینی + رأته
مرة فی حی لیلی + مثنوی بو الفضولی گفت اے مجنون خام + این چہ شیداست این چہ

مدام ا بو رسانند اکلم طیب حق بی خورد شعر خود در البساطی امشر و + حسینہا ی سنگ سیبی او بر شمرد +
عیب جان از بیداد ایشان بی تبرد + گفت مجنون تو ہمہ نفسی و تن + اندر این گر شستے از چشم من +
کی تماشا می بشد مرا است این + پاسبان کوچہ لیلی ست این + اور وجہ اس ادب واجب الاہتمام
کی رعایت مین قدم ڈگ جانے کی جگہ ہے بعضے شریفون اور خادمان حرم کا حال ہے
کہ بعضے بدعات وتقصیرات کے ساتھہ منسوب ہین چاہیے ہے کہ اونکی طرف بھی بنظر
نسبت قرابت اور جوار شریف کے بنظر حقارت کے نہ دیکھے اور اعتقاد کرے
کہ نیکون مین بدون کا بھی چھپا ہے اور ملاحظہ کرے شاید قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے شان اہل بدر مین باوجود صدور بعضے تقصیرات کے بعضے اونکے سے غافل نرہے
اور مخالفت کے وقت بشاشت اور نرمی کا کام کو ہاتھہ سے نہ دے اور گالی گلوچ اور سختی
سے اپنے تئین باز رکھے اسواسطے کہ بیٹا باوجود عاق ہو جانے کے بھی بعضے
احکام سے مثل استحقاق ارث اور حرمت نسبت کے باہر نہین نکلتا اور گمان نیک حضرت
صدیق وحضرت فاروق اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین یہ ہے کہ ہر اوس
چیز مین کہ اونکے حق سے متعلق ہو سو عفو کر دینے کے اولاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
سے جائز نہین رکھتے تو گمان نیک رکھہ اور حق کو اہل حق پر چھوڑ اور شفاعت محمدیہ اگر گنہگاران
اہل بیت نبوت ورسالت مین درکار نہو کہ جسکے ظاہر کرنے کیطرف ارادۂ الہی جل جلالہ
متوجہ ہے تو پھر بہتر اس سے اور کونسا محل ہوگا اور بعضے مشائخ رحمہم اللہ نے اس آیہ
سے ایسا سمجھا ہے کہ اہل بیت نبوت مین سے کوئی شخص دنیا سے انتقال نکرے گا
جبتک کہ نجاست معنوی سے پاک نہو لے گا خواہ اسکا سبب لحوق مرض ہو خواہ کوئی
اور امر صعب مکفر سیئات یہ ترجمہ ہے کلام بعضے علمای مکہ معظمہ کا اوس کتاب مین جو
آداب زیارت مین تصنیف ہوئی ہے بعبارتہ اور کلام سمہودی وغیرہ اس ادب کے
محل رعایت مین اسکے ساتھہ موافق ہے واللہ اعلم فصل جبکہ زیارت حضرت سید الانام
علیہ وعلی آلہ التحیہ والسلام اور زیارات مساجد ومشاہد معظمہ سے فراغت حاصل کرکے
اپنے وطن کیطرف پھرنے کا عزم مصمم کرے تو چاہیے ہے کہ پہلے وداع مسجد نبوی کیطرف

...حصول ہو یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھنے کے مقام میں یا دوسرے جگہ
...و سکے قریب نماز پڑھے اور دعا کرے بعد اوسکے قبر مطہر کی زیارت کیطرف جسطرح
...آداب زیارت میں متوجہ ہو اور دونوں جہان کی سعادت حاصل ہونے کی دعا اپنے
...ق میں اور اپنے عزیز و قریب و دوستوں کے حق میں مانگے اور اللہ تعالے سے قبولیت
...ج و زیارت کی طلب کرے اور دعا کرے کہ اللہ تعالے اپنے فضل سے اور آپ
...بیب کے طفیل سے صحت و سلامت کے ساتھ وطن کو پہنچاوے اور لڑکے بالوں کو اچھی
...طرح سے دکھاوے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى
مِنَ الْعَمَلِ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ نَبِيِّكَ وَمُصَلَّاهُ وَحَرَمِهٖ
...وَيَسِّرْ لِيَ الْعَوْدَ اِلَيْهِ وَالْعُكُوْفَ لَدَيْهِ وَارْزُقْنِي الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَ
الْاٰخِرَةِ وَرُدَّنَا اِلٰى اَهْلِنَا سَالِمِيْنَ غَانِمِيْنَ اٰمِيْنَ اور قبول دعا کا اثر یہ ہے کہ اوس وقت
...رولائی آئے بلکہ گریہ وزاری سارے اوقات میں باعث ذوق اور نشان امیدواری
...ہے مثنوی این و قلم با غست و چشم ابر وش + ابر گرید باغ خندد و شاد و خوش + ذوق خندہ
دیدہ است خیرہ خند + ذوق گریہ بین کہ هست آن کان قند + روشنی خانہ باشی همچو شمع
گر فرو باری تو همچون شمع دمع + تا نگرید ابر کے خندد چمن + تا نگرید طفل کے پاید لبن + اور اگر
رولائی غلبہ نکرے تو اپنے تئیں رولانے میں سعی و کوشش کرے کچھ مضامین درد انگیز یاد کرے
اور روئے کہ اس مقام میں رونا ہر وجہ سے علامت قبولیت ہے اور اگر تھوڑا اسا
سر رشتہ محبت اور علاقہ دوستی کی طرف رکھتا ہو گا تو رونا اسکے کیطرف احتیاج نپڑے
گی سبحان اللہ بیت دلی از سنگ باید بسر راہ وداع + کہ تحمل کند آن لحظہ کہ محمل برود
اَحِنُّ اِلٰى زِيَارَتِهِمْ لَيْلًا + وَعَهْدِيْ مِنْ زِيَارَتِهَا قَرِيْبٌ + وَكُنْتُ اَظُنُّ قُرْبَ الدَّارِ
يُطْفِيْ + لَهِيْبَ الشَّوْقِ فَازْدَادَ اللَّهِيْبُ بعد اسکے اوسی طرح روتا ہوا اور اوس درگاہ
عالیجاہ عالم پناہ کی مفارقت اور اون مقامات بزرگ کے چھوٹنے پر حسرت و غم کرتا
ہوا بغیر اسکے کہ پچھلے پاؤں سے چلے بلکہ جسطرح چلا کرتے ہیں ویسے چلے کیونکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں وداع کے وقت پچھلے پاؤں چلنے کو کسی نے ادا...

مین سے نہین گنا بخلاف وداع بیت اللہ شریف سے کہ وہان وداع کے وقت سنت
یہ ہی کہ مسجد کے باہر تک پچھلے پانون چلے اسواسطے کہ ثابت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم بیت اللہ شریف سے وداع ہونے کے وقت اسی طرح چلے تھے اور کسی جگہ منقول
نہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین وداع کے وقت صحابۂ کرام اس طرح
کرتے ہون واللہ اعلم اور چاہیے ہی کہ وداع کے وقت جسقدر ہو سکے صدقہ دینے
مین قصور نکرے اور اکثر علما اسبات پر ہین کہ خاک مدینۂ مطہر و سے اینٹ و پتھر و صراحی و
کوزہ وغیرہ ساتھہ نہ لے مگر علمای حنفیہ اور بعضے شافعیہ اسکو جائز رکھتے ہین بہرحال اگر کچھہ
ہدایا مثل کھجور و پانی وغیرہ کے کہ جس سے اہل وعیال و دوست و آشنا خوش ہون
ہمراہ لے تو بہتر ہے بغیر اسبات کے کہ اوسمین کچھہ تکلف کو دخل دے اور سفر سے آنے
والے کو اہل وعیال کے واسطے ہدیہ ساتھہ لانے مین آثار موکدہ و اخبار صحیحہ
وارد ہوئے ہین اور مراجعت کے وقت جتنے آداب کہ باب رجوع من السفر مین آئے ہین
اون سبکی رعایت کرے اور جب اپنے شہر کے پاس پہونچے تو یہ دعا پڑہے اللھم انی
اسئلک خیرھا وخیر اھلھا ما فیھا واعوذ بک من شرھا وشر اھلھا وشر
ما فیھا اللھم اجعل لنا قرارا وارزقنا حسنا اور جب شہر مین گہسے تو پڑہے
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی
کل شیء قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ
الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ واعز جندہ
ولا شیء بعدہ اور چاہیے ہی کہ اپنے گھر مین پہونچنے سے پہلے اپنے لڑکے بالوکو
اپنے صحیح سالم پہونچنے کے خبر پہونچا دے اور یکایک نہ چلا آوے اور رات کو نہ آوے
اور بہت اچھا وقت آنے کا وقت چاشت ہی آخر دن تک رات داخل ہونے سے
پہلے اور گھر مین داخل ہونے سے پہلے مسجد مین جاوے اور دو رکعت نماز پڑہے
اگر وقت مکروہ نہو اور دعا کرے اور صحت و سلامت کے ساتھہ پہونچنے کا شکر نعمت
بجا لاوے اور کہے الحمد للہ الذی بنعمتہ وجلالہ تتم الصالحات اور جو سامنے

پر جاسکے اوس سے مصافحہ کرے اور معانقہ بھی کرے تو جائز ہی اگر امر و نہو نقل ہی کہ حضرت
سفیان بن عیینہ اُستاد امام شافعی رحمہما اللہ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ تعالی کے پاس آئے
حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اونسے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ مین معانقہ بھی کرتا اگر بدعت نہوتا
سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ معانقہ کیا اوس شخص نے جو ہمسے تمسے دونون سے بہتر
معانقہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ
اور ماتھےکا بوسہ لیا جس زمانے مین کہ وہ حبش سے آئے ہین امام مالک رحمہ اللہ نے کہا
وہ مخصوص ہی جعفر کے ساتھ حضرت سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا نہین بلکہ عام ہی حکم ہمارا
اور جعفر کا ایک ہے اگر ہم صالحین مین سے ہون اور فرمایا کہ تم مجھے اذن دیتے ہو
تمہاری مجلس مین حدیث بیان کرون حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا ہان بیان کرو
مین نے اذن دیا پس حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالی نے حدیث بیان کی اوس سند
جو اپنے نزدیک رکھتے تھے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے سکوت فرمایا یہان پر حضرت
قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ سکوت حضرت امام مالک کا دلیل ہی ظہور تصویب
قول سفیان رحمہ اللہ پر جبتک کہ کوئی دلیل قائم ہو تخصیص جعفر رضی اللہ عنہ پر انتہی کلام قاضی
اور وہ جو کچھ کہ دلالت کرتی ہی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ خاص ہونے
حدیث ترمذی سے ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ سفر سے پھر کر آئے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوٹھکر کھڑے ہوگئے اور چادر مبارک کھینچتے ہوئے
اور پہونچکر اونسے معانقہ کیا اور اونکی دونون آنکھون کے درمیان مین بوسہ لیا کہ
قال بعض المالکیہ اور اگر کسی عالم یا صالح یا شریف سے ملاقات ہو تو اوسکے ہاتھ چومنا
بھی درست ہی اور شفقت سے چومنا چھوٹے لڑکے یا چھوٹی لڑکی کا اور اوسکے سوا رخسار کا
اگرچہ دوسرے شخص کا فرزند ہو سنت ہی اور جب گھر کے اندر داخل ہو تو دو رکعت
پڑھے اور اللہ تعالی کا وظیفہ شکر و دعا و حمد و ثنا ادا کرے بعد اوسکے اپنے اہل و عیال
سے ملکر گھر سے باہر نکل کر کسی جگہ پر بیٹھے کہ محلے والے اور دوست آشنا اور جو
اگر ملین بس جو شخص ملاقات کو آوے اوسکے ساتھ تعظیم و تکریم و بشاشت و لطف

وقوع سے پیش آئے اور دعا کرے خصوصا شہر میں آنے اور مقیم ہو جانے سے پہلے کہ دعا مسافر کی خصوصا حاجی کی اپنے شہر میں پہونچنے سے پہلے مستجاب ہے اور اگر کوئی امر خلاف شرع پیش آوے جیسے دف و مزامیر کہ مسافر کے آنے کے وقت خلاف شرع لوگوں کے بیان بجا کرتے ہیں منع کرے اور خلاصہ سارے آداب کا اور روح سارے مناسک کی اور عمدہ سارے افعال میں اور افضل سارے اوضاع سے یہ ہے کہ اس سفر مبارک سے پھر آنے کے بعد تجدید توبہ اور التزام تقوی پر عزم کرے اور ظاہر و باطن کی نیکیاں تحصیل کرنے پر مستعد رہے کیونکہ کہتے ہیں کہ علامات حج مبرور سے یہ ہے کہ جیسا گیا تھا اوس سے بہتر پھر سے دلیل اسپر اور علامت اسکی یہ ہے کہ اتباع سید الانبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر حرص اور محبت دنیا و اہل دنیا سے سرد دلی اور محبت آخرت پر سرگرمی پیدا ہو والحذر الحذر اسبات سے کہ پھر گناہوں کے گرد پھرے اور بے قیدی کرے فَاِنَّ النُّکْسَۃَ اَشَدُّ مِنَ الْمَرَضِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ اور اگر بعضے ابواب خیر میں اپنے پروردگار سے عہد کرے اوسکے وفا کرنے کو لازم سمجھے کہ خدا سے نقض عہد کرنے کا انجام اچھا نہیں فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عَاھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا وَمِنَ اللّٰہِ التَّوْفِیْقُ

باب ستر ہوان ذکر فضائل درود میں اور جو کچھ اوس سے متعلق ہے

منجملہ اعظم آداب سالکین طریق زیارت اہدای درود ہے حضرت سید الانس والجان علیہ الصلوۃ والسلام من الملک المنان کے حضور میں اسواسطے اوسکے فضائل و ثمرات واحکام و اوقات کا بیان ضروریات وقت سے ٹھہرا اور وہ چند فصلوں میں تفصیل پاتا ہے وباللہ التوفیق

فصل

جاننا چاہیے کہ درود کے فوائد حد حصر سے باہر ہیں اونکا ضبط کرنا زبان قلم سے ہو نہیں سکتا لیکن بعضے علما و حفاظ حدیث نے جسقدر فوائد کہ احادیث صحیحہ و روایات حسنہ سے اونکے نزدیک ثابت ہوئے ہیں اون سبکو ضبط کیا ہے اور سلک بیان میں پرو دیا ہے بعضے اون فوائد میں سے نتیجہ اصل درود ہیں اور بعضے ایک عدد خاص پر مترتب ہیں اور بعضے کسی کیفیت خاص سے کے اثر ہیں اور

بعضے کسی ایک وقت معین کے ساتھ خاص ہین اور بعضے ایک حالت خاص کو لازم ہین
رادون مین سے کچھ کچھ اس کتاب مین مذکور ہوتے ہین واللہ الموفق از جملہ فوائد
رود امتثال امر الٰہی ہے اور موافقت اوس جناب کے ساتھ اور اوسکے ملائکہ کے
نکہ وہ تعالی وتقدس نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اور از جملہ فوائد درود یہ ہے کہ جو کوئی ایک
درود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجے اللہ تعالی اوسکے بدلے مین دس رحمتین اوسپر
تارتا ہے اور دس درجے اوسکے بلند کرتا ہے اور دس نیکیان اوسکے نامہ اعمال مین
لکھ دیتا ہے اور دس گناہ اوسکے مٹا دیتا ہے اور بعضے احادیث مین واقع ہوا کہ دس
بردے مین آزاد کرنے اور بیس غزوے کے برابر ہو جاتا ہے اور از جملہ فوائد یہ ہے کہ درود بھیجنے
والے کی دعا قبول ہوتی ہے اور شفاعت اور گواہی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی اوسکے
حق مین واجب ہو جاتی ہے اور از جملہ اوسکے یہ ہے کہ درود بھیجنے والے کو حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل ہوتا ہے اور قیامت کو دروازہ جنت پر اوسکا شانہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ مبارک سے چھو جاوے گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تک سب سے پہلے پہنچے گا اور اوس شدت کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اوسکے سارے امور کے متولی ہو جائینگے اور از جملہ اوسکے یہ ہے کہ درود بھیجنے
والے کی ساری مشکلین آسان ہوتی ہین اور ساری حاجتین بر آتی ہین اور سارے گناہ
بخشے جاتے ہین اور ساری برائیون کا کفارہ ہو جاتا ہے اور ایک قول پر جسکے فرض
قضا ہو گئے ہون اونکا بھی کفارہ ہو جاتا ہے اور صدقے کی جگہ پر قائم ہوتا ہے بلکہ ایک
قول پر اوس سے افضل ہے اور از جملہ اوسکے یہ ہے کہ درود پڑھنے کی برکت سے کرب
جاتا ہے اور بیماری سے شفا پاتا ہے اور خوف و فزع دور ہوتا ہے اور تہمت کا بری ہوتا
جاتا ہے اور دشمنون پر فتح پاتا ہے حق تعالی راضی ہوتا ہے اور اوسکی محبت دل مین پیدا
ہوتی ہے اور فرشتے اوسکے حق مین دعا کرتے ہین اور عمل و مال اوسکی برکت سے
ہوتا ہے اور بڑھتا ہے اور صفائی قلب اور فراغبالی اور سارے امور مین برکت حاصل

ہوتی ہی جس کہ اسباب مین اور اولاد مین اور اولاد کی اولاد مین پہونچتے طبقے تک حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور ازجملہ اوسکے ہی اہوال قیامت سے نجات پانا اور سکرات موت کی
آسانی ہونا اور تہالکہ دنیا سے خلاص ہونا اور بھولی چیز کا یاد آجانا اور فقر وحاجت کا
دور ہوجانا اور اقسام بخل وجفا ودعای رغم الانف سے سالم رہنا سواسطے کہ حدیث
شریف مین آیا ہی کہ جو کوئی میرے ذکر کے وقت درود نہ بھیجے وہ بخیل ہی اور گویا کہ اوسنے
جفا کی مجھپر اور اوسپر دعا کیجاتی ہی رغم انف کی یعنی خاک مین ملجاے ناک کی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم اور ازجملہ اوسکے ہی مجلس کا پاک ہوجانا اور گھیر لینا رحمت کا اوس مجلس کے بیٹھنے والونکو
اور نور بڑھجانا صراط پر اور ترسنے کے وقت اور ثابت رہنا قدم کا اوس حال پر آفات مین
اور اوس سے نجات پانا طرفۃ العین مین برخلاف حال اون لوگون کے جو درود کے تارک ہین
اور سارے فوائد درود سے اعظم واتم ذکر آنا ہی درود بھیجنے والے کا حضرت سید الانبیا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین شعر اَلْبِشَارَۃُ فَاخْلَعْ مَا عَلَیْکَ لَقَدْ ذُکِرْتَ
ثَمَّ عَلٰی مَا فِیْکَ مِنْ عِوَجٍ بیت جان میدہم درآرزو ای قاصد آخر باز گو در مجلس آن
نازنین حرفی کہ از ما میرود + اور ازجملہ اوسکے ہی زیادہ ہوجانا حضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اور آجانا محاسن نبویہ کا دل مین اور متمثل ہوجانا خیال کا آنکھ مین کثرت درود کا
اگر وہ درود بصفت حضور وتوجہ متصف ہو اللھم صل وسلم علیہ شعر
تری وسطہ ذکرک فی سطر النور خیالک فی سطری اور ازجملہ اوسکے ہی محبت کرنا
آدمیون کا اور محبت کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوسکے ساتھہ اور رحم شفقت کرنا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوس سے قیامت کے دن اور زیارت کرنا اسکا جمال جہان
آرای محمدی کو خواب مین اور محبت کرنا فرشتون کا اوسکے ساتھ اور حسب الکتاب فرشتو
اوسکے واسطے اور لکھنا اونکا اوسکے درود کو سونے کے قلمون سے چاندی کے
ورقون پر اور دعا واستغفار کرنا اونکا اوسکے واسطے اور پہنچانا ملائکہ سیاحین کا اوسکے
درود کو حضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اس عنوان سے کہ فلان بن فلان
مخلص کمترین بندگان عبد الحق بن سیف الدین تسلیم علیک یا رسول اللہ وکمترین

غلامان عبد الحق بن غلام رسول السلام علیک یا رسول اللہ اور عظم فوائد صلوٰۃ وسلام سے
مشرف ہونا ہی شرف رد سلام ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ مستمرہ ہے
اور کون سی سعادت اس سے زیادہ ہوگی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی خیر
وسلامت اوسکے شامل حال ہو اگر تمام عمر مین ایکبار بھی ہاتھہ لگے تو تمم خیر وسلامت
اور سو ہزار کرامت کا موجب ہے بیت بہر سلام مکن رنجہ در جواب آن لب کہ صد سلام
مرا بس سگے جواب از تو + اور اس سعادت کا حاصل ہونا تقیبات سے اسواسطے ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ثابت ہی اور یہ بھی ثابت ہے کہ جواب سلام
سنت ہی بلکہ فرض ہی تو ضرور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سنت سنیہ کے ادا
فرمانے مین موافق اپنی خصلت کریمہ کے کہ کان یبادر بالسلام مروی ہے مبادرت
اور مبالغہ فرما ہونگے اور اسبات سے ایک نکتہ دقیقہ اور معلوم ہوتا ہے کہ زیارت کرنے والا
وقت زیارت کے سلام عرض کرنے سے پہلے آپکے سلام سے مشرف ہوتا ہے اور بعد
سلام عرض کرنے کے پھر جواب سلام سے بھی مشرف ہوتا ہے اور از جملہ فوائد درود کے
تین روز تک باز رہنا فرشتون کا اوسکے گناہ لکھنے سے اور باز رکھنا اوسکا آدمیون کو اوسکی
غیبت سے اور آنا اوسکا قیامت کے دن عرش کے سایہ مین اور اوسکی ترازو کے
اعمال کا بھاری ہوجانا اور پیاس سے مامون رہنا اور جنت مین بہت سی حورین پانا
اور مشتمل ہونا درود کا ذکر وشکر ومعرفت حق نعمت الٰہی جل سلطانہ پر اور اظہار عجز ہے ادا
ادائے حق رسالت سے کیونکہ درود مین طلب وسوال تو لی حق تعالی ہی حبیب علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی صفت وثنا کے ساتھہ اور اسمین کچھہ شک نہین کہ حق تعالی وتقدس اپنے
بندے سے اس سوال وطلب کو دوست رکھتا ہے اور جب کہ بندے نے اپنی رغبت
وسوال وطلب کو خدا اور رسول کی خوشی کے امر مین صرف کیا اور اپنے نفس کی خوشی
کے امور پر غالب کیا تو ضرور ہے کہ مستحق جزاے کامل اور فضل خاص کا قابل ہوگا
اور حاجتین بر آئی اور مشکلین آسان ہوجانے کا سبب بھی یہی ہے جو مذکور ہوا فافہم رحمک اللہ
التوفیق اور رکنہا حاصل ہونا ذکر خدا کا ضمن درود مین ظاہر ہے کیونکہ اکثر صیغے درود کے

مشتمل ہین اسم مبارک اللھم پر کہ مراتب ملاحظہ جمیع اسما وصفات ہین حسن بصری رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر سلف سے نقل ہی کہ جو شخص حضرت رب العزت تعالی وتقدس کو لفظ اللھم کے ساتھہ یاد کرے تو اوسنے گویا سارے اسماے حسنی کے ساتھہ یاد کیا اب ہر مومن صادق اور محب مشتاق کو لازم ہی کہ اس عبادت کے بڑھانے مین اور اسکے اختیار کرنے مین اور اعمال پر تقصیر نکرے اور ایک عدد مخصوص جو ہمیشہ اوس سے ہوسکے اور اوسپر آسان ہو روزمرہ کا ورد ٹھہرالے وارد ہوا ہے کہ خَیْرُ الْعَمَلِ اَدْوَمُہٗ وَقَلِیْلٌ دَائِمٌ خَیْرٌ مِنْ کَثِیْرٍ مُنْقَطِعٍ اور چاہیے ہے کہ ہزار سے ہر روز کم نہو اور اگر اسقدر نہو سکے تو پانسو پر اکتفا کرے اور اگر یہ بھی میسر نہو تو ہر روز سو مرتبہ پڑھہ لیا کرے اور مختار بعضون کا تین سو ہے اور بعضون کا دو سو صبح وشام بعد نماز صبح اور بعد نماز شام کے اور چاہیے ہے کہ کچہہ سوتے وقت بھی ایک عدد معین کا ورد رکھے اور جو مومن موفق ہر روز بہت درود پڑھنے کی عادت ڈالتا ہی تو اوسپر آسان ہو جاتا ہے اور بعضے صیغے درود کے ایسے ہین کہ ایک ہزار تک پڑھنا بھی بہت آسان ہی اور جب اسکی حلاوت ولذت درود پڑھنے والے کے مذاق جان مین پہنچی تو اوسکی قوت وقوام روح اسی سے ہوگی فَاِنَّ ذِکْرَ الْحَبِیْبِ لِلْمَرِیْضِ طَبِیْبٌ اور بڑا تعجب ہے اوس مومن سے کہ دن رات مین ایک ساعت بھی اس عبادت مین کہ منبع انوار وبرکات اور مفتاح ابواب جمیع خیرات وسعادات ہی صرف نکرے اور قول حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِذَنْ یُکْفٰی ھَمُّکَ اوس شخص کے تئین کہ جسنے کہا اَجْعَلُ لَکَ صَلٰوتِیْ کُلَّھَا اور قول حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا لَوْلَا اَجَلٌ مَا فِیْ ذِکْرِ اللہِ لَجَعَلْتُ الصَّلٰوۃَ النَّبَوِیَّۃَ عِبَادَتِیْ کُلَّھَا اسباب مین کافی ہی اور سلوک والون کو اس دروازے سے آنے مین فتوحات عظیمہ حاصل ہوتے ہین اور بعضے مشائخ فرماتے ہین کہ جب شیخ کامل مکمل کسی کو ہاتھہ نہ لگے تو درود کا التزام کرے انشاء اللہ مقصود تک بآسانی پہنچیگا اور بھی ورود اور اوسکا توجہ اوس جناب کیطرف اسکی تربیت اور تہذیب کرے گا اور درگاہ خداوندی تک پہنچا دے گا اور حضور سید رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب سے مشرف کرے گا

اور وصیت کرتے تھے بعضے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ قرأت قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ کو کثرت درود
کے ساتھ اور فرماتے تھے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھنے سے ہمنے خدائے واحد احد کو پہچانا
اور کثرت درود سے ہمنے صحبت رکھی ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور فرماتے
تھے کہ جو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے گا وہ سوتے جاگتے
آپکی زیارت سے مشرف رہے گا جیسا کہ نقل کرتے ہیں شیخ کامل امام علی متقی حکیم کبیر بن
حضرت شیخ احمد بن موسیٰ متشرع صوفی سے اور بعضے متاخرین مشائخ شاذلیہ قدس اللہ
اسرارہم فرماتے ہیں کہ بر تقدیر نہ پانے ولی کامل مکمل مرشد متصرف کے طریق تحصیل
معرفت الٰہی یہی ہے کہ دوام ذکر و کثرت درود کے ساتھ ظاہر شریعت کا التزام کرے کثرت
درود سے ایک نور عظیم باطن میں پیدا ہوگا کہ رہنمائی اوسکی کرے گا اور اوس جناب
مالک مآب سے بے واسطہ فیض اُس تک پہنچائے گا اور خلاصہ طریقۂ شاذلیہ کا جو ایک
شعبہ ہے طریقۂ عالیہ قادریہ کا یہی ہے کہ بوسیلہ التزام متابعت اور دوام حضور حضرت رسالت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے واسطہ استفاضہ کرتے ہیں فَحَيَّاكَ فَأَوْحَتْكَ فِي أَمْنِ
اللّٰهِ الْإِعَانَةُ وَالتَّوْفِيقُ

فصل سخاوی اور بعضے اور محدثین رحمہم اللہ نقل کرتے ہیں
کہ محمد بن سعید بن مطرف ہر روز سونے سے پہلے کچھ درود پڑھ لیا کرتے تھے ایک رات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اونکے گھر میں تشریف لائے اور اپنے
جمال باکمال سے گھر کو روشن فرمایا اور فرماتے ہیں کہ ادھر لا اپنا منھ جس سے درود
پڑھا کرتا ہے ہم اوسکا بوسہ لیں یہ کہتے ہیں کہ مجھے آپ کے دہن مبارک سے اپنے
دہن نالائق کو ملانے میں شرم آئی تو اپنا رخسارہ آپکے دہن مبارک کے پاس لے گیا
آپ نے اوسکا بوسہ لیا میری آنکھ کھل گئی تو سارے گھر میں میں نے مشک کی خوشبو
پھیلی ہوئی پائی اور میرے رخسارے سے آٹھ دن تک مشک کی بو نہیں گئی اور شیخ احمد
بن ابی بکر بن رداد صوفی محدث اپنی کتاب میں شیخ مجد الدین فیروزآبادی سے ساتھ
اون اسانید کے کہ جو اوسکے نزدیک معتبر ہیں روایت کرتے ہیں کہ شبلی نے کہا ہے
کہ ایک روز شبلی ابوبکر مجاہد کے پاس آئے ابوبکر اونکی تعظیم کو کھڑے ہوگئے اور معانقہ کیا

اور دونون آنکھون کے بیچ مین بوسہ لیا مین نے عرض کیا یا سیدی ایسا کچھہ اس شخص کے
ساتھہ آپ نے کیا در حال آنکہ آپ اور سارے بغداد والے اسکو مجنون کہتے ہین فرمایا
یہ کچھہ اوسکے ساتھہ مین نے نہین کیا مگر پیغمبر خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھکر
مین نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ شبلی حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حضور مین
حاضر ہوا آپ اوسکے آنے سے کھڑے ہوگئے اور اوسکے ساتھہ معانقہ فرمایا اور
اوسکی دونون آنکھون کے درمیان کا بوسہ لیا پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
اتنی عنایت آپ نے شبلی کے حال پر کی فرمایا ہان وہ بعد نماز کے یہ آیہ کریمہ
پڑھا کرتا ہی لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ
بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ اور بعد اوسکے مجھپر درود بھیجتا ہی اور بھی اوسی کتاب
مین شبلی قدس سرہ سے نقل کرتے ہین کہ اونھون نے کہا کہ ایک شخص میرے ہمسائے
مین مرگیا تھا اوسے مین نے خواب مین دیکھا مین نے کہا کہ خدائے تعالی نے تیرے
ساتھہ کیا کیا اوسنے کہا کیا پوچھتے ہو بڑے بڑے ہول مجھپر گذرے اور منکر نکیر کے
سوال کے وقت مجھکو بڑی دقت ہوئی مین نے جانا کہ شاید دین اسلام پر میری موت
نہین ہوئی ایک آواز آئی کہ یہ سزا اوسکی ہی جو تو نے اپنی زبان کو دنیا مین بیکار رکھا ہے
جب عذاب کے فرشتون نے میرا قصد کیا تو ایک شخص نہایت خوبصورت بہت خوشبودار
میرے اور فرشتون کے درمیان مین حائل ہوگیا اور اوسنے حجت ایمان مجھے یاد دلائی
مین نے کہا خدا تجھپر رحم کرے تو کون ہی کہنے لگا کہ مین وہ شخص ہون کہ خدائے تعالی نے
تیری کثرت درود سے مجھے پیدا کیا اور حکم دیا ہی کہ ہر شدت و کرب مین تیری اعانت
کرون اور یہ حکایت مصباح الظلام مین بھی بے ذکر شبلی اور اونکے ہمسایہ کی علی سبیل الاجمال
منقول ہی اور بھی اوسی کتاب مین حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین
کہ حق تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کیطرف وحی بھیجی کہ یا موسی اگر میری حمد کرنے
والے عالم مین نہون تو ایک قطرہ پانی کا آسمان سے نہ اوتارون اور ایک دانہ زمین
سے نہ اوگاؤن اسی طرح بہت سی چیزین ارشاد فرمائین یہان تک کہ فرمایا کہ اے موسی

کیا چاہتا ہے کہ میں تجھے قریب تر ہو جاؤں اُس سے جو تیرے کلام کو تیری زبان سے
اور تیرے خطرات کو تیرے دل سے ہے اور تیری روح کو تیرے بدن سے اور تیری
نگاہ کو تیری آنکھ سے ہے اونھوں نے عرض کیا کہ ہاں یا اللہ میں چاہتا ہوں فرمایا پس
بہت سا درود محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بھیج تاکہ تجھے یہ نسبت حاصل ہو جائے صلی اللہ علیہ
و اصحابہ و ازواجہ وسلم اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرمایا اے موسیٰ تو چاہتا ہے کہ قیامت کی
پیاس سے تو محفوظ رہے اونھوں نے عرض کیا ہاں یا اللہ میں چاہتا ہوں فرمایا پس محمد
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بہت سا درود بھیج روایت کی اسکو حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی
کتاب میں اسکو ہے کہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کو ایسا مٹاتا ہے کہ
پانی آگ کو نہیں بجھاتا اور آپ پر سلام بھیجنا افضل ہے گردنوں کے آزاد کرنے سے اور
آپ کے ساتھ محبت رکھنا افضل ہے خدا کی راہ میں تلوار مارنے سے روایت کی اسکو ابو القاسم
اصفہانی نے اور بھی وہی روایت لاتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا
پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب دو مسلمان آپس میں ملاقات کے وقت مصافحہ کریں اور
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجیں تو پہلے اس سے کہ ایک دوسرے سے جدا
ہوں دونوں کے سارے گناہ اگلے اور پچھلے بخشے جاتے ہیں روایت کی اسکی حافظ ابن
بشکوال نے اور بھی حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت لاتے ہیں کہ ایک دن
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حجۃ الاسلام سے مشرف ہوا اور بعد اوسکے
ایک غزوہ کرے تو چار سو حج کے برابر ہوگا پس جو لوگ ایسے تھے کہ اونکو استطاعت
اور قوت جہاد نہ تھی اسبات کے سننے سے اونکے دل ٹوٹ گئے حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ
نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم پر وحی بھیجی کہ جو شخص تم پر درود بھیجے
اوسکو ثواب چار سو غزوے کا ہوگا اور ہر غزوہ چار سو حج کے برابر نکالا ہے اسکو ابو حفص
عبد المجید میانشی نے مجالس مکیہ میں اور بھی اوسی کتاب میں فصل احادیث خضر و الیاس
علیہما السلام میں لاتے ہیں شیخ مجد الدین فیروز آبادی سے متصل قند ابو المظفر محمد بن عبد

سمرقندی سے کہ کہا اونھون نے کہ مین نے ایک روز راہ گم کی ناگاہ ایک مرد کو دیکھا مین نے
کہ کتا ہی آدمیس ہین او سکے ساتھ ہولیا اور گمان مجھے ہوا کہ یہ خضر ہین مین نے پوچھا کہ آپکا
نام کیا ہے فرمایا خضر بن الیشا ابو العباس اور اونکے ساتھ ایک اور شخص کو بھی مین نے پایا
اوسنے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے اونھون نے فرمایا الیاس بن شام پھر مین نے اون دونون
صاحبون سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمپر خدا سے تعالی رحمت کرے آیا تمنے محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا وہ بولے ہان دیکھا ہے مین نے کہا کہ خدا کے واسطے جو
کچھ تم نے اونکی زبان مبارک سے سنا ہو مجھسے بیان کرو کہ مین روایت کرون تم سے
فرمانے لگے کہ ہمنے سنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے کہ جو کوئی
کہے صلی اللہ علی محمد وآلہ وسلم تو اوسکا دل نفاق سے پاک کیا جاتا ہے جیسے پاک کیا جاتا ہے
کپڑا پانی سے اور انھین اسناد سے فرمایا رسول اللہ علیہ السلام نے کہ جو کوئی کہے صلی اللہ
علی محمد بتحقیق اوسکے منھ پر کھولدیے جاتے ہین ستر دروازے رحمت کے اور ساتھ انھین
اسناد کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تم بیٹھو کسی مجلس مین اور کہو بسم اللہ
الرحمن الرحیم وصلی اللہ علی محمد تو حق تعالی ایک فرشتے کو موکل کرتا ہی کہ تمکو
غیبت سے باز رکھے اور جب مجلس سے اوٹھو اور کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلی اللہ
علی محمد تو اللہ تعالی منع فرماتا ہے آدمیون کو تمھاری غیبت کرنے سے اور ساتھ
انھین اسناد کے فرمایا خضر والیاس علیہما السلام نے کہ ایک شخص شام سے حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ
میرا باپ دوست رکھتا ہی کہ آپ کی زیارت کرے لیکن بہت بڈھا اور بنیا ہے اور قدرت
آنے کی نہین رکھتا آپ نے فرمایا اپنے باپ سے کہ کہ سات ہفتے مین یعنی سات شب
مین کہے صلی اللہ علی محمد مجھے وہ خواب مین دیکھے گا اور کہ روایت کرے
مجھسے حدیث کی اوسنے ویسا ہی کیا جیسا آپ نے فرمایا تھا پس دیکھا اوسنے آپکو خواب مین
اور روایت کی آپ سے حدیث اور اوسی کتاب مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
لاتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ درود بھیجو خدا سے تعالی کے انبیا

درود پر کیونکہ حق تعالیٰ نے جیسا مجھے رسول کرکے بھیجا ہے اونکو بھی رسول کرکے بھیجا ہے اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان وفی کتاب الدعوات الکبیر اور حضرت انس بن مالک کی روایت سے لاتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذا سلمتم علیّ فسلموا علی المرسلین انما انا رجل من المرسلین اخرجہ ابن ابی عاصم اور روایت کعب رضی اللہ عنہ سے لاتے ہیں کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضور میں حاضر ہوئے اور مجلس میں ذکر چلا حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو کہا کعب رضی اللہ عنہ نے کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ آفتاب طلوع کرے مگر یہ کہ اوترتے ہیں ستر ہزار فرشتے اور گھیر لیتے ہیں قبر مطہر معطر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اپنے بازو سمیٹتے ہیں اور آپ پر درود بھیجتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو وہ عروج کر جاتے ہیں اور دوسرا گروہ اوسی عدد کے ساتھ اوترتا ہے اور جو کچھ وہ کر گئے ہیں یہ بھی ویسا ہی کرتے ہیں یہ اوس دن تک رہے گا کہ آپ قبر معلی سے برآمد ہونگے اور برآمد ہونے کے وقت ستر ہزار فرشتے آپ کے گرد اگرد ہونگے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وسلم روایت کی اوسکو دارمی نے اور روایت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہیں کہ فرمایا الصلوٰۃ علی النبی تدرک الرجل وولدہ وولد ولدہ روایت کیا اسکو ابن بشکوال نے یہ سب ان احادیث کے جنہیں نقل کیا ہے کتاب الرواۃ سے اصل پر پڑھا کر حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے اوس سے نقل کیا اور انتساخ کیا ہے کتاب اصل سے مدینہ مطہرہ میں ہفتے کے روز دسویں جمادی الاولی سنہ نو سے ستانوے میں اور وہی تاریخ ہے ان اوراق یعنی جذب القلوب کے لکھنے کی الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

حکایت نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص کو لوگوں نے دیکھا کہ طواف وسعی صفا مروہ اور سارے مواقف ومناسک حج میں سوا درود کے اور کوئی دعا نہیں پڑھتا لوگوں نے کہا کہ ان مقامات میں تو ادعیہ ماثورہ کیوں نہیں پڑھتا فقط درود پر اکتفا کرنے کی وجہ کیا ہے اوسنے کہا کہ میں نے عہد کیا ہے کہ درود کے ساتھ اور کسی

دعا کو شریک نہین کرون گا اور اسکا سبب یہ ہے کہ جب میرے باپ نے انتقال کیا
اوسکا منہ گدھے کا سا ہو گیا یہ حال دیکھکر مجھے بڑا غم ہوا پس مین سو گیا دیکھتا کیا
ہون کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہین مین نے آپ کا دامن
پکڑ لیا اور اپنے باپ کی شفاعت کی اور گدھے کی سی شکل ہو جانے کا سبب پوچھا
آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ سود کھایا کرتا تھا اور جو سود کھاتا ہے اوسکا حال دنیا و آخرت
مین یہی ہوتا ہے لیکن یہ بھی تھا کہ ہر روز سونے سے پہلے سو بار مجھپر درود بھیجا کرتا تھا
اس جہت سے مین نے اوسکی شفاعت کی اللہ تعالی نے قبول فرمائی پس مین
جاگ اوٹھا اب دیکھتا کیا ہون کہ میرے باپ کا منہ چودھوین رات کا چاند سا ہو گیا
ہے اور دفن کے وقت بھی مین نے سنا ہاتف سے کہ کہتا تھا تیرے باپ پر عنایت
ومغفرت کا سبب درود و سلام ہوا کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر
بھیجا کرتا تھا اور نقل کرتے ہین کہ کسی طالب علم حدیث کو خواب مین دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ
مجھے اللہ تعالی نے بخش دیا اور سارے اہل مجلس کو جو استماع حدیث کرتے تھے سبب
ذکر درود کے کہ اس فن شریف کی قرارت کے لوازم سے ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی
رحمہ اللہ کتاب جمع الجوامع کے دیباچے مین نقل کرتے ہین کہ ابن عساکر اپنی تاریخ مین
حفص بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے ابو زرعہ کو بعد
اوسکے مرنے کے خواب مین دیکھا کہ آسمان دنیا مین فرشتون کی امامت کرتا ہے مین نے
اوس سے پوچھا کہ تو نے یہ رتبہ کس جہت سے پایا اوسنے کہا مین نے اپنے ہاتھ
سے ہزار ہا حدیث نبوی لکھی اور ہر حدیث مین کہا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا
اور بھی نقل کرتے ہین کہ ایک مرد صالح کسی کے تین ہزار دینار کا قرضدار ہو گیا صاحب
مال نے اوسکا مرافعہ قاضی کے یہان کیا قاضی نے ایک مہینے کی مہلت دی وہ مرد
صالح قاضی کے یہان سے آکر محراب تضرع و انکسار مین بیٹھکر درود مین مشغول ہوا
مہینے کی ستائیسوین رات کو خواب مین کیا دیکھتا ہے کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ حق تعالی

و تعدس تیرا قرض ادا کرتا ہے تو علی بن عیسی وزیر کے پاس جا اور اوس سے کہہ کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ تو مجھے تین ہزار دینار دے کہ میں اپنا قرض ادا
کروں مرد صالح کہتا ہے کہ میں سوتے سے جاگا تو اپنے میں خوشی کا اثر پایا لیکن اپنے
دل میں سوچا کہ اگر وزیر کہے کہ اس واقعے کی سچائی کی علامت کیا ہے تو میں کیا کہونگا
اوس دن میں نے اوسکے پاس جانے میں توقف کیا پھر دوسری رات کو خود سرور
عالم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ وہی فرماتے
ہیں جو پہلے دن ارشاد ہوا تھا میں بہت خوشی کے ساتھ خواب سے اوٹھا مگر اوس دن
بھی بمقتضای بشریت علی بن عیسی کے پاس جانے سے میں نے اپنے تئیں باز رکھا
تیسری رات کو پھر میں نے حضرت سرور دین و دنیا علیہ الاف التحیۃ والثنا کو خواب میں
دیکھا کہ آپ میرے نجانے کا سبب علی بن عیسی کے پاس پوچھتے ہیں میں نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ اس واقعے کی سچائی کی ایک علامت چاہتا ہوں حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات سنکر میری تحسین وآفرین کی اور فرمایا کہ اگر علی بن عیسی علامت اس
واقعے کی سچائی کی تجھ سے مانگے تو اوس سے کہنا کہ علامت یہ ہے کہ تو ہر روز
بعد نماز فجر کے آفتاب نکلنے تک قبل اسکے کہ تو کسی سے بات کرے پانچ ہزار درود
پڑھ کر ہمارے حضور میں پیشکش کیا کرتا ہے اور اس راز کو تیرے کوئی نہیں جانتا
سوا خداوند تعالی کے اور کراما کاتبین کے یہ خواب دیکھکر جو میں اوٹھا تو سیدھا وزیر
کے پاس چلا گیا اور اوس سے اس خواب کا قصہ میں نے بیان کیا اور اس واقعے
کی سچائی کی علامت جو آپ نے ارشاد فرمائی تھی اوسکے سامنے ظاہر کی وہ نہایت
خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مرحبًا برسول رسول اللہ حقا بعد اوسکے مجھے تین ہزار دینار
لاکر دیے اور کہا کہ اس سے اپنا قرض ادا کر اور تین ہزار اور دیے کہ اسکو اپنے عیال کا
نفقہ کر اور تین ہزار اور دیے کہ اسکو اپنا مایہ تجارت کر اور مجھے قسم دی کہ تو راہ محبت
مجھسے قطع نکرنا اور جو حاجت تجھے پڑا کرے میرے پاس آیا کر میں تیری حاجت روائی
میں بدل وجان کوشش کرونگا پس میں اون تین ہزار دینار کو لے کر قاضی کے پاس گیا

تاکہ اوسکے سامنے ادا کرون صاحب دین کو مین سنے دیکھا کہ مبہوت قاضی کے پاس آیا
مین سنے دونا بزر گنے اور سارا قصہ اوسنکے سامنے بیان کیا قاضی سنے کہا کہ یہ ساری
کرامتین تو زیر سے کیون سلے سلے مین سنے یہ دین تمہارا ادا کیا پس صاحب دین بولا
کہ یہ سب کرامتین تم لوگون کو سینے کی کیا وجہ ہے مین سزاوار تر ہون اسباب مین بکہ براءت
اوسکی تیرے ذمے سے کردون مین نے اللہ و رسول کے واسطے اپنا دین معاف
کیا پس قاضی سنے کہا کہ مین جو کچھ اللہ و رسول کے واسطے نکال کے لایا ہون اوسکو
اب پھیر کر نہ لیجاؤن گا وہ مرد صالح کہتا ہے کہ مین وہ سارا مال لے کر اپنے گھر آیا
اور حق تعالی کا شکر بجا لایا وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ وَعَلٰی رَسُوْلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّحِیَّۃُ

فصل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت و استحباب
ہر وقت و ہر حال مین ہے لیکن شب جمعہ اور روز جمعہ مین افضل و اجب ہے اس رات اور
دن کے شرف کی جہت سے اور اس جہت سے کہ ان دو وقتون مین درود بھیجنے
کی فضیلت اخبار و آثار سے ثابت ہوئی ہے حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل
کرتے ہین کہ شب جمعہ افضل ہے شب قدر سے اسواسطے کہ لطفہ طاہر و سے کہ ساری
خیرات و برکات کا اصل و مادہ ہے اسی رات مین حضرت آمنہ کے پیٹ مین قرار پایا ہے
ساتھ اور خصوصیات کے جو اوسکی شان مین وارد ہین واللہ اعلم اور حدیث مین
آیا ہے کہ اَفْضَلُ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ قُبِضَ وَفِیْہِ النَّفْخَۃُ وَفِیْہِ
الصَّعْقَۃُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ فَادْعُوْا الْعَوْدَ اَسْتَغْفِرُ
رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَصَحَّحَہُ النَّوَوِیُّ اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَشْہُوْدٌ
تَشْہَدُہُ الْمَلٰئِکَۃُ اور درود پڑھنے والے سے سنکر مجھے پہونچاتے ہین اور خبر مین
آیا ہے کہ جو درود کہ تم بھیجتے ہو جمعہ کے دن مجھپر پہنچتے ہین وہ عرش سے نہین ٹھہرتا اور جس
وقت کے پاس تک پہنچتا ہے وہ فرشتہ کہتا ہے کہ صلوا علیہ تا انہا اور
دوسری حدیث مین آیا ہے کہ اَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِی اللَّیْلَۃِ الْغَرَّاءِ وَالْیَوْمِ الْاَغَرِّ اور ایک
روایت مین فِی اللَّیْلَۃِ الزَّہْرَاءِ وَالْیَوْمِ الْاَزْہَرِ اور بعض علما نے کہا ہے کہ شب جمعہ کی خصوصیات

ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفس نفیس جواب صلوۃ وسلام دیتے ہیں صلوۃ وسلام
عرض کرنے والے کو اس شب میں اللّٰھم صل وسلم علیہ فی کل یوم ولیلۃ
وفی کل لمحۃ ولحظۃ اور مفاخر الاسلام میں حدیث لاتا ہے من صلی علی فی لیلۃ
الجمعۃ مائۃ صلوۃ قضی اللہ لہ مائۃ حاجۃ سبعین حاجۃ من امور الدنیا
وثلثین من امور الآخرۃ اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن ہزار
مرتبہ یہ درود پڑھے اللّٰھم صل علی محمد وآلہ الف الف مرۃ تو وہ شخص جب تک
اپنی جگہ بہشت کی نہ دیکھے گا اس جہان سے انتقال نہ کرے گا سخاوی نقل کرتے
ہیں کہ حدیث مرفوع میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص سات جمعے میں ہر روز سات بار یہ
درود پڑھے گا اوسکے حق میں میری شفاعت واجب ہو جاوے گی اللّٰھم صل علی
محمد وعلی آل محمد صلوۃ تکون لک رضاء ولحقہ اداء واٰتہ الوسیلۃ والمقام
المحمود الذی وعدتہ واجزہ عنا ما ھو اھلہ واجزہ عنا افضل ما جازیت
نبیا عن امتہ وصل علی جمیع اخوانہ من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین یا ارحم الراحمین اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یزید بن
وہب سے کہا کہ جمعے کے دن درود ترک نکیہ ہزار مرتبہ پڑھا کر اللّٰھم صل علی
محمد ن النبی الامی اور یہی کتاب مفاخر الاسلام میں حضرت سعید بن مسیب سے
لایا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے من صلی علی یوم
الجمعۃ ثمانین مرۃ غفرت ذنوبہ ثمانین سنۃ اور دوسری شرح منہاج میں
نقل کرتے ہیں کہ حدیث حسن میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
واصحابہ وسلم پر درود بھیجے بصیغہ اللّٰھم صل علی محمد عبدک ورسولک النبی
الامی وعلی آلہ واصحابہ وسلم تسلیما کے تو اسی برس کے اوسکے گناہ بخشے
جاتے ہیں اور مفاخر الاسلام لایا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن بعد نماز عصر کے قبل
اس سے کہ اوٹھے اوس جگہ سے جہاں پر نماز ادا کی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
اسی مرتبہ درود بھیجے تو اوسکے اسی برس کے گناہ بخشے جائیں گے اور خیر

کو خالد بن کثیر کے سرھانے قبل دم ٹوٹنے کے ایک پرچہ کاغذ کا پایا گیا اوسمین لکھا تھا
کہ ہٰذِہٖ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ لِخَالِدِ بْنِ کَثِیْرٍ اونکے گھر والون سے پوچھا گیا کہ یہ کیا کام ایسا
کرتے تھے کہ اس کرامت سے مشرف ہوئے اونھون نے کہا کہ وہ ہر جمعے کو ہزار بار
درود حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم پر بھیجا کرتے تھے **فصل**
جیسا کہ کثرت درود کو فضیلت ہے شب جمعہ مین ویسا ہی شب دوشنبہ مین بھی
ہے اسواسطے کہ دوشنبہ روز بزرگ ہے کہ اسمین بندون کے اعمال درگاہ رب العزت
مین عرض کیے جاتے ہین اسی باعث سے حضرت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ
اکثر اوسدن روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسدن بندون کے اعمال حضرت
ذوالجلال مین عرض کیے جاتے ہین پس مین دوست رکھتا ہون کہ اعمال میرے
عرض کیے جائین اوس حال مین کہ مین روزے سے ہون احیاء العلوم مین ہے
کہ جو شخص شب دوشنبہ مین چار رکعت نماز پڑھے اسطور پر کہ پہلی رکعت مین بعد سورۂ
فاتحہ کے گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت مین اکیس بار پڑھے اور
تیسری رکعت مین تیس بار اور چوتھی رکعت مین چالیس بار اور سلام پھیرنے کے بعد
پچھتر بار پھر استغفار کرے اپنے واسطے اور اپنے والدین کے واسطے پچھتر بار پھر
درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پچیس بار پھر جو حاجت حضرت حق تعالے سے
مانگے گا پاوے گا الحدیث اور پنجشنبے کے روز درود پڑھنے کی فضیلت مین بھی ایک حدیث
وارد ہوئی ہے متاخر الاسلام مین لاتا ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مَنْ
صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْخَمِیْسِ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ یَفْتَقِرْ اَبَدًا **فصل** اسمین شک نہین کہ
ہر برکت کی جگہ اور ہر موطن خیر مین نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجنا مستحسن و مستحب ہے
لیکن علما رحمہم اللہ تعالے نے چند مواضع کی گنتی لگائی ہے جہان استحباب اس فضیلت کا
موکد تر اور فاضلتر ہے وہ یہ ہین کہ طہارت کے بعد اگرچہ تیمم ہی ہو اور نماز مین بعد تشہد کے
اور امام شافعی کے نزدیک بعد قنوت کے بھی اور بعد نماز کے اور بعد اذان و اقامت
کے اور رات کو اوٹھنے کے وقت تہجد کے واسطے اور بعد وضو تہجد کے اور بعد نماز تہجد کے

اور مسجد کے پاس سے جو نکلنے کے وقت اور روز جمعہ کو اور شب جمعہ کو خصوصاً بعد نماز جمعہ کے
اور روز پنجشنبہ کو اور روز شنبہ کو اور روز یکشنبہ کو اور خطبوں میں اور اول روز اور آخر
روز کو اور وقت سحر کو اور خطوں میں بعد بسملہ کے اور تکبیرات عیدین میں شافعیہ کے نزدیک
اور نماز جنازہ اور احرام میں لبیک کہنے کے بعد اور صفا و مروہ پر اور بعد تہلیل و تکبیر کے
اور بیت اللہ شریف زادہا اللہ شرفا و تعظیما کی زیارت کے وقت اور حجر اسود کے بوسہ لینے
کے وقت اور طواف میں اور ملتزم کے پاس اور سارے مواقف حج میں اور قبر شریف
نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس کہ اخص واقرب مواضع اور مستجابات اور برکات
اور مشاہدہ آثار نبویہ کے وقت مثل مسجد قبا اور مدینہ منورہ مطہرہ معظمہ مکرمہ زادہا
اللہ شرفا وتکریما اور وادی بدر اور جبل احد وغیرہ اور بیع وشرا کے وقت اور وصیت نامہ
لکھنے کے وقت اور ارادہ سفر کے وقت اور سواری پر سوار ہونے کے وقت اور منزل
میں اترنے کے وقت اور بازار کی طرف جانے کے وقت اور بازار میں داخل ہونے
کے وقت چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی بازار میں کہ کثرت شغل بیع وشرا
کی جہت سے لوگوں کو خدائے تعالیٰ سے غافل پاتے تھے تشریف لاتے تھے
اور حمد وصلوۃ کہتے تھے اور دعوت میں جانے کے وقت اور دعوت سے پھرنے کے
وقت اور گھر میں آنے کے وقت اور نزول حاجت کے وقت اور خوف احتیاج
کے وقت اور غلام یا جانور کے بھاگ جانے کے وقت اور غم وشدت کے وقت اور
طاعون کے وقت اور خوف غرق کے وقت اور کان بولنے کے وقت بنابر مضمون
اس قول کے کہ ذَكَرَ اللهُ مَنْ ذَكَرَنِي بِخَيْرٍ اور پاؤں سو جانے کے وقت اور بھولی چیز
کرنے کے وقت اور خوف نسیان کے وقت اور شرب کھانے کے وقت اور پانی
پینے کے وقت ظرف سے اور گدھے کی آواز کرنے کے وقت اور گناہ کرنے کے
بعد تاکہ اوسکا کفارہ ہو جانے اور اول و آخر دعا کے اور ملاقات کے وقت کسی بھائی
مسلمان و یار و مصاحب کے ساتھ اور قوم کے مجتمع ہونے کے وقت متفرق ہونے
سے پہلے اور مجلس سے اٹھنے کے وقت تاکہ ماموں رہے غیبت سے اور ہر جا و

جو خدا کے واسطے ہو اور شعائر اسلام کے واسطے اور قرآن کے ختم ہونے پر جیسا
دعائی ختم قرآن میں اور کلام کے شروع ہونے کے وقت مگر یہ کہ وہ کلام منہی عنہ ہو اور
درس دینے سے پہلے اور وعظ سے پہلے اور قراءت حدیث کے اول و آخر اور جس وقت
کوئی خبر اچھی معلوم ہو اور بعضے علمای مالکیہ درود پڑھنے کو مقام تعجب میں مکروہ کہتے ہیں
جیسا تعجب تسبیح و تہلیل کہتی ہیں حرام ہے نزدیک ذبح ... اور ... کی
... اور بڑی ضروری جگہ درود بھیجنے کی یہ ہے کہ آپ کا نام مبارک زبان پر آوے یا لکھا
جاوے اور حدیث میں آیا ہے کہ من صلی علی فی کتاب لم تزل الملائکۃ تستغفر
لہ ما دام اسمی فی ذلک الکتاب اس حدیث کی روایت بہت سے علمای حدیث نے
کی ہے لیکن سند اسکی ضعیف ہے اور ابن جوزی نے اسکو موضوع کہا ہے واللہ اعلم ورنقل
کرتے ہیں کہ ایک شخص کاغذ کے بخل کی جہت سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے نام مبارک کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لکھتا تھا اوسکا ہاتھ شل ہو گیا
اور ایک اور شخص صلی اللہ علیہ فقط لکھتا تھا اور وسلم اوسکے ساتھ نہیں ملاتا تھا اوسنے
خواب میں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس پر عتاب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تو
اپنے تئین چالیس نیکیوں سے کیوں محروم رکھتا ہے یعنی لفظ وسلم میں چار حرف ہیں اور
ہر حرف کے بدلے دس نیکی ہے پس اس حساب سے چالیس نیکیاں ہوئیں اور اسی قبیل
سے ہے وہ جو بعضے رمز و اشارات پر اکتفا کرتے ہیں چنانچہ بعضے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
علامت صم یا صلعم رکھتے ہیں اور علیہ السلام کا عم رقم کرتے ہیں وعلی ہذا القیاس
حکایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو مرنے کے بعد خواب میں کسی نے پوچھا کہ حق تعالی نے
تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا اور کس بات پر تمکو بخشا اوسنے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا نام مبارک جب کبھی لکھتا تھا تو اوسکے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ضرور لکھتا تھا
یہی سبب میری بخشش کا ہوا اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو کسی نے خواب میں دیکھا
اور پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھ پر رحمت کی اور
مجھے بخش دیا اور مجھے بہشت میں لے گیا جیسے دولہا کو لیجاتے ہیں اور موتی ... تا

محض ثمار کے جیسے وہ لہا نثار کرتے ہیں اور اسکا سبب ہوا کہ رسالہ لکھنے میں عمر کھپا
کرتا تھا صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ
عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ **فصل** حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام کی زیارت خواب
میں حاصل ہونے کی اسباب میں سے ایک سبب ہی التزام درود وطہارت کے ساتھ
بصیغہ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَسَلِّمْ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ اور اس
درود کے التزام سے بھی یہ سعادت حاصل ہوتی ہے اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی
الْاَرْوَاحِ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِہٖ فِی
الْقُبُوْرِ اور مفاخر الاسلام میں لاتا ہی کہ جو شخص جمعہ کے روز ہزار بار درود بھیجے بصیغہ
اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کو خواب میں دیکھے یا اپنا گھر جنت میں دیکھے اور اگر نہ دیکھے تو [illegible] پانچ جمعہ
تک ایسا ہی کرے تاکہ اوس سے خوشی حاصل ہو اور جو شخص شب جمعہ کو دو رکعت نماز پڑھے
اس طور پر کہ دونوں رکعتوں میں بعد سورہ فاتحہ کے گیارہ گیارہ بار آیۃ الکرسی
اور گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور بعد سلام پھیرنے کے سو بار درود بھیجے
بصیغہ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ [illegible]
تو انشاء اللہ تعالی تین جمعے نہ گذرینگے کہ خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
سے مشرف ہوگا حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسکا تجربہ کیا ہے اور بھی
روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کو دو رکعت نماز ادا کرے اس طور پر کہ ہر رکعت میں بعد
سورہ فاتحہ کے سورہ اخلاص پچیس بار پڑھے اور بعد سلام پھیرنے کے ہزار بار درود
بصیغہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ پڑھے وہ خواب میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ
وسلم کو دیکھے اور سعید بن عطا سے روایت ہے کہ جو شخص باطہارت فرش پر لیٹے اس طور پر کہ اپنے [illegible]
[illegible] اور یہ دعا پڑھکر سو جاوے انشاء اللہ تعالی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
سے مشرف ہوگا اور دعا یہ ہے اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِجَلَالِ وَجْہِکَ الْکَرِیْمِ اَنْ تُرِیَنِیْ
[illegible] صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ [illegible]

يقر بها عينى فتنشرح بها صدرى ويجتمع بها شملى وتفرج بها كربى
ويجمع بها بينى وبينه يوم القيامة فى الدرجات العالى انتهى تشرف
بينى وبينه ابدا يا ارحم الراحمين اگرچہ اس طریق میں درود بھیجنے کا ذکر نہیں کیا
لیکن تابلب سعادت کا درود پڑھکر اس دعا کو ماقبل پڑھنے میں شک نہیں کہ اتم واکمل ہوگی اور استفادہ کے حاصل
کرنے کے اور بھی طریق علمانے بیان کئے ہیں خلاصہ ان سب کا کثرت درود اور
دوام توجہ اور استغراق ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر شریف میں واللہ الموفق

فصل جو صیغہ درود کے کہ حدیث شریف نبوی میں وارد ہوئے ہیں انکا پڑھنا
بے شک افضل واکمل ہوگا کیونکہ وہ درود مشتمل ہیں حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے الفاظ شریفہ پر پھر بعضے علما کہتے ہیں اول سب میں وہ صیغہ جو بعد تشہد کے
پڑھا جاتا ہے سب سے افضل ہے اور وہ احادیث صحیحہ میں کیفیات مخصوصہ پر وارد ہوا ہے
چنانچہ اسکا ذکر آئیگا اور ہر ایک حصول مقصود میں کافی ووافی ہے اسباب میں سے
ظاہر تر ومشہور تر یہ صیغہ ہے اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت
علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم وبارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت
علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جسنے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا بصیغہ درود تشہد تحقیق اسنے درود بھیجا اس
وجہ پر کہ جسپر مامور ہوا ہے اور پالیا اسنے وہ ثواب جو موعود ہے درود پڑھنے پر تحقیقا اسواسطے
اگر کوئی شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افضل صلوات بھیجنے کی قسم کھائے تو درود
تشہد پڑھنے سے اسکا ذمہ بری ہو جاتا ہے اوس قسم کے عہدے سے اور امام نووی
رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ درود بھیجنے والے کو چاہیئے کہ جو کچھ احادیث صحیحہ میں کیفیات
مخصوصہ سے وارد ہوا ہے وہ سب جمع کرے اور پڑھے تا کہ سارے صیغہائے وارد
کا ثواب پاوے اور وہ سب یہ ہیں اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک
النبی الامی وعلی ال محمد وازواجہ امھات المؤمنین وذریتہ واھل
بیتہ کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید اللھم

اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ روایت کی اسکی شیخین یعنی بخاری اور مسلم نے اپنے صحیحین میں
اور نسائی اور ابن ماجہ نے پانچواں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ روایت
کی اسکی شیخین و نسائی نے چھٹا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ روایت کی اسکی قاسم نے جیسا کہ آگاہ کیا ہے اسپر تلمسانی نے
اپنے مفاخر میں ساتواں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَّاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ
عَلَيْنَا مَعَهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اَلسَّلَامُ
عَلَيْنَا وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ روایت کی اسکی دارقطنی نے آٹھواں اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ روایت کی اسکی ابوداؤد نے نواں اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ
وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ روایت کی اسکی بھی
ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْاَوْفٰى اِذَا صَلّٰى عَلَيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ
هٰذَا دسواں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ روایت
کی اسکی نسائی نے گیارھواں اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ روایت

کی اسکی احدے یا پڑھو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ وَصَلِّ
عَلَیْہِ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ ذکر کیا اوسکو صاحب شرف المصطفیٰ نے شرف
المصطفیٰ میں یہ پڑھو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ
الْاُمِّیِّ الَّذِیْ اٰمَنَ بِکَ وَبِکِتَابِکَ وَاَعْطِہٖ اَفْضَلَ رَحْمَتِکَ وَاٰتِہِ الشَّرَفَ عَلٰی خَلْقِکَ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاجْزِہٖ خَیْرَ الْجَزَآءِ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ تنبیہ ان
صیغوں میں سے جو صیغہ خالی ہی ذکر سلام سے اوسکے بعد یہ کلمہ ضم کرنا چاہیے
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ الْاَکْرَمُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اسواسطے ذکر صلوٰۃ کا
بغیر سلام کی اکثر علما کے نزدیک مکروہ ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیہ کریمہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا
عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا میں صلوٰۃ کی ساتھ سلام کو بھی ذکر فرمایا اگرچہ بعضے کو اسکی کراہت
میں کچھ کلام ہو لیکن خلاف اولیٰ ہونا تو اوسکا متفق علیہ ہے اور وہ جو حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے صیغہ صلوٰۃ کے ساتھ سلام کو ذکر نہیں فرمایا اوسکا سبب یہ ہے کہ صحابہ
کرام کو اوسکا علم پہلے تھا چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوے کہ صحابہ کرام
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو
اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہمنے تحقیق جان لیا کیفیت سلام کو آپ پر سلام
یوں بھیجنا چاہیے آپ ہمکو تعلیم فرمائیے کہ صلوٰۃ آپ پر کیونکر بھیجا کریں فرمایا کہو
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ الحدیث اور اس قیاس پر اقتصار کرنا فقط سلام
پر بھی مکروہ یا خلاف اولیٰ ہوگا اور اکثر عجم والوں کی عادت ہے کہ ذکر نام مبارک
کے ساتھ علیہ السلام پر اقتصار کیا کرتے ہیں لیکن عرب کی کتابوں میں یہ بات
کم ہے اور نہایت حسن اختصار اور اکتفا مقصود میں واقع ہوا ہی وہ جو اگلے پچھلے مصنفوں
نے اپنی کتب میں ذکر نام مبارک کے ساتھ صیغہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھنے کا
التزام کیا ہی اور شاید کہ قصد اختصار باعث ہوا ہی وعلی آلہ ذکر کرنے کا ورنہ اس کلمہ
کا بڑھانا لفظا اور کتابت میں احسن و اولیٰ ہی چنانچہ بعضے نسخوں میں مسطور ہوا ہی اگرچہ
منظور کا عطف ضمیر مجرور پر بغیر اعادہ جار کے اکثر نحویوں کے نزدیک درست نہیں

اور اگرچہ دعای حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متضمن ہے دعای آل واصحاب اور جمیع مومنین کو کما قیل فَھٰذَا دُعَاءٌ شَامِلٌ لِلْبَرِیَّۃِ **فصل** علما مین اختلاف ہے کہ سارے درودون سے افضل کونسا درود ہے اسمین اقوال متعددہ وارد ہوئے ہین اور مین نہین جانتا کہ اختلاف کس جہت سے ہوا ہے اس جہت سے ہے کہ ہر ایک کے نزدیک ایک صیغے کی شان مین کوئی اثر وارد ہوا ہے یا اس جہت سے ہے کہ ہر ایک کے نزدیک ایک صیغہ کو ہوئے ہے کیفیت و کمیت فاضلہ کو وہ جو کچھہ بعضے زیارت کے رسالہ مین علما نے لکھا ہے دس قول ہین پہلا قول سب درودون سے افضل درود وہ ہے جو بعد تشہد کے پڑھا جاتا ہے چنانچہ اوسکے طرف اشارہ ہوا آیا ہے دوسرا قول اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا سَہٰی عَنْہُ الْغَافِلُوْنَ تیسرا قول اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَمُسْتَحِقُّہٗ چوتھا قول اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا اَنْتَ اَھْلُہٗ پانچوان قول اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلٰوتِکَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ چھٹا قول اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی کُلِّ نَبِیٍّ تَمْلَاُ دُوْنَ عَدَدِ کَلِمَاتِکَ التَّامَّاتِ الْمُبَارَکَاتِ ساتوان قول اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ عَدَدَ خَلْقِکَ وَرِضٰی نَفْسِکَ وَزِنَۃَ عَرْشِکَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ آٹھوان قول اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِکَ نوان قول اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاجْزِ مُحَمَّدًا کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ دسوان قول اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ **فصل** حدیث مین آیا ہے کہ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَاَحْسِنُوا الصَّلٰوۃَ اور بعضے مفسرون نے آیہ کریمہ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا کی تفسیر مین کہا ہے کہ مراد ناس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور مراد قول سے

یعنی دعا نبی کریم کا خلق عظیم ہے

یعنی جب تم درود بھیجو مجھ پر تو اچھی طرح سے بھیجو اور کہو لوگون سے بات بھلی

حسن صلوٰۃ ہی اور سدّی کہ علمای تفسیر سے ہین جماعہ صحابہ کرام وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین سے نقل کرتے ہین کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ بیان شافی اور قوت تعبیر
صحیح ساتھہ الفاظ فصیحہ کے عنایت کرے اور ساتھہ اوس بیان شافی اور قوت تعبیر
کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیات شریف و عظمت کو صلوٰت و تسلیمات
تصنیف و ایجاد کرکے ظاہر کرے اور اس راہ کے چلنے والون اور اوس نعمت کی قدر
جاننے والون مین داخل ہو تو اس حکم عالی کے بجالانے والون مین سے ہوگا
اور بعضے صیغون کی افضلیت مین جو اختلاف واقع ہوا ہی تو غالب ہی کہ منشا اوسکا بھی
حدیث ہوگی اور اسی پر بنا کرکے اکابر سلف و خلف نے صیغ بلیغہ اور کلمات بالغہ
مطابق اوسکے جو ماثور ہی تصنیف کئے ہین اور بعضے اونمین سے یہان مذکور ہوتے
ہین ایک اونمین سے یہ ہی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُہٗ
وَرَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ ظُھُوْرُہٗ عَدَدَ مَنْ مَّضٰی مِنْ خَلْقِکَ وَمَنْ بَقِیَ وَمَنْ
سَعِدَ مِنْھُمْ وَمَنْ شَقِیَ صَلٰوۃً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَتُحِیْطُ بِالْحَدِّ صَلٰوۃً لَّا غَایَۃَ لَھَا
وَلَا انْتِھَاءَ لَھَا وَلَا اَمَدَ لَھَا وَلَا انْقِضَاءَ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِکَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ
کَذٰلِکَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ سخاوی نقل کرتے ہین کہ اوس [illegible]
درود کا ہے اور اسکا ایک عجیب و غریب قصہ ہی اور ایک یہ ہی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
اَفْضَلَ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِکَ وَبَاقِیَۃً بِبَقَائِکَ
صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضَاءً وَلِحَقِّہٖ اَدَاءً صَلٰوۃً مَّقْبُوْلَۃً لَّدَیْکَ مَعْرُوْضَۃً عَلَیْہِ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ یہ صیغہ مشہور ہی اور سبعات عشر مین آیا
ہی اور زمانہ تابعین سے معمول مشائخ آیا ہی حضرت شیخ اجل اکرم علی متقی نے اپنے نصائح
مین اس صیغہ کی وصیت فرمائی ہی اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ جس صیغہ کی کہ ہم
کو حضرت شیخ عبد الوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ مین وداع کے وقت اجازت فرمائی
ہی یہی درود ہی اور اجازت مشائخ کی خاصیت سے جو کچھ اس بندہ کو ان لفظون مین نفع ذوق
وحضور و خضوع و خشوع حاصل ہوا ہی اور صیغون مین ساتھہ قطع نظر کے مبالغات سجع

کیفیت و کمیت میں نہیں کم حاصل ہوتا ہے اور جب پھر ایسے صیغے کیطرف پھر نہیں آتے دل کو
آرام نہیں ہوتا اور یہ بات اجازت مشائخ کے خواص و اسرار سے ہے و اللہ اعلم
اور ایک یہ ہے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ حَمِدَکَ وَلَکَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یَحْمَدْکَ
وَلَکَ الْحَمْدُ کَمَا تُحِبُّ اَنْ تُحْمَدَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ اَنْ تُصَلِّیَ عَلَیْہِ اس
صیغے کو انشا کیا ہے طبرانی نے اور کہا ہے کہ اسکو خواب میں حضرت صلی اللہ و آلہ وسلم کے سامنے
پڑھا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسکو سنکر تبسم فرمایا ہے یہانتک کہ کھل گئیں کچلیان
آپ کی اور دندان شریف سے نور ظاہر ہوا صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور ایک یہ ہے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مِّلْأَ الدُّنْیَا وَمِلْأَ الْاٰخِرَۃِ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ مِّلْأَ الدُّنْیَا
وَمِلْأَ الْاٰخِرَۃِ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ مِّلْأَ الدُّنْیَا وَمِلْأَ الْاٰخِرَۃِ اور ایک یہ ہے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلَادِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ
وَاَصْھَارِہٖ وَاَنْصَارِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ وَمُحِبِّیْہِ وَاُمَّتِہٖ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ
ذکر کیا ہے اسکو سخاوی نے شفا سے اور نقل کیا ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہ
کہتے تھے کہ جو شخص ارادہ کرے کہ پیئے پھر پیالہ حوض مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے
پس اسکو پڑھے اور ایک یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
فِی الْاٰخِرِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِی النَّبِیِّیْنَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِی الْمُرْسَلِیْنَ
وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِی الْمَلَأِ الْاَعْلٰی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ
وَالْفَضِیْلَۃَ وَالشَّرَفَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ
بِمُحَمَّدٍ وَّلَمْ اَرَہٗ فَلَا تَحْرِمْنِیْ فِی الْحَیٰوۃِ رُؤْیَتَہٗ وَارْزُقْنِیْ مُحَبَّتَہٗ وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِہٖ
وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِہٖ شَرَابًا مَّرِیًّا سَائِغًا ھَنِیْئًا لَّا اَظْمَأُ بَعْدَہٗ اَبَدًا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ مِنَّا تَحِیَّۃً وَّسَلَامًا اَللّٰھُمَّ کَمَا اٰمَنْتُ بِہٖ
وَلَمْ اَرَہٗ فَلَا تَحْرِمْنِیْ فِی الْجَنَّۃِ رُؤْیَتَہٗ تلمسانی نیشاپوری سے نقل کرتے ہیں کہ عطا نے
کہا ہے کہ جو کوئی اس صیغے کو تین بار صبح اور تین بار شام کو پڑھا کرے اوسکے گناہ سب جھڑتے ہیں

اور ہمیشہ اوسکو خوشی حاصل رہتی ہے اور دعا اوسکی قبول ہوتی ہے اور امید اوسکی پوری ہوتی ہے
اور دشمنوں پر فتح پاتا ہے اور اچھے کاموں پر اوسے توفیق ہوتی ہے اور بہشت میں حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا رفیق ہوگا اور ایک یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ
وَسَلِّمْ وَعَظِّمْ وَكَرِّمْ فِی الدُّنْیَا بِاِعْلَاءِ دِیْنِهٖ وَاِظْهَارِ دَعْوَتِهٖ وَاِعْظَامِ ذِكْرِهٖ
اِتْبَاعِ شَرِیْعَتِهٖ وَفِی الْاٰخِرَةِ بِقَبُوْلِ شَفَاعَتِهٖ فِیْ اُمَّتِهٖ وَتَضْعِیْفِ ثَوَابِهٖ وَاِظْهَارِ فَضْلِهٖ
عَلَی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَتَقْدِیْمِهٖ عَلٰی كَافَّةِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ فِی الشَّفَاعَةِ وَاِعْلَاءِ
دَرَجَتِهٖ فِی الْجَنَّةِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ اور ایک یہ ہے صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلٰوةً هُوَ اَهْلُهَا صبح کے وقت اس درود کے پڑھنے میں
امر واقع ہوا ہے اور ایک یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً اَنْتَ لَهَا
اَهْلٌ وَّهُوَ لَهَا اَهْلٌ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ یہ درود درجہ قبولیت تک پہونچا ہے نقل کرتے ہیں کہ
ایک شخص زائرین مقبولین سے یہ درود مدینہ منورہ میں پڑھا کرتے تھے جب اونھوں نے ارادہ
سفر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونسے ارشاد فرمایا کہ تھوڑے دن تم یہاں اور رہو
ہمکو یہ درود پڑھنا تمھارا خوش آیا ہے اور ایک یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ
وَالْكَرَمِ وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِكَمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ یہ صیغہ اس سلسلہ شریفہ کے
مشائخ میں مشہور ومتعارف ہے اور ایک یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی حَبِیْبِكَ وَقَرِیْبِكَ
وَلَبِیْبِكَ مَظْهَرِ رُبُوْبِیَّتِكَ وَمِثَالِ حَضْرَتِكَ وَتِمْثَالِ قُدْرَتِكَ رُوْحِ الْقُدُسِ مُعْطِیِ
الْكَشْفِیَّةِ وَالْفَضِیْلَةِ بِاَمْرِكَ بِكْرِ الْعَوَالِمِ مُفِیْضِ نَوَاطِقِ النُّفُوْسِ صَاحِبِ الظُّهُوْرِ الْجَلِیِّ
شُمُوْسِ نُوْرِكَ نقل کرتے ہیں کہ یہ کلمات طیبات حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے
ترکیب دیے ہوئے ہیں اور ناقلین اسکے بعضے مشائخ قادریہ ہیں اور حضرت شیخ رحمہ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ یہ کلمات عالیات ہمارے پیر و مرشد برحق نے بھی اپنے رسالہ اوراد میں ذکر کیے ہیں
واللہ اعلم اور ایک یہ ہے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ
عَلٰی جَسَدِهٖ فِی الْاَجْسَادِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی قَبْرِهٖ فِی الْقُبُوْرِ سخاوی نے ورمنتظم سے نقل کیا ہے
کہ ایسا وارد ہوا ہے کہ جو کوئی اس درود کو بہت پڑھے گا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

زیارت سے خواب میں مشرف ہوگا اور آپ کی شفاعت پاوے گا اور آپ کے حوض سے سیراب ہوگا اور بدن اوسکا جہنم کی آگ پر حرام ہوگا، اور یہ صیغہ حرمین شریفین والوں میں بہت مستعمل ہے اور اوسپر زیادہ کرتے ہیں وَعَلٰی اِسْمِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَسْمَاۗءِ اور حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں بعضے وقت بغلبہ شوق وذوق میں آپکے پاے مبارک سے سر مبارک تک ہر عضو شریف کو ذکر کرتا ہوں اور درود بھیجتا ہوں اس طرح پر کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رَأْسِ مُحَمَّدٍ فِی الرُّؤُسِ وَصَلِّ عَلٰی شَعْرِ مُحَمَّدٍ فِی الشُّعُوْرِ وَعَلٰی جَبْهَةِ مُحَمَّدٍ فِی الْجِبَاہِ وَعَلٰی عَیْنِ مُحَمَّدٍ فِی الْعُیُوْنِ وَعَلٰی اُذُنِ مُحَمَّدٍ فِی الْاٰذَانِ وَعَلٰی وَجْهِ مُحَمَّدٍ فِی الْوُجُوْہِ وَعَلٰی صَدْرِ مُحَمَّدٍ فِی الصُّدُوْرِ وَعَلٰی قَلْبِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُلُوْبِ وَھٰکَذَا اور کبھی کہتا ہوں کہ وَعَلٰی بَلَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْبِلَادِ وَعَلٰی دَارِ مُحَمَّدٍ فِی الدُّوْرِ وَعَلٰی مَسْجِدِ مُحَمَّدٍ فِی الْمَسَاجِدِ وَھٰکَذَا اور ایک یہ ہے اَللّٰھُمَّ نَبِیُّكَ اَللّٰھُمَّ سَیِّدُكَ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۗئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اور ایک یہ ہے صَلَوٰةُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِیْمِ وَالْمَلٰۗئِكَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالنَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاۗءِ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ الشَّاهِدِ الْبَشِیْرِ الدَّاعِیْ اِلَیْكَ بِاِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ وَسَلَامٌ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ یہ صیغہ حضرت جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے اور شفا میں مذکور ہے اور اوس نماز میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بعد رحلت فرمانے کے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے پڑھی ہے یہی تھا اور ایک یہ ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یَّغْبِطُهٗ فِیْهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ

مجید اس صیغے کی روایت حضرت عبداللہ بن مسعود سے کرتے ہیں اور ایک یہ اللّٰھم تقبل شفاعۃ محمد الکبرٰی وارفع درجتہ العلیا واتہ سؤلہ فی الاٰخرۃ والاولٰی کما اتیت ابراھیم وموسٰی روایت کی ہے اسکو طاؤس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اور ایک یہ ہے اللّٰھم اعط محمدا افضل ما سألک لنفسہ واعط محمدا افضل ما سألک لاحد من خلقک واعط محمدا افضل ما انت مسئول لہ الی یوم القیمۃ یہ مروی ہے وہب بن الورد سے اور ایک یہ ہے اللّٰھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد ن النبی الامی الذی ارسلتہ رحمۃ للعالمین واصطفیتہ علی الخلائق اجمعین عدد ما فی علمک وملأ ما فی علمک وزنۃ ما فی علمک وعدد خلقک وعدد کل ذرۃ اضعافا مضاعفۃ فی ذلک الف مرۃ فی الف مرۃ وفی کل نفس ولمحۃ ولحظۃ وطرفۃ یطوف بہا اہل السمٰوات والارض وعلٰی اٰلہ وصحبہ وسلم اور ایک یہ ہے اللّٰھم صل علٰی محمد عبدک ورسولک السید الکامل الفاتح الخاتم بنور المبین ورسولک الصادق الامین اٰت سیدنا محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ المقام المحمود الذی وعدتہ الشفیع المرتضٰی ورسولک المجتبٰی اللّٰھم صل علیہ وعلٰی اٰلہ کما صلیت علٰی ابراھیم وبارک علیہ وعلٰی اٰلہ کما بارکت علٰی ابراھیم فی العلمین انک حمید مجید عدد خلقک ورضاء نفسک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا طیبا مبارکا برحمتک یا ارحم الراحمین اور ایک یہ ہے اللّٰھم صل علٰی محمد وعلٰی اٰل محمد ما اختلف الملوان وتعاقب العصران وکر الجدیدان واستقبل الفرقدان واضاء القمران وبلغ روحہ وارواح اہل بیتہ منا التحیۃ والسلام بعد اسکے دعا کی جاوے کہ اللّٰھم مر الملٰئکۃ السیاحین الذین خلقتہم لتبلیغ ہدایا الصلٰوۃ من الامۃ الی حضرۃ نبیک وحبیبک ان یبلغوا ہذہ الہدیۃ من ہذا الحقیر ویقولوا یا رسول اللہ قد بلغنا الیک العبد الفقیر المسکین عبد الحق ابن سیف الدین الساکن ببلدۃ دہلی العبد المذنب العاصی الذی لا ملجأ لہ

وَلَا مَنْجَأَ اِلَّا جَنَابُكَ وَمَا يُنَاسِبُ هٰذَا الْمَقَامَ مِنَ الْعِبَارَاتِ اَوْ يَقُوْلُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ
قَدْ بَلَّغَهَا اِلَيْكَ الْعَبْدُ الْفَقِيْرُ الْمِسْكِيْنُ عَبْدُ الْحَقِّ بْنُ غُلَامِ رَسُوْلٍ اَحْسَبَ اللهُ
تَعَالٰى عَلَيْهِمَا قَبُوْلُ الْقَبُوْلِ بِجَاهِ ذُرِّيَّةِ سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ الْبَتُوْلِ السَّاكِنُ بِبَلْدَةِ
كَانْپُوْر الْعَبْدُ الْمُذْنِبُ الْعَاصِيْ الَّذِيْ لَا مَلْجَأَ لَهٗ وَلَا مَنْجَأَ اِلَّا جَنَابُكَ وَمَا يُنَاسِبُ
هٰذَا الْمَقَامَ مِنَ الْعِبَارَاتِ اور ایک یہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَوْرَاقِ
الْاَشْجَارِ وَبِعَدَدِ قَطَرَاتِ الْاَمْطَارِ وَبِعَدَدِ دَوَابِّ الْبَرَارِيْ وَالْبِحَارِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ
صَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اور کبھی یوں کہا جاتا ہے بِعَدَدِ كُلِّ قَطْرَةٍ قَطَرَتْ مِنْ سَمَائِكَ اِلٰى
اَرْضِكَ مِنْ حِيْنِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَكَذٰلِكَ اَوْرَاقِ الْاَشْجَارِ وَدَوَابِّ
الْبَرَارِيْ وَالْبِحَارِ اور ایک یہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ
اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اس درود کی فضیلت اکابر سے منقول ہے
اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ كُلِّ
شَيْءٍ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ زِنَةَ كُلِّ شَيْءٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضَاءَ نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ
كَلِمَاتِكَ وَمُنْتَهٰى عِلْمِكَ وَمَبْلَغَ رِضَاكَ اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى وَبِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَكَ اور ایک یہ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ كُلِّ مَا خَلَقْتَ وَذَرَأْتَ وَبَرَأْتَ وَعَدَدَ كُلِّ قَطْرَةٍ
قَطَرَتْ مِنْ سَمٰوٰتِكَ اِلٰى اَرْضِكَ مِنْ حِيْنِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كُلَّ يَوْمٍ
اَلْفَ مَرَّةٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ
عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًا وَلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ
وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا وَاجْزِهٖ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ
نَبِيًّا عَلٰى اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصّٰلِحِيْنَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَوْلِيَاءِ وَالْمُتَّقِيْنَ وَعَلٰى سَيِّدِنَا الشَّيْخِ مُحْيِي الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ
الْمَكِيْنِ الْاَمِيْنِ وَعَلٰى جَمِيْعِ مَلٰئِكَتِكَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ عَلٰى

جميع عبادك الصالحين وعلمنا متعهم يا ارحم الراحمين اس صیغے کا پڑھنا بعد نماز صبح
کے کتب مشائخ میں آیا ہے اور ایک یہ ہے اللهم صل على سيدنا محمد وعلى
آل سيدنا محمد صلوة تنجينا بها من جميع الاهوال والآفات وتقضي لنا بها جميع
الحاجات وتطهرنا بها من جميع السيئات وترفعنا بها عندك اعلى الدرجات و
تبلغنا بها اقصى الغايات من جميع الخيرات في الحيوة وبعد الممات اور کبھی یہ دو کلمے
وتطهرنا بها من جميع السيئات کے بعد بڑھاتے ہیں وتغفر لنا بها جميع الزلات و
تكفر عنا بها جميع الخطيئات اس درود کے پڑھنے سے سارے مقاصد دنیا و آخرت کے
بر آتے ہیں اور ساری مشکلیں آسان ہوتی ہیں اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مہمات
مشکلیں اور حاجتیں اسی سے بر آتی ہیں اور پڑھنا اسکا واسطے نجات کے آفات کشتی و دریا
سے منقول و مجرب ہے اور کم سے کم تین سو مرتبہ ہے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص کو ایک مشکل
آسان ہونے کے واسطے ہزار بار پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی تین سو بار پڑھ چکا تھا کہ
وہ مشکل آسان ہو گئی بعد اسکے اس درود کا وظیفہ تین سو بار پڑھنے کا متعین ہوا جیسا کہ ذکر
کیا ہے اسکو بعضے علماء نے اور ایک یہ ہے اللهم صل على سيدنا محمد النبي
الامي الطاهر الزكي صلوة تحل بها العقد وتفك بها الكرب صلوة تكون لك رضاء
ولحقه اداء وعلى آله وصحبه وسلم وبارك اس درود کے پڑھنے سے دل روشن ہوتا ہے
اور سینہ کشادہ ہوتا ہے اور حاجتیں بر آتی ہیں اور غم دور ہو جاتے ہیں اور اسکو حضرت غوث
الثقلین رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اور ایک یہ ہے اللهم صل وسلم وبارك وكرم
على سيدنا ونبينا محمد عبدك ونبيك ورسولك النبي الامي نبي الرحمة
وشفيع الامة الذي ارسلته رحمة للعالمين وعلى آله واصحابه واولاده وذرياته
واهل بيته الطيبين الطاهرين وعلى ازواجه الطاهرات امهات المؤمنين افضل
صلواتك وازكى سلامك وانمى بركاتك عدد ما في علمك وزنة ما في علمك وملاء
ما في علمك وبعدد ذكر ما لك ويليق برضاك وصل وسلم وبارك وكرم كذلك كله
افضل صلواتك وازكى سلامك وانمى بركاتك وعلى جميع الانبياء والمرسلين وعلى آل

وَاَزْوَاجِ وَاَصْحَابِ کُلٍّ مِّنْهُمْ وَالتَّابِعِیْنَ اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے
وَعَلٰی سَیِّدِنَا الشَّیْخِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْمَکِیْنِ الْاَمِیْنِ وَعَلٰی کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فِی
الْعٰلَمِیْنَ وَسَائِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عَدَدَ مَا عَلِمَ اللّٰہُ وَمِلْأَ مَا عَلِمَ
اللّٰہُ وَزِنَۃَ مَا عَلِمَ اللّٰہُ وَارْحَمْنَا اِلٰهَنَا بِحُرْمَتِهِمْ اَجْمَعِیْنَ وَاسْتُرْنَا وَعَافِنَا مِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ
وَعَاهَۃٍ وَّاعْفُ عَنَّا وَعَامِلْنَا بِلُطْفِکَ الْجَمِیْلِ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَّا
یَرْحَمُنَا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ بعضے صالحین سے روایت
کرتے ہیں کہ جو شخص اس درود کو بالتزام پڑھتا ہے وہ نجات پاتا ہے ہر بلائے نازل سے اور محفوظ
رہتا ہے ہر حادثہ سے اور حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ مجھے اسکی اجازت بعضے مشائخ محدثین
سے حاصل ہوئی ہے اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَ
شَفِیْعِنَا وَمَلَاذِنَا وَحَبِیْبِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ
وَاَهْلِ بَیْتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْیَاعِهٖ صَلٰوۃً نَّاشِیَۃً مِّنْ مَّعْدِنِ السِّرِّ الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ
لَا یَعْرِفُهٗ اَحَدٌ اِلَّا اَنْتَ اَوْ هُوَ وَبَارِکْ وَکَرِّمْ وَشَرِّفْ وَعَظِّمْ وَمَجِّدْ حَسْبَ قُرْبِهٖ
وَدَرَجَتِهٖ عِنْدَکَ وَمِقْدَارِ اِکْرَامِکَ وَمَحَبَّتِکَ لَهٗ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ
عَدَدَ کُلِّ عِلْمٍ عَلَّمْتَهٗ اِیَّاهُ وَکُلِّ فَضْلٍ خَصَصْتَهٗ بِهٖ وَکُلِّ نِعْمَۃٍ اَنْعَمْتَهَا عَلَیْهِ صَلٰوۃً
جَامِعَۃً لِّجَمِیْعِ الْمَرَاتِبِ وَشَامِلَۃً لِّکُلِّ الدَّرَجَاتِ وَعَامَّۃً لِّکُلِّ الْخَیْرَاتِ مَا یُمْکِنُ
اَنْ یُّتَصَوَّرَ وَمَا لَا یُتَصَوَّرُ وَمَا یَظْهَرُ عَلٰی اَحَدٍ وَّلَا یَظْهَرُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَنَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ وَخَلِیْلِکَ وَصَفِیِّکَ وَنَجِیِّکَ وَذَخِیْرَتِکَ
وَخِیَرَتِکَ وَخَیْرِ خَلْقِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَهٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَهَادِیًا لِّلضَّالِّیْنَ وَشَفِیْعًا
لِّلْمُذْنِبِیْنَ وَدَلِیْلًا لِّلْمُتَحَیِّرِیْنَ وَطَرِیْقًا لِّلْعَارِفِیْنَ وَاِمَامًا لِّلْمُتَّقِیْنَ وَنُوْرًا لِّلْمُسْتَبْصِرِیْنَ
وَرَاحِمًا عَلَی السَّالِکِیْنَ وَبَشِیْرًا لِّلْمُطِیْعِیْنَ وَنَذِیْرًا لِّلْعَاصِیْنَ وَرَءُوْفًا رَّحِیْمًا بِالْمُؤْمِنِیْنَ
الَّذِیْ نَوَّرْتَ قَلْبَهٗ وَشَرَحْتَ صَدْرَهٗ وَرَفَعْتَ ذِکْرَهٗ وَعَظَّمْتَ قَدْرَهٗ وَاَعْلَیْتَ
کَلِمَتَهٗ وَاَیَّدْتَ دِیْنَهٗ وَاَثْبَتَّ یَقِیْنَهٗ وَرَحِمْتَ اُمَّتَهٗ وَتَمَّمْتَ رِسَالَتَهٗ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ صَلٰوۃً تَسُرُّ بِهَا الْقُلُوْبَ وَتَغْفِرُ الذُّنُوْبَ وَتَسْتُرُ الْعُیُوْبَ وَتَکْشِفُ الْکُرُوْبَ

وَتَفْرِجُ الْهُمُوْمَ وَتُزِيْلُ الْغُمُوْمَ وَتَدْفَعُ الْبَلَاءَ وَتُكْثِرُ الشِّفَاءَ وَتُسَهِّلُ الْأُمُوْرَ وَتَشْرَحُ الصُّدُوْرَ وَتُوَسِّعُ الْقُبُوْرَ وَتُيَسِّرُ الْحِسَابَ وَتُعَاظِمُ الْكِتَابَ وَتُثْقِلُ الْمِيْزَانَ وَتُهَيِّئُ الْجِنَانَ وَتُعِدُّ لِلِّقَاءِ وَتُتِمُّ النَّعْمَاءَ صَلٰوۃً تُصْلِحُ الْأَحْوَالَ وَتُفَرِّغُ الْبَالَ وَتُصَفِّي الْوَقْتَ وَتُجَنِّبُ الْمَقْتَ صَلٰوۃً تَعْبَقُ بَرَكَاتُهَا وَتُحِيْطُ إِكْرَامَاتُهَا وَتَشِيْعُ أَنْوَارُهَا وَتَظْهَرُ أَسْرَارُهَا مُوْجِبَةً لِلسَّدَادِ وَبَاعِثَةً عَلَى الرَّشَادِ وَمَانِعَةً عَنِ الضَّلَالِ وَدَافِعَةً لِلْإِخْلَالِ وَمُحَصِّلَةً لِلْكَمَالِ صَلٰوۃً لَا تَدَعُ خَيْرًا مِّنْ خَيْرَاتِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا حَصَّلَتْهَا وَلَا تَتْرُكُ كَمَالًا مِّنْ كَمَالَاتِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ إِلَّا تَمَّمَتْهَا وَأَكْمَلَتْهَا صَلٰوۃً دَائِمَةً مُتَّصِلَةً بَاقِيَةً غَيْرَ مُنْقَطِعَةٍ وَّاقِعَةً بِلِسَانِ الْحَالِ وَالْقَالِ مُؤَدِّيَةً جَمِيْعَ الْحُقُوْقِ فِيْ جَمِيْعِ الْأَحْوَالِ صَلٰوۃً رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً كَامِلَةً مُكَمِّلَةً تَامَّةً مُتَمِّمَةً نَامِيَةً مُنَمِّيَةً مَقْبُوْلَةً مَشْمُوْلَةً جَلِيْلَةً جَزِيْلَةً نُوْرًا سُرُوْرًا بَهَاءً رِضًا سَنَاءً رُشْدًا غِنًا عِلْمًا عَمَلًا حَالًا وَّذَوْقًا أَوَّلًا وَّآخِرًا ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا بِرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَجُوْدِكَ وَعِنَايَتِكَ وَرِعَايَتِكَ وَكِلَايَتِكَ وَحِمَايَتِكَ يَا إِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ وَيَا خَيْرَ النَّاصِرِيْنَ وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَيَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِيْنَ وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ مِنْ أَزَلِ الْآزَالِ إِلٰى أَبَدِ الْآبِدِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَآخِرُ دَعْوٰنَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سارے کلمات اس درود کے بعض زیارات حضرت سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات میں کمال تضرع اور انکسار کے ساتھ آپ کے حضور وافضل النور میں جلدی جلدی میں سے انشا کر کے آپ کے سامنے پڑھے ہیں امید کہ مسموع سمع رضا ہوئے ہوں اور یہ سب کے سفر حج کے غنائم میں سے ہے

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

الکتاب

سپاس بیقیاس لائق خاص پروردگار ہے جسنے اپنی رحمت کاملہ سے گمراہان بادیۂ ضلالت اور سرگشتگان وادی جہالت کی رستگاری کے واسطے رایت ہدایت اور لوای رشادت بلند فرماکر حج و زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کو موافق کلام صداقت انجام حجوا فان الحج یغسل الذنوب کما یغسل الماء الدرن کے بموجب کفارت سیئات اور مطابق مضمون ہدایت مشحون من زار قبری وجبت لہ شفاعتی کے باعث استحصال شفاعت حضرت سرور کائنات علیہ التحیات والصلوات کا ٹھہرایا اور درود نامحدود اوسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ و ذریاتہ کو سزاوار ہی کہ جسنے واسطے صلاح امت اور فلاح جماعت کافۂ مسلمین و زمرۂ مومنین سکے کیا کیا مساعی جمیلہ و کروبات متظاہرہ اور شدائد و صعوبات متکاثرہ کو اپنی ذات بابرکات پر ملتزم اور گوارا فرمایا اما بعد اوپر رای مومنین اور صاحبان صدق و یقین کے مبرہن ہو کہ یہ رسالۂ عجوبہ کہ ترجمہ مرغوبا کتاب مستطاب فارسی مسمی بہ جذب القلوب الی دیار المحبوب مصنفہ حضرت مولانا شاہ عبد الحق دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہی جس میں کوائف مدینہ مطیبہ اور اوکا ر یند و حالات حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات علیہ وعلی آلہ واصحابہ الصلوات والتسلیمات کو واسطے نفع عام خصوصاً واسطے اون مومنین تقوی شعار اور مسلمین ورع آثار کے کہ جو کنایات عربی اور نکات فارسی کے سمجھنے کی دستگاہ نہیں رکھتے ضبط کیا گیا ہے دلتی تاریخ دوم ربیع الاول ۱۲۸۳ ہجری رونق پذیر اختتام ہوا اور تسہیل عبارات و تفصیل اشارات سے مقبول قلوب خاص و عام ہوا امید کہ سب بھائی مسلمان فضیلت مدینہ منورہ اور کرامت اوس بلدۂ مشرفہ کی معلوم کرکے ازدیاد اعتقاد اور فرط القیاد کے ساتھ اوسکی زیارت کو اپنی سعادت سمجھکر کامیاب دارین ہو جائیں اور حضرت مترجم کو کہ اونھوں نے نہایت عمدگی اور بغایت خوبی سے تصریح و تشریح زبان اردو عام فہم میں ترجمہ فرمایا ہے ساتھ دعای خیرت کونین کے یاد بنا و فرمائیں الہی بحرمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہدیہ قبول ہوا اور جو کوئی اسکو لکھے یا پڑھے یا سنے اوسکا مقصد دلی دونوں جہانمیں حصول ہو

آمین یا رب العلمین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ در نیولا ترجمہ مرغوب جذب القلوب جو فضائل مدینہ منورہ میں بے مثل لاجواب ہے اور اس سے پہلے چند بار مطبع فیض مرجع عالیجناب منشی الالقاب سراپا ہمت و اولوالعزم منشی نولکشور صاحب سی آئی ای دام اقبالہ واقع لکھنؤ میں چھپا اور قدردان شائقین سے دست بدست فروخت ہوا اب پھر بکثرت خواہش طالبین سے شاخ مطبع موصوف القدر واقع کانپور صانہ اللہ عن شر الدہور ماہ اگست ۱۸۸۹ء میں پہلی مرتبہ زیور طبع سے آراستہ ہوا

قطعۂ تاریخ طبع منشیجۂ خامۂ جادو شمامۂ سحر بیان افضل الامثال والاقران جناب مولوی محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی سلمہ الہادی مہتمم مطبع ہذا

کتاب عبد حق دہلوی را
در اردو ترجمہ فرمود و شد طبع
و بہر طبع ہنگام کشش

جناب عبد حق کانپوری
بفضل ایزدی بالطف و خوبی
نمودہ فکر تاریخ مسیحی

در آمد ناگہان حامد بگوشم
خوشا ذکر نبی — آواز غیبی
۱۸۸۹ء